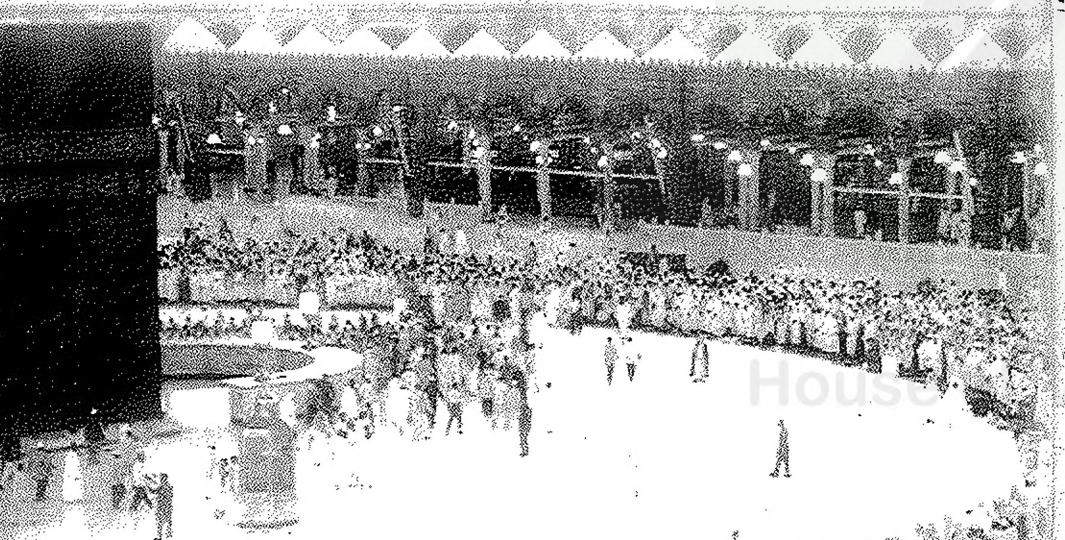
مسئلہ

ترکِ رفع یدین

پر

غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب



فیصل خان

مرکز تحقیق راولپنڈی

مسئلہ ترکِ رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب

فیصل خان

مرکز تحقیق راولپنڈی

مرکز تحقیق راولپنڈی

0334-5086677

مسئلہ

ترک رفع یدین

پر

غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب

از قلم:

فیصل خان

مرکز تحقیق، راولپنڈی
0334-5086677

نام کتاب	مسئلہ ترک رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب
از قلم	فیصل خان
سرورق	باھو گرافکس
کمپوزنگ	ڈیزائن ماسٹر، راولپنڈی
پروف ریڈنگ	مولانا وسیم حسن شاہ صاحب
	قاری شاہد محمود ہزاروی
تعداد	1100
سن اشاعت	یکم اگست 2010ء
ناشر	**مرکز تحقیق**، راولپنڈی
صفحات	160
ہدیہ	روپے

ملنے کے پتے:

- صراط مستقیم پبلیکیشنز
- احمد بک کارپوریشن۔ راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن۔ راولپنڈی
- ضیاء القرآن

فہرست

تقریظ

مناظر اسلام محقق اہلسنت مفتی محمد حنیف قریشی صاحب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

فقیر نے محترم جناب فیصل خان کی کتاب، رفع یدین کے موضوع پر نامور غیر مقلد زبیر علی زئی کی کتاب نور العینین کا محققانہ تجزیہ کو بالاستیعاب پڑھا اور واقعتاً کتاب نے اتنا متاثر کیا کہ بے ساختہ مصنف کے بارے میں کلمات تحسین زبان پر جاری ہوئے بعدازاں غیر مقلد عالم زبیر علی زئی صاحب کی طرف سے جواباً لکھے جانے والے مضامین، ماہنامہ اہل حدیث نظر سے گزرے اور ان کے جواب میں لکھی جانے والی زیر نظر کتاب ترک رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب، میرے پیش نظر ہے۔ جناب فیصل خان صاحب نے جس محققانہ اور شستہ انداز میں معترض کے اعتراضات کو رفع کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ فاضل مصنف انتہائی تحقیقی مزاج رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اپنے اور بیگانے نامور محققین نے ان کاوش کو سراہا ہے اور غیر بھی انہیں داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ میرے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو دین یقینی کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی حنیف قریشی

جامعہ الرضویہ، ضیاء العلوم

راولپنڈی

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالناصر لطیف صاحب

اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو مبعوث فرما کر اسلام کی تکمیل فرمادی اور یہ اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ رب کریم نے اس دین کو ہر طرح کی تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا۔ پندرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ہم دعویٰ کیساتھ کہتے ہیں کہ جو دین اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اس امت کو دیا ہمارے پاس اصل حالت میں موجود ہے ہمارے علاوہ کوئی امت، قوم یہ دعویٰ نہیں کرسکتی۔ فللّٰہ الحمد والمنة والا حسان

اللہ عزوجل نے ہر دور میں اس دین کی حفاظت کیلئے عموماً اور حدیث رسول ﷺ کیلئے خصوصاً ایسے رجال منتخب فرمائے جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس دین کیلئے وقت فرمادیا۔ اللہ عزوجل سب کو اجر جزیل اور ثواب عظیم عطا فرمائے۔

جب بھی علماء کا لفظ بولا جاتا ہے تو تصور میں عالم کی ایک مخصوص صورت گردش کرنے لگتی ہے مگر حدیث رسول کی عظمت وشان دیکھیئے کہ اس کی حفاظت کیلئے ایسے لوگ بھی سرگرم عمل ہیں جو بظاہر دنیا کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں مگر درحقیقت وہ حفاظت دین کا مقدس فریضہ سنبھالے ہوتے ہیں انہی لوگوں میں ایک عظیم شخصیت محترم فیصل خان صاحب کی بھی ہے جو امور دنیویہ میں مصروف ہونے کے باوجود حفاظت حدیث رسول کیلئے بھی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ معظم میں ارشاد ہے (من

أحيا سنتي فقد أحبني و من أحبني كان معي في الجنة) رسول پاک ﷺ کی ایک سنت زندہ کرنے والے کیلئے یہ عظیم بشارت ہے اور جناب فیصل خان صاحب اس علم کو زندہ کررہے ہیں جس کو علماء بھی ترک کرچکے ہیں۔ وہ علم جس کی وجہ سے رسول پاک کی سنتیں موجود اور زندہ ہیں میری مراد علم الرجال، علم الجرح، والتعدیل اور نقد الحدیث کے علوم ہیں۔ یقیناً یہی حب رسول ہے اور ان شاء الہ عزوجل ان کو بھی حب رسول کی وجہ سے یہ بشارت نصیب ہوگی۔ اللہ عزوجل ان کیساتھ ساتھ ہمیں بھی یہ مقام عطا فرمائے آمین۔

محترم فیصل خان صاحب پر اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ آپ کو اللہ عزوجل نے علوم الحدیث کے ادق علوم میں مہارت نامہ اور بہترین انداز تحریر واسلوب عطا فرمایا ہے جس پر آپ کی کتاب ''رفع یدین'' شاہد عادل ہے۔

محترم فیصل خان صاحب کا اندازِ تحریک ایک اچھوتا اور اقرب الی الفہم، دلائل سے بھر پور، متانت کا شہکار ہے۔ مخالفین پر بے جا طعن وتشنیع کا کوئی تصور نہیں تحقیق کے تقاضوں پر پورا اترنے والا اسلوب آپ کا خاصہ ہے۔ آپ کی تحریر اگر تعصب سے خالی ہوکر پڑھی جائے تو یقیناً باعثِ ہدایت وراہنمائی ہے۔

اللہ عزوجل آپ کی کاوشوں کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالناصر عبدالطیف
(دکتوراۃ) فی الحدیث وعلومہ
الجامعۃ الرضویۃ ضیاء العلوم
راولپنڈی

تقریظ

محقق اہلسنت سید عظمت حسین شاہ گیلانی ہزاروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترک رفع یدین کے نہایت تحقیق طلب اور حساس موضوع پر محترم فیصل خان حفظ اللہ کی جواب الجواب تالیف ''ترکِ رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب'' کے بیشتر مقامات باصرہ نواز ہوئے۔

ماشاء اللہ اس موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے اور محض جذبات کی بجائے تحقیق کی راہ اختیار کی گئی ہے۔ یہ فضل ربی ہے کہ کتاب کو دیکھ کر کسی کہنہ مشق مصنف کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ دلائل وبراھین کو جس حسن ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس پر مصنف کیلئے دل سے دُعا نکلتی ہے کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بات اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ مصنف کی امہات الکتب تک رسائی ہے۔ زبان نہایت مہذب ہے اور طعن وتشنیع سے گریز کیا گیا ہے یہ انداز تحریر لائق تقلید ہے، امید واثق ہے کہ یہ کتاب تحقیق کی نئی راہیں کھولے گی اور اسی موضوع پر کام کرنے والے دیگر اہل علم کیلئے بھی مفید ثابت ہوگی۔ دُعا ہے کہ رب کریم اس کتاب کو نافع بنائے اور قبولیت عامہ عطا فرمائے مصنف زیدہ مجدہٗ کے علم و عمل ذوق وشوق اور عمر ورزق میں بطفیل محبوب کریم ﷺ اضافہ فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف

سید عظمت حسین شاہ گیلانی

۲ جمادی الاخری 1431ھ

17-05-2010

تقریظ

حضرت علامہ سید وسیم حسن شاہ ہزاروی صاحب

برادرم ومکرم صاحب مطالعہ کثیرہ محمد فیصل خان زاد اللہ شرفہٗ وعلمہٗ وعلمہٗ کی دو کتابیں ''رفع یدین کے موضوع پر نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین کا محققانہ تجزیہ'' اور پھر اس پر زبیر علیزئی کی جانب سے اُٹھائے جانے اعتراضات کا جواب ''ترک رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علیزئی کے اعتراضاتی مضامین کا جواب'' چند مقامات سے دیکھیں۔ کتابوں کو اپنے فن میں اعلیٰ معیار پر پایا۔ موضوع کا احاطہ کیا گیا ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مصنف کے علم وعمل میں اضافہ فرما کے فقہ حنفی کا خاص خادم بنائے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقام علم وعمل کے صدقے دین کا حظ وافر نصیب فرمائے۔

امین بجاہ سید المرسلین

ازقلم سید وسیم حسن شاہ کاظمی ہزاروی

مورخہ 22 اپریل 2010ء جمعرات بعد نماز عصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کاوش کوزبدۃ المحدثین عمدۃ الفقہاء

حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ

کے مبارک نام کرتاھوں

جن کی باطنی فیضان سے تحقیق کی طرف رغبت پائی.

گرقبول افتد زہے عزوشرف

خادم اہلسنت فیصل خان

0321-5501977

پیش لفظ

راقم نے ترک رفع یدین پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر زبیر علیزئی صاحب کے اعتراضات کے جوابات اپنی کتاب ''رفع یدین کے موضوع پر نامور غیر مقلد زبیر علیزئی کی کتاب نورالعنین کا محققانہ تجزیہ'' میں دیے۔ مجھے امید تھی کہ زبیر علیزئی صاحب حق کی جانب رجوع کرینگے مگر اسکے برعکس دیکھنے میں آیا۔ راقم نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر محققانہ جائزہ میں دوسرے اعتراضات کے ساتھ ساتھ تفصیلاً امام سفیان ثوری کی تدلیس کا بھی جواب دیا۔ اسی دوران مجھے ملک بھر بشمول اندرون سندھ سے اس کتاب کے تعریفی کلمات اور دادِ تحسین وصول ہوئی۔ کیونکہ یہ کتاب غیر مقلدین کے لیئے لاجواب تھی اس لیئے زبیر علیزئی صاحب کے حواریین نے انکو مجبور کیا کہ میری اس کتاب کا جواب لکھیں۔ آخر کار زبیر علیزئی صاحب نے اپنے ماھانہ رسالہ الحدیث نمبر ۶۷ میں امام سفیان ثوری کی تدلیس کا معاملہ دوبارہ اٹھایا اور سفیان ثوری کی تدلیس کو مضر اور طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت کرنے کی کوشش کی۔ زبیر علیزئی صاحب کی یہ عادت ہے کہ کسی بحث پہ اتنے غیر متعلقہ حوالے پیش کرتے ہیں کہ عوام الناس اس سے مرغوب ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ عام آدمی یہی سمجھتا ہے کہ اس کتاب میں کافی حوالے موجود ہیں۔ مگر یہ تمام حوالے خلط مبحث کے لیئے ہی ہوتے ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کو تدلیس پر مغالطہ کی وجہ صرف اصول الحدیث اور اقوال محدثین کرام سے بے خبری پر مبنی ہے۔ آجکل بیک وقت زبیر علیزئی کی دو کتابیں نماز میں ہاتھ باندھنے کا مقام اور نورالعینین کا تفصیلی رد لکھا جا رہا ہے اور تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ مگر میں نے یہ ضروری سمجھا کہ زبیر علیزئی صاحب کے مضمون کا جواب اور انکے مغالطوں کو بے نقاب کیا جائے تا کہ عوام الناس محفوظ رہ سکیں۔

(نوٹ) کوئی حوالہ یا بات غلط نظر آئے تو اُصول کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔

ترک رفع یدین پر زبیر علیزئی کے ماھانہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۶۷ دسمبر ۲۰۰۹ کا تفصیلی جواب

ترک رفع یدین پر زبیر علیزئی کے اعتراضات کا جائزہ لینے سے پہلے ضروری ہے کہ محدثین کرام کے اقوال کی روشنی میں تدلیس کا جائزہ لیں کہ تدلیس کیا چیز ہے۔ کیونکہ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے تدلیس کا سمجھنا ضروری ہے۔

تدلیس کی تعریف

حافظ ابن کثیرؒ حدیث کی بارہویں قسم مدلس (تدلیس والی روایت) کی تعریف لکھتے ہیں۔
''راوی اس سے جس سے اسکی ملاقات ہوئی ہے۔ ایسی روایت بیان کرے جو راوی نے اس سے نہیں سنی اسے تدلیس الاسناد کہتے ہیں۔ یا اپنے معاصر جس سے اسکی ملاقات نہیں ہوئی ہے (ایسی روایت بیان کرے جو اس سے نہیں سنی) یہ وہم ڈالتے ہوئے کہ اس نے یہ روایت اپنے معاصر سے سنی ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ص۵۱۔۵۰)

حافظ ابن کثیر کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہے کہ تدلیس الاسناد کی تعریف میں مرسل خفی اور تدلیس دونوں شامل ہیں۔ یہاں پر نہایت ہی اہم ہوگا کہ ان محدثین کرام کا ذکر کیا جائے جنھوں نے مرسل خفی اور تدلیس کو تدلیس الاسناد ہی سمجھا ہے۔ ان تمام محدثین کرام کے تفصیلی اقوال کی بجائے صرف کتابوں کے حوالے پر ہی اکتفا کیجئے تفصیل کے لیئے متعلقہ کتب کا مطالعہ کریں۔

تدلیس اور جمہور علماء کرام

۱. امام احمدؒ (سیر اعلام النبلاء ۱۱/۴۱۶،۴۱۵، العلل والمعرفۃ الرجال رقم ۵۶۷۶)

۲. امام یحییٰ بن معینؒ (تاریخ رقم :۳۹۸۳، رقم :۲۸، رقم ۴۸۸۱)

۳. امام بخاریؒ (العلل الکبیر للترمذی ۲/۸۷۷)

۴. امام عجلیؒ (معرفۃ الثقات رقم:۲۶۴)

۵. امام یعقوب الفسویؒ (المعرفۃ و التاریخ ۲/۱۲۳)

۶. ابن حبانؒ (المجروحین ۱/۸۰)

۷. ابن عدیؒ (الکامل فی ضعفاء ۲/۲۲۹)

۸. امام خلیلیؒ (الارشاد ۱/۳۴۹)

۹. امام ابوداؤدؒ (سوالات الآجری رقم:۴۶۲)

۱۰. امام عباس بن عبدالعظیم العنبریؒ (سوالات الآجری رقم :۴۶۲)

۱۱. حافظ خلف بن سالم البغدادیؒ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۰۸)

۱۲. امام ابوزرعہ الرازیؒ (العلل ابن ابی حاتم رقم:۲۰۷۱)

۱۳. امام ابی حاتم الرازیؒ (العلل ابن ابی حاتم رقم :۲۰۷۱)

۱۴. امام ابوجعفر احمد بن اسماعیل النحاسؒ (ناسخ و المنسوخ ۱/۵۵۷، رقم: ۱۰۸)

۱۵. قاضی اسماعیل بن اسحاقؒ (تہذیب التہذیب ۱۰/۲۷۱)

۱۶. امام یعقوب بن شیبہؒ (الکفایۃ خطیب بغدادی ص ۴۰۰)

۱۷. امام بزارؒ (التبیین أ سماء المدلسین ابن العجمی ص۳۴۴)

۱۸. امام حاکمؒ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۰۹، تحت جنس السادس)

۱۹. امام ابونعیمؒ (النکت علی ابن صلاح ص۶۲۲)

۲۰. خطیب بغدادیؒ (الکفایۃ لخطیب ص۳۸، ص۳۹۶)

۲۱. امام ابن عبدالبر النمریؒ (التمہید ۱/۲۸)، (التمہید ۳/۳۰۷)

۲۲. امام ابن اثیرؒ (جامع الاصول ۱/۱۶۷)

۲۳. ابن القطان الفاسیؒ (بیان الوھم والا یسھام ۲/۱۷۳)

۲۴. امام ابن الصلاحؒ (علوم الحدیث ص۷۳)

۲۵. امام نوویؒ (ارشاد طلاب الحقائق ص۲۰۵، التقریب والتیسیر ۱/۲۲۳)

۲۶. امام ابن دقیق العیدؒ (ارشاد طلاب الحقائق ص۵۸۱، التقریب والتیسیر ۱/۲۰۵)

۲۷. امام ذہبیؒ (الموقظۃ ص۴۷)

۲۸. ابن رشید السبتیؒ (السنن الأبین ص۴۶)

۲۹. امام ابن جماعۃؒ (المنہل الروی ص۷۲)

۳۰. امام طیبیؒ (الخلاصۃ للطیبی ص۷۱)

۳۱. حافظ علائیؒ (جامع التحصیل ص۹۷)

۳۲. حافظ ابن کثیرؒ (اختصار علوم الحدیث ص ۵۰)

۳۳. حافظ ابن ملقنؒ (شرح علل ترمذی ص۵۸۲)

۳۴. امام ابن ملقنؒ (المقنع لا بن ملقن ۱/۱۵۴)

۳۵. امام سراج الدین بلقینیؒ (محاسن اصلاح ص۲۳۰)

۳۶. حافظ زین الدین العراقیؒ (التبصرۃ و التذکرۃ ۱/۱۸۰)

۳۷. علامہ شریف الحسینی الجرجانیؒ (رسالۃ فی اصول الحدیث ص ۹۰)

۳۸. علامہ ابن الوزیر الصنعانیؒ (توضیح الافکار ۱/۳۵۰)

۳۹. امام محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانیؒ (توضیح الافکار ۱/۳۵۰)

۴۰. علامہ محی الدین الرومی بالکافیجیؒ (المختصر فی علم الاثر ص۱۳۲)

۴۱. علامہ جلال الدین سیوطیؒ (تدریب الراوی ص۱/۲۰۵)

۴۲. محدث محمد بن احمد الخیطی الشافیؒ (الیواقیت والدار ۱/۳۶۵)

۴۳. محدث ملا علی قاریؒ (شرح شرح النبخۃ الفکر ص۱۱۹)

مندرجہ بالا ۴۳ محدثین کرام سے یہ ثابت ہو گیا کہ ارسال خفی اور تدلیس دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ ان غیر مقلدین حضرات کا ارسال خفی کو تدلیس سے علیحدہ شمار کرنا صرف اور صرف اپنے مسلک کی حمایت ہے۔ یہ ہم کسی اور مضمون میں ذکر کریں گے کہ علماء غیر مقلدین ارسال خفی کو تدلیس سے کن وجوہات پر جدا کرتے ہیں۔

مزید عجب تضاد ہے کہ حافظ ابن حجر کے مدلسین کی طبقاتی تقسیم کا تو انکار کیا جائے مگر انہی کا ارسال خفی کو تدلیس سے علیحدہ کرنے کا موقف مانا جائے۔ کیا یہ مسلکی حمایت کا شاخسانہ نہیں؟۔ اگر حافظ ابن حجر کے ارسال خفی کو تدلیس سے جدا کرنے کا اصول مانتے ہیں تو پھر آپ کو ان کے مدلسین کے طبقاتی تقسیم کو بھی ماننا پڑے گا۔ اس تفصیل کے بعد یہ بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ جناب زبیر علیزئی صاحب اور انکے استاد ارشاد الحق اثری دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ محدثین کرام جو ارسال خفی کا تدلیس پہ اطلاق کرتے ہیں ان کا کسی راوی کو مدلس قرار دینا یا اسکی تدلیس کی وجہ سے تضعیف کرنا قابل قبول نہیں ہے۔

۱۔ ارشاد الحق اثری صاحب کے حوالہ کے لیئے ملاحظہ کریں (توضیح الکلام ۱/۳۴۷)

۲۔ زبیر علیزئی صاحب کے حوالہ کے لیئے ملاحظہ کریں۔

(جز نصر الباری فی تحقیق جزء القراۃ ص ۱۱۴)

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا اُس محدث کا حوالہ قابل قبول نہیں ہوگا جو ارسال خفی کا تدلیس پر اطلاق کرتا ہے۔

نوٹ: یہی وہ عمیق نکتہ ہے جس کی وجہ سے غیر مقلد زبیر علیزئی صاحب نے ٹھوکر کھائی اور یوں وہ مسلسل اس موضوع پر اضطراب کا شکار بھی ہیں۔

۱۔ کبھی انہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ اعمش کی عن والی روایت کی تصیح کیوں کی ہے؟

۲۔ کبھی انہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ اعمش کی عن والی روایت کی تضعیف کیوں کی ہے؟

زبیر علیزئی صاحب جب کسی محدث کا قول امام سفیان ثوری کے بارے میں تدلیس کا پیش کرتے ہیں کہ فلاں حدیث میں سفیان ثوری نے تدلیس کی ہے یا فلاں حدیث سفیان ثوری نے نہیں سنی تو اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سفیان ثوری کی مطلقاً ہر معنعن (عن والی روایت) نا قابل قبول ہوگی۔ محدثین کرام نے سفیان ثوری کی صرف چندان احادیث

پر اعتراض کیا جس میں انکے کسی راوی سے سماع کا شبہ یا شک تھا، نہ کہ عن والی روایت پر جرح کرنا مقصود تھا۔ اور نہ ہی یہ مقصود تھا کہ سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔

کیا صحیحین کی احادیث محمول علی السماع ہوتی ہیں؟

زبیر علیزئی صاحب بڑے ہی جارحانہ انداز سے لکھتے ہیں کہ صحیحین کی احادیث محمول علی السماع ہوتی ہیں (جوابی مضمون ۲۰) مگر یہ اصول بھی علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔

۱. محدث ابن دقیق العیدؒ ۲. ابن المرحلؒ ۳. علامہ صنعانیؒ

۴. حافظ ابن حجرؒ ۵. امام ابن الھمامؒ ۶. محدث قاسم بن قطلوبغاؒ

۷. امام احمد رضا خان بریلویؒ ۸. علامہ جمال الدین مزیؒ وغیرھم۔

یہ سب اس اصول سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور امام احمد رضا خان بریلویؒ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ "یہ محض اندھی تقلید ہے اگرچہ ہم حسن ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔" (فتاوی رضویہ نمبر ۲۳۹/۲۴)

امام شافعیؒ اور تدلیس کی تعریف

۱۔ امام شافعیؒ تدلیس کرنے کو راوی کے بارے سبب طعن سمجھتے تھے۔ (دیکھئے الرسالۃ (ص ۳۷۱-۳۷۰) امام شافعیؒ نے راوی کے قبول کرنے میں مدلس نہ ہونے کا وصف پایا جانا بھی لکھا ہے۔ اور امام شافعی کے اس قول سے زبیر علیزئی صاحب خود بھی متفق نہیں ہیں۔ امام شافعیؒ لکھتے ہیں: "بریأمن أن یکون مدلساً: یحدث عمن لقی ما لم یسمع منه۔" (الرسالته رقم: ۱۰۰۱)۔ امام شافعیؒ قبول حدیث کے تحت ایک راوی کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ راوی کو تدلیس سے پاک ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں راوی قابل قبول نہ ہوگا اگر وہ مدلس ہو۔ امام شافعی کے قول سے

یہ واضح ہوتا ہے کہ انکے نزدیک تدلیس راوی کو مجروح کر دیتی ہے۔

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب نے تدلیس کے موضوع پر جو مضمون الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ صفحہ نمبر ۵۳ پر امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے۔ ''نقبل من مدلس حدیثا حتی یقول فیه حدثنی أو سمعت'' ''یعنی ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کرینگے جب تک وہ حدثنی یا سمعت نہ کہے۔ (الرسالہ نمبر ۵۳ ونسخته احمد شاکر نمبر ۳۸۰)

یہ قول خود امام شافعیؒ کے دوسرے قول الرسالۃ رقم: ۱۰۰۱ کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ راوی پر تدلیس کا ہونا اس راوی کی عدالت کو مجروح اور باعث طعن قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ''بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلس مجروح ہوتا ہے لہٰذا اسکی ہر روایت مردود ہے چاہے مصرح بالسماع ہی کیوں نہ ہو۔ (جامع تحصیل ص ۹۸) اب اس تفصیل سے دو نہایت اہم نکتہ سامنے آتے ہیں۔

۱. امام شافعیؒ کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تدلیس راوی کو مجروح تو کرتی ہے مگر اسکی مصرح بالسماع روایت قابل قبول ہوتی ہے۔

۲. کچھ علماء کرام کا یہ مسلک تھا کہ تدلیس راوی کو مجروح کرتی ہے اور اسکی مصرح بالسماع روایت قابل قبول نہیں ہوتی ہیں۔

امام شافعی بھی تدلیس کو سبب طعن سمجھتے ہیں اور دیگر علماء کرام بھی۔ مگر امام شافعی مصرح بالسماع روایت تو قبول کرتے ہیں مگر دیگر محدثین کرام مصرح بالسماع والی روایت بھی قبول نہیں کرتے۔

اہم نوٹ: زبیر علیزئی صاحب نے امام شافعی کا یہ اصول تو مان لیا کہ مدلس راوی کی کوئی بھی معنعن روایت نہیں مانی جائے گی مگر اس اصول کو کیوں رد کر دیا کہ تدلیس باعث جرح ہے۔

دوسری بات یہ کہ امام شافعیؒ کے اس قول میں کہیں بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ مدلس

راوی کی ہر معنعن روایت اس وقت قابل قبول ہوگی جبکہ اسکا کوئی شاھد یا متابع ہوگا۔ میرا زبیر علیزئی صاحب کو چیلنج ہے کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو امام شافعیؒ کے قول سے یہ ثابت کریں کی مدلس راوی کی معنعن روایت شاھد یا متابعت کی صورت میں قابل قبول ہوگی۔ دوسری طرف امام شافعیؒ نے علی الاطلاق یہ اصول وضع کیا ہے کہ کسی بھی مدلس راوی کی روایت قابل قبول نہ ہوگی۔ جبکہ زبیر علیزئی صاحب متابعت اور شواھد کا ذکر کرتے ہیں۔ لہٰذا امام شافعیؒ کے قول میں متابعت اور شواھد کا اصول داخل کرنا بالکل غلط اور مردود ہے۔

مزید زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ''التاسیس فی مسئلة تدلیس'' ص ۵۳ شمارہ ص ۳۳ پر لکھتے ہیں۔

''میری تحقیق کے مطابق یہ مسلک (امام شافعی) سب سے زیادہ راجح ہے۔''

جبکہ اپنے تنقیدی مضمون الحدیث شمارہ نمبر ۷ ص ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ ''امام شافعی نے یہ اصول سمجھایا کہ جو شخص صرف ایک دفعہ بھی تدلیس کرے تو اس کی وہ روایت مقبول نہیں ہوتی جس میں سماع کی تصریح نہ ہو''۔ (الرسالۃ نمبر ۳۸۰)

زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ اگر انھیں امام شافعی کا مسلک قبول ہے تو اس اصول کو مطلقاً قبول کریں ورگرنہ اس اصول اور مسلک میں متابعت اور شواھد کا جوڑ لگانا چھوڑ دیں۔ عجب تضاد ہے کہ ایک طرف امام شافعی کے قول کو مانیں اور دوسری طرف اس میں تخصیص بھی کریں۔ کسی بھی اصول اور مسلک میں تخصیص کا حق صرف صاحب اصول کو ہوتا ہے نہ کہ کسی اور کو۔ اس دلچسپ تحقیق سے قارئین کو یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ زبیر علیزئی صاحب اصولوں میں تحریف بھی کرتے ہیں۔ ایک مطلق قول کی وہ تخصیص کیسے کر سکتے ہیں؟۔ اس تحقیق سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱. امام شافعیؒ تدلیس کو راوی کے بارے میں سبب طعن سمجھتے ہیں۔

۲. امام شافعیؒ مطلقاً مدلس راوی کی عن والی روایت قبول نہیں کرتے ہیں۔

۳. امام شافعیؒ نے کہیں پر بھی شواھد اور متابعت کی شرائط عائد نہیں کی۔

۴. امام شافعیؒ نے کہیں یہ تصریح نہیں کی اگر ثقہ سے تدلیس کرے تو صحیح اور اگر ضعیف سے تدلیس کرے تو مردود ہوگی۔

۵. امام شافعیؒ نے کسی مقام پر سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس نہیں لکھا ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کا پورا مضمون امام شافعیؒ کے قول پر مبنی ہے۔ جب امام شافعیؒ کا قول ہی زبیر علیزئی صاحب کو مطلقاً قبول نہیں تو اس مضمون کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا سارا جواب فضول اور مردود ثابت ہوتا ہے۔ جب امام شافعیؒ کے قول سے اتفاق ہی نہیں تو اس کو مقابلتاً پیش کیسے کر سکتے ہیں؟

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان ابتدائی نکات کو ذہن میں ضرور رکھیں تاکہ جب زبیر علیزئی صاحب کے مضمون کا جائزہ لیں تو ان نکات کے پیش نظر جواب مضمون سمجھنے میں آسانی ہو۔

حافظ ابن حجرؒ نے امام سفیان ثوری کو مدلسین کے طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے حافظ ابن حجرؒ کے اس قول سے اختلاف کرتے ہوئے تقریباً ۳۰ حوالوں سے اعتراض نقل کیا ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کے یہ تمام حوالے بے محل اور خارج از بحث ہی ہیں۔

زبیر علیزئی کی دلیل نمبر ا کا جائزہ

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون رسالہ نمبر ۷۹ ص ۱۱ پر امام ابوحنیفہ کی حدیث عن ابی ازین عن ابن عباسؓ کی سند والی حدیث سنن دار قطنی ۳/۲۰۱، الکامل ابن عدی ۷/۲۴۷۲، السنن الکبریٰ ۸/۲۰۳، کتاب الام ۶/۱۶۷ اور مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰/۱۴۰ کے حوالے سے لکھی ہے۔ پھر اس پر اعتراض مندرجہ ذیل محدثین کرام کے حوالے سے کرتے ہیں۔

۱. امام یحییٰ بن معین کا قول سنن دار قطنی ۳/۲۰۰۔

۲. امام عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول (الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۴۸)۔

۳. ابو عاصم کا قول سنن دار قطنی ۳/۲۰۱ سے نقل کرنے کے بعد۔

۴. امام ذہبی اور ابوبکر صیرفیؒ کا تدلیس کے بارے میں موقف نقل کیا ہے۔

ہم زبیر علیزئی صاحب کے ان حوالہ جات کا جائزہ ترتیب وار لیتے ہیں۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کے یہ اعتراضات مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے غلط ہیں۔

امام یحییٰ ابن معینؒ والا قول جس میں انھوں نے فرمایا: ابوحنیفہؒ پر اس کی بیان کردہ ایک حدیث کی وجہ سے سفیان ثوری نکتہ چینی کرتے تھے۔ جسے ابوحنیفہ کے علاوہ کسی نے بھی عاصم عن ابی ازین کی سند سے بیان نہیں کیا۔ (سنن دار قطنی ۳/۲۰۰) مگر زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ نقل کرنا انکے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتا کیونکہ

(i) امام ابوحنیفہ کے علاوہ خود امام سفیان ثوری نے عاصم سے یہی روایت نقل کی ہے۔ (دیکھیے سنن دار قطنی رقم: ۳۵۰۴، تعلیق المغنی رقم: ۳۴۵۵) لہٰذا اعتراض درست نہیں ہے۔

(ii) امام یحییٰ بن معین کی سفیان ثوری سے سماعت ثابت نہیں لہٰذا یہ قول منقطع ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے۔

(iii) اس حوالہ میں تدلیس کا ذکر تک نہیں ہے۔

(iv) اس حوالے سے سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونا ثابت ہی نہیں ہوتا۔

۲. عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول جس میں انھوں نے فرمایا: میں نے سفیان ثوری سے مرتدہ کے بارے میں عاصم کی حدیث کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔ (بحوالہ الانتقاء لابن عبدالبر ۱۴۸)

زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ بھی بحث سے خارج ہے۔ کیونکہ امام ابن مہدیؒ نے صرف یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سفیان ثوری ضعیف سے بھی روایت کرتے ہیں۔ پہلی بات تو عرض یہ ہے کہ محدثین کرام نے یہ واضح کر دیا ہے کہ امام سفیان ثوری کو ضعیف راویوں کی احادیث کی بڑی معرفت تھی۔ وہ صرف ضعیف راویوں سے وہ روایت اخذ کرتے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ ضعیف نہیں بلکہ ثقہ اور ثبت راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ کو ضعیف کہنا ہی غلط ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ زبیر علیزئی کا سفیان ثوری کا ضعیف راویوں سے روایت کرنے کا حوالہ دینا صرف اس مقصد کے لئے ہے کہ پہلے امام ابوحنیفہ کو ضعیف قرار دیا جائے اور پھر امام سفیان ثوری پر ضعیف راوی سے تدلیس کرنے والے مدلس کے حکم کا اطلاق کیا جائے۔ مگر ہم آگے جا کر اس اصول کی بھی نقاب کشائی کرینگے کہ سفیان ثوری ضعفاء سے روایت کیوں کرتے تھے زبیر علیزئی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ان کے پیش کردہ حوالے میں کسی مقام پر سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ میں ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

۳. زبیر علیزئی صاحب نے سفیان ثوری کے شاگرد امام ابو عاصم کے حوالے سے لکھا ہے۔ ''ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی ہے۔ لہذا میں نے دونوں سندیں لکھ دی ہیں۔ (سنن دار قطنی ۲۰۱/۳)۔ مگر یہ حوالہ نقل کرنا زبیر علیزئی صاحب کو

کچھ بھی فائدہ مند نہیں کیونکہ امام ابو عاصم نے اپنا خیال اور ظن پیش کیا ہے۔ امام ابو عاصم نے قطعی کوئی بات نہیں کہی۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو وہ احتیاط کے طور پر دونوں روایات نقل نہ کرتے۔ ان کا دونوں روایات کا نقل کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کو خود بھی اس روایت میں تردد تھا۔ اب تحقیقی مقام یہ ہے کہ اگر ان اقوال کو مان لیا جائے تو کیا وجہ ہے؟ جسکی وجہ سے امام سفیان ثوری نے ایسا کیا اسی وجہ سے امام ابن کثیر نے اپنی کتاب اختصار علوم الحدیث میں چھبیسویں قسم میں فرع نمبر ۱۴ کے تحت لکھتے ہیں۔ ''اگر حدیث دو راویوں سے مروی ہو تو یہ جائز ہے کہ ان میں ثقہ کا ذکر کر کے دوسرے کو گرا دے چاہے وہ گرایا جانے والا ثقہ ہو یا ضعیف''۔ حافظ ابن کثیر کی اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کوئی محدث ایک روایت دو راویوں سے سنے۔ تو اسکی مرضی ہے کہ وہ کسی ایک راوی کا ذکر نہ کرے۔ لہٰذا اگر امام سفیان ثوری نے کسی راوی کا نام نہیں بھی بیان کیا تو یہ اصول حدیث کے تحت جائز اور صحیح ہے۔

اب قارئین کرام سے عرض ہے کہ سفیان ثوری کی تدلیس پر زبیر علیزئی صاحب کا علمی مغالطہ ملاحظہ کریں۔ اور ان مندرجہ ذیل نقاط کا ضرور سامنے رکھیں۔

(i) پہلے حوالے میں امام یحیٰی بن معین کے منقطع قول سے سفیان ثوری کا ابوحنیفہ پر اعتراض نقل کیا۔

(ii) پھر عبدالرحمٰن بن مہدی سے اس روایت کو ضعیف راوی سے مروی ہونا نقل کیا۔

(iii) پھر ابو عاصم کے غیر یقینی اور ظنی قول سے سفیان ثوری کا ابوحنیفہ سے تدلیس کرنا نقل کیا۔

ان اقوال سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سفیان ثوری ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ (امام ابوحنیفہ ثقہ تھے لہٰذا ان کو ضعیف کہنا درست نہیں ہے)۔

iv. اس نتیجہ کو اخذ کرنے کے بعد امام ذہبی کی کتاب الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث ص ۴۵ سے ضعیف راویوں سے تدلیس کے بارے میں ایک قاعدہ (قانون) نقل

کیا۔امام ذہبیؒ کا حوالہ ملاحظہ کریں۔ ''پھر اپنے استاد سے تدلیس کرنے والا اگر ثقہ راویوں سے تدلیس کرے تو (اسکی روایت میں) کوئی حرج نہیں اور اگر ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو (اسکی روایت) مردود ہے۔'' (الموقظہ نمبر ۴۵)۔

تحقیق:۔ زبیر علیزئی کا سفیان ثوری کو ضعیف راویوں سے تدلیس ثابت کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ امام ذہبیؒ کے حوالے سے ان کی معنعن روایات کو مردود ثابت کیا جا سکے۔اس بات کا ہم تفصیلی جائزہ آگے لیں گے کہ سفیان ثوری ضعفاء راویوں سے روایت کیوں کرتے تھے؟ اور یہ نفسِ موضوع کے لیے ایک اہم بحث بھی ہے۔

اگر ہم بالفرض مان بھی لیں کہ امام سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔اور اگر ہم علامہ ذہبی کا وہ قول بھی بالفرض مان لیں جس میں علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔''وہ سفیان ثوری ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔'' (میزان الاعتدال ۲/ ۱۶۹، سیرا علام النبلاء ۷/ ۲۴۲) پھر بھی علامہ ذہبی کے اس قول کو مانا نہیں جا سکتا کیونکہ خود غیر مقلدین حضرات خصوصاً زبیر علیزئی علامہ ذہبی کے اس اصول سے متفق نہیں ہیں۔امام سفیان ثوری کی ضعفاء سے روایت نقل کرنا انکو طبقہ ثالثہ کا مدلس ثابت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی محدث و امام کا قول ہے مزید ہم آگے امام سفیان ثوری کی ضعفاء سے روایت کرنے کی وجہ پر تفصیلاً تحقیق کرینگے۔

ارشادالحق اثری اور علامہ ذہبیؒ

ارشادالحق اثری صاحب توضیح الکلام ۱/ ۳۴۷ پر لکھتے ہیں ''مزید قابل غور بات یہ ہے کہ علامہ ذہبیؒ نے المدلس کی تعریف میں کہا ہے کہ مدلس وہ راوی ہے جو ایسے راوی سے روایت کرے جس سے اس نے نہ سنا ہو یا اس کا زمانہ نہ پایا ہو (الموقظہ نمبر ۴۷) جس سے بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ ذہبیؒ بھی ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔'' اس موقف سے زبیر علیزئی صاحب خود بھی اتفاق کرتے ہیں۔دیکھئے جزء نصر الباری ص ۱۱۴

الزامی جواب:۔ علامہ ذہبی کے قول کا یہ مطلب ہوا کہ سفیان ثوری ضعفاء سے ارسال کرتے ہیں نہ کہ تدلیس لہٰذا علامہ ذہبیؒ کے قول سے استدلال کرنا ان کے اپنے ہی اصولوں کے مطابق غلط ہے تو میرے خلاف پیش کیسے کر سکتے ہیں۔

اصول حدیث کا قاعدہ اور زبیر علیزئی کا اختلاف

جب زبیر علیزئی صاحب سفیان ثوری کا ضعفاء سے تدلیس کرنا نقل کر چکے تو اس کے بعد انھوں نے ضعفاء سے روایت کرنے کے بارے میں دو محدثین کرام کے موقف پیش کیے۔

(جوابی مضمون ص ۱۴)

۱۔ علامہ ذہبیؒ (الموقظہ ص ۴۵)

۲۔ ابو بکر صیرفی محمد بن عبداللہ بغدادی الشافعی (النکت للزرکشی ص ۱۸۴)

اور لکھا کہ اصول حدیث کا ایک مشہور قاعدہ ہے کہ جو راوی ضعیف راویوں سے تدلیس کرے تو اس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔اس مقام پر بھی قارئین کرام کو نہایت اہم نکتہ سے آگاہ کرنا ہے کہ زبیر علیزئی صاحب خود اس اصول سے اختلاف کرتے ہیں مگر صرف جواب دینے کی خاطر اس اصول کو میرے خلاف پیش کیا۔کیا تحقیق اسی کو کہتے ہیں۔کیا غیر مقلدین کا یہی شیوہ ہے کہ حق بات نہیں ماننی؟

زبیر علیزئی صاحب اپنے ہی ماہانہ رسالہ الحدیث نمبر ۳۳ میں ایک مضمون التاسیس فی مسئلۃ تدلیس میں ''تدلیس اور اس کا حکم'' کے تحت لکھتے ہیں۔ تدلیس کے بارے میں علماء کے متعدد مسلک ہیں۔

مسلک نمبر ۱۔ تدلیس بری چیز ہے۔ (اس اصول سے زبیر علیزئی نے اختلاف کیا۔)

مسلک نمبر ۲۔ تدلیس اچھی چیز ہے۔ (اس اصول سے بھی زبیر علیزئی اختلاف کیا۔)

مسلک نمبر ۳۔ جو شخص ثقہ سے تدلیس کرے اس کا عنعنہ قبول ہے۔ (اس سے بھی زبیر علیزئی اختلاف کیا۔)

مسلک نمبر ۴۔ تدلیس کرنے والا غش کا مرتکب ہے اور پوری امت کو دھوکا دیتا ہے۔ (اس سے بھی زبیر علیزئی اختلاف کیا۔)

مسلک نمبر ۵۔ جو شخص کسی ضعیف یا مجھول وغیرہ سے تدلیس کرے (مثلاً سفیان ثوری اور سلیمان الاعمش تو اس کی معنعن روایات مردود ہیں۔ (اس اصول سے بھی زبیر علیزئی صاحب متفق نہیں ہیں۔)

مسلک نمبر ۶۔ جس شخص کی تدلیس زیادہ ہوگی اسکی معنعن روایات ضعیف ورنہ نہیں۔ (اس مسلک کو بھی غلط لکھا۔)

مسلک نمبر ۷۔ جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ تدلیس کرے اور یہ ثابت ہو جائے تو اس کی ہر معنعن روایت ضعیف ہوگی۔ (پھر امام شافعی کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں) میری تحقیق کے مطابق یہ مسلک سب سے زیادہ راجح ہے۔

اس تفصیل کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ خود زبیر علیزئی مسلک نمبر ۵ یعنی ضعیف سے روایت کرنے والے مسلک سے متفق نہیں جو علامہ ذہبیؒ اور ابو بکر صیرفی کا مسلک ہے۔ جبکہ زبیر علیزئی صاحب نے مسلک نمبر ۷ کے ساتھ اتفاق کیا اور اسے راجح قرار دیا ہے۔ جبکہ اپنے جوابی مضمون ص ۲۳ پر امام شافعی کے قول کو اپنایا ہے۔

جب زبیر علیزئی صاحب خود اس مسلک اور اصول سے متفق نہیں ہیں تو اس کو ہمارے خلاف پیش کیوں کر رہے ہیں۔ ان کی یہ تمام کوشش صرف اور صرف سفیان ثوری کی تدلیس کو باعث ضعف ثابت کرنا ہے۔ یہاں یہ تصریح بھی کر دیں کہ امام شافعی کے قول کو راجح قرار دے کر انھوں نے خود تمام مسلک اور اقوال کو مرجوح قرار دیا ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کا جوابی مضمون ص ۱۲ پر اس بحث کے بعد یہ لکھنا کہ ''اصول الحدیث کے اس قاعدے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوری (اپنے طرز عمل کی وجہ سے) طبقہ ثانیہ کے نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے۔'' یہ بات بالکل ہی مردود ہے۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ کسی محدث کا حوالہ پیش کریں اس طرز عمل کی وجہ سے راوی طبقہ ثالثہ کا مدلس ہوتا ہے۔ مگر زبیر علیزئی نہ تو کوئی ایسا حوالہ پیش کر سکتے ہیں اور نہ ان کے پیش کردہ حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے بحث ساری طبقہ ثالثہ کے متعلق ہے مگر حوالہ ایک بھی اس بحث اور موضوع پر نہیں دیا گیا۔ کیونکہ پہلے تو وہ خود اس اصول کو نہیں مانتے دوسرا طبقہ ثانیہ اور طبقہ ثالثہ کی بحث کرنا زیب نہیں دیتا امام شافعیؒ کا قول تو طبقات مدلسین کی نفی کرتا ہے۔ پھر زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ''طبقات کی تقسیم میں صرف الزامی طور پر کرتا ہوں''۔ اس جواب سے تو اُن کی بے بسی ہی نظر آتی ہے۔ کیونکہ اصول اور تحقیق میں الزامی جواب کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ تدلیس کا مسئلہ اصولوں میں آتا ہے۔

سفیان ثوریؒ کا ضعفاء سے روایت کرنے کی وجہ؟

زبیر علیزئی صاحب نے اس مضمون میں مختلف مقامات پر اس بات کی تصریح کی ہے کہ سفیان ثوری ضعفاء سے روایت کرتے اور ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔ لہذا مناسب ہوگا کہ پہلے ہم یہ بیان کریں کہ سفیان ثوری ضعفاء سے کیوں روایت کرتے تھے اور بعد میں اس قول کا بھی جائزہ لیں گے کہ سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کیوں کرتے تھے۔

(i) محدث کبیر سید عبدالعزیز بن محمد بن صدیق الغماری اسکی وجہ لکھتے ہیں۔

''ظاہر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری کا جابر جعفی سے روایت کرنا اس لیے ہے کہ امام سفیان ثوری کے نزدیک جابر جعفی ثقہ راوی ہے۔ امام سفیان ثوری کا جابر سے روایت کرنا اس لیے نہیں ہے کہ آپ کا مذہب ضعیف راویوں سے روایت کرنا ہے (یا آپ کی عادت تھی)۔

التانیس ص ۱۹۔ پھر مزید آگے لکھتے ہیں۔

''اس بات کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام وکیع نے شعبہ سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو فلاں فلاں کو چھوڑ کر جابر سے روایت کرتا ہے۔ تو امام شعبہ نے جواب دیا کہ میں نے جابر سے ایسی چیزیں/روایتیں لی ہیں کہ جسکو روایت کیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ پس یہ وہ بات غلط ہے (کہ سفیان ثوری ضعفاء سے روایت کرتے ہیں) اس کے بعد کہ امام شعبہ نے جابر کی تعریف کی اور اسکی ثقاہت بیان کی''۔ (التانیس ص ۱۹)۔

(ii) محدث کبیر سید عبدالعزیز کی اس وضاحت سے یہ ثابت ہوگیا کہ امام سفیان ثوری کی ضعفاء کی روایات میں صحیح اور ضعیف کی پہچان تھی۔ اور امام سفیان ثوری صرف ان راویوں سے روایت لیتے جو انکے نزدیک ثقہ ہوتا۔ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ وہ راوی دوسرے محدثین کرام کے نزدیک ضعیف ہو۔

(iii) غیر مقلد پیر محب اللہ شاہ راشدی صاحب امام سفیان ثوری کا ضعفاء سے روایت کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''امام سفیان ثوری ان ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔ جن کے صحاح وضعاف روایات کے امتیاز کا ان کو ذوق وملکہ حاصل تھا۔ کما قال الذھبی فی المیزان جیسا جرح وتعدیل وغیرہ میں منقول ہے کہ ثوری سے پوچھا گیا کہ آپ جابر جعفی سے روایت کیوں کرتے ہیں تو فرمایا میں انکی صحیح حدیث وضعیف میں امتیاز کر سکتا ہوں۔ امام شعبہ وغیرہ دوسرے ائمہ حدیث ضعفاء سے روایت کیا کرتے تھے۔ تا کہ ان کا حال اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ امام ثوری کی ان ضعفاء سے تدلیس کی ایک وجہ معقول یہ بھی ہے کہ اس ضعیف راوی سے جو روایت انہوں نے لی وہ ہے صحیح یعنی اس کا متن کسی دوسرے طریق سے صحیح طور پر وارد ہے لیکن انسان پر بسا اوقات نسیان طاری ہو جاتا ہے یا اس سے فی الوقت ذہول ہو جاتا ہے اور اس حدیث کو اس وقت بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لہذا وہ اس ضعیف راوی سے ہی خدشہ کی وجہ سے وہ ان کا نام نہیں لیتا اور تدلیس کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ انھیں یقین تھا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام جون ۱۹۹۳ ص ۱۹)۔

سفیان ثوریؒ کا ضعفاء سے تدلیس کرنے کی وجہ

اس مقام پر یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کیوں کرتے ہیں۔

(i) امام حاکم سفیان ثوری کی ضعفاء سے تدلیس کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''۔۔قبیصہ کہتے ہیں کہ ہم سے سفیان ثوری نے ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے ایک راوی چھوڑ دیا۔تو سفیان ثوری سے کہا گیا! اے ابوعبداللہ! کیا اس سند میں کوئی اور راوی ہے تو آپ نے فرمایا۔۔یہ آسانی کے لیے ہے(الکفایۃ ص ۳۹۰)۔

(ii) حافظ ابن حجر سفیان ثوری کی ضعفاء سے تدلیس کے بارے لکھتے ہیں۔

''امام بقاعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ (حافظ ابن حجر) سے پوچھا۔کیا تدلیس التسویہ جرح ہے؟ تو (حافظ ابن حجر) نے کہا! بے شک یہ جرح ہے۔کیونکہ جسکی طرف نقل کی جاتی ہے اسکے ساتھ خیانت اور دھوکا ہے۔تو میں (بقاعی) نے کہا! پھر اسکے ساتھ یعنی (تدلیس التسویہ) امام ثوری اور امام اعمش کو کسطرح موصوف کیا جاسکتا ہے؟ باوجود اس کے کہ ان دونوں کی بڑی جلالت ہے۔تو حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: اس باب میں جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں اس قسم کی تدلیس نہیں کرتے مگر ان راوی کے بارے میں جو انکے نزدیک ثقہ اور دوسروں کے نزدیک ضعیف ہو۔(توضیح الافکار ۱/۳۷۵)۔

نتیجہ:۔ اس مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہو گیا کہ سفیان ثوری کی ضعفاء سے روایت اور تدلیس بالکل مضر نہیں ہوتی ہے۔لہذا زبیر علیزئی کا سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ یا ضعفاء سے تدلیس کی وجہ سے اعتراض بالکل غلط اور اصول کے خلاف ہے۔

امام علی بن عبداللہ المدینیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۱۲ پر دلیل نمبر ۲ کے تحت لکھتے ہیں۔

''امام علی بن عبداللہ المدینی نے فرمایا: لوگ سفیان ثوری کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں۔کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایت بیان کرتے تھے۔(الکفایۃ ص ۳۶۲، علمی مقالات ۱/۲۶۴) آگے مزید نمبر ۱۳ پر لکھتے ہیں اس قول سے ۲ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل: سفیان ثوری سے یحییٰ بن سعید القطان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

دوم: امام ابن المدینی امام سفیان ثوری کو طبقہ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ یحییٰ القطان کی روایت کا محتاج ہونا کیا ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب امام سفیان ثوری کی تدلیس کے مسئلہ پر اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ انھیں سمجھ میں نہیں آرہا ہے کون سا حوالہ بحث کے مطابق ہے اور کون سا حوالہ خارج از بحث ہے۔امام علی بن عبداللہ المدینی کا یہ فرمان کہ یحییٰ بن القطان مصرح بالسماع روایت کرتے تھے۔اس سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

i. ابن المدینی کے قول سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سفیان ثوری کے شاگردوں میں صرف یحییٰ ہی مصرح بالسماع روایت کرتے تھے۔ابن المدینی کے قول سے دوسرے شاگردوں کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے۔

ii. یحییٰ بن القطان کا وہ کون سا اصول تھا کہ وہ سفیان ثوری کی مصرح بالسماع روایت کرتے تھے۔ظاہر ہے کہ امام یحییٰ بن القطان امام سفیان ثوری سے روایت کرنے میں اثبت تھے اور امام یحییٰ بن القطان ان روایات کو باخوبی جانتے اور پہچانتے تھے۔اگر یحییٰ بن القطان

کی روایات صحیح ہیں تو امام وکیع عبداللہ بن مبارک کی روایت کیوں مصرح بالسماع نہیں ہیں۔

iii. امام ابن المدینی کے قول سے یہ بھی معلوم ہوا (بقول زبیر علیزئی) کہ اگر یحیٰی بن القطان امام سفیان ثوری سے معنعن روایات بھی نقل کریں تو وہ بھی صحیح اور معمول علی سماع ہوں گی مگر شاید زبیر علیزئی صاحب یہ بھول گئے کہ وہ تو امام شافعیؒ کے قول کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ نے یہ فرمادیا کہ اگر مدلس راوی صیغہ عن سے روایت کرے تو وہ روایت قابل قبول نہ ہوگی۔ امام شافعیؒ کے قول میں کسی شاگرد اور استاد سے روایت کرنے کی تخصیص موجود نہیں ہے۔ اگر زبیر علیزئی امام شافعی کے قول میں ابن المدینی کے قول سے تخصیص کر سکتے ہیں تو کیا ہمیں حق نہیں کہ امام بخاری کے قول سے سفیان ثوری کو قلیل التدلیس کی وجہ سے ان کی روایات برداشت کی تخصیص کرلیں۔

iv. امام ابن المدینی کے قول سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر سفیان ثوری صیغہ عن سے روایت بھی کرے تو پھر بھی یحیٰی بن القطان کی وجہ سے وہ عن والی روایت قابل قبول ہوگی۔ دوسرے معنوں میں یہ کہ صیغہ عن بھی مدلس کے لئے باعث ضعف نہیں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس راوی نے یہ روایت اپنے معاصر استاد سے سنی یا لکھی ہے۔ اور یہی وہ نکتہ عمیق ہے جو غیر مقلدین حضرات اور زبیر علیزئی صاحب کو سمجھ میں نہیں آرہا۔ میں نے اپنی کتاب میں اسکا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ امام سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث اپنے استاد عاصم بن کلیب سے سنی ہے اور اسکی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

یہ بھی بیان کردیں کہ اگر مدلس راوی کا اپنے استاد سے معنعن روایت سننا ثابت ہو جائے تو تدلیس اور معنعن کا اعتراض بالکل مردود اور غلط ہوتا ہے۔ اس نکتہ کا جائزہ ہم تفصیل سے آگے لیں گے۔

v. عجب مقام ہے کہ زبیر علیزئی صاحب امام ابن المدینی کا یہ قول تو مان لیں۔ مگر انکا دوسرا قول ماننے سے کیوں انکار ہے؟۔ امام علی بن المدینی سے پوچھا گیا کہ راوی مدلس ہو اور وہ حدثنا نہ کہے تو کیا وہ حجت ہے؟ انھوں نے کہا: جب اس پر تدلیس غالب ہو تو وہ اس وقت حجت نہیں (الکفایۃ ص ۵۱۶) یعنی اگر مدلس راوی قلیل التدلیس ہو تو اسکی روایت حجت ہوتی ہے۔ اگر زبیر علیزئی ابن المدینی کا یہ قول مانتے ہیں تو قلیل تدلیس والا قول کیوں نہیں مانتے۔ (امام بخاری لکھتے ہیں کہ سفیان ثوری کی تدلیس کم تھی (علل الکبیر ۲/۹۶۶)۔ لہذا اگر امام ابن مدینی کے اس قول کو زبیر علیزئی مان لیں تو انھیں سفیان ثوری کی معنعن روایات کو قبول کرنا پڑے گا۔ مگر وہ مسلک کی حمایت میں ایسا نہیں کرنا چاہتے۔

vi. زبیر علیزئی صاحب اپنے دعویٰ میں اگر سچے ہیں تو امام المدینی کے قول میں سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا ہونا ثابت کریں۔

امام یحیٰی بن قطانؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب دلیل نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔

''امام یحیٰی القطان نے فرمایا: میں نے سفیان ثوری سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں انھوں نے حدثنی اور حدثنا کہا سوائے دو حدیثوں کے (کتاب العلل ۱/۲۰۷، ۱/۲۴۲) یحیٰی بن القطان کے قول سے ثابت ہوا کہ وہ سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ سے نہیں سمجھتے ورنہ حدیثیں نہ لکھنے کا کیا فائدہ؟

الجواب

جیسا کے پہلے یہ گذر چکا ہے کہ تدلیس کے موضوع پر زبیر علیزئی کے کافی اوھام اور مغالطے ہیں۔

i. امام یحییٰ بن القطان کا یہ فرمانا کہ انھوں نے سفیان ثوری سے صرف وہی کچھ لکھا ہے۔ جس میں انھوں نے حدثنی اور حدثنا کہا سوائے دو حدیثوں کے یہ قول محل نظر ہے۔ کیونکہ دلیل نمبر ۲ کے تحت امام ابن المدینی کے قول میں زبیر علیزئی صاحب یہ لکھ چکے ہیں کہ امام یحیی بن سعید القطان کی امام سفیان ثوری کی روایت محمول علی السماع ہوتی ہے۔ (چاہے حدثنا سے روایت کرے یا عن سے روایت کرے)۔ زبیر علیزئی کے ان دونوں اقوال میں باہمی تعارض اور تضاد ہے۔ اس باہمی تعارض سے ان دونوں اقوال کا ساقط ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا ان دونوں اصولوں سے استدلال کرنا مردود اور غلط ہے۔

ii. یہاں ہم عرض کر دیں کہ امام یحییٰ بن سعید کی بے شمار ایسی حدیثیں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں جس میں وہ سفیان ثوری کی عن والی روایت بھی لیتے ہیں۔

صحیح بخاری:	رقم:	۱۸۵۱-۳۶۶۴-۴۱۲۸-۴۲۱۶-۴۶۲۱-۴۶۹۷-۵۲۱۱-۵۳۰۹
صحیح ابوداؤد:	رقم:	۳۵۶۵-۳۵۸۸-۳۷۳۳-۳۸۰۵-۴۲۸۸
مسند احمد	رقم:	-۱۱۸۱۱-۱۱۷۵۰-۹۷۳۶-۶۲۰۷-۱۹۲۲-۱۸۸۷ ۲۳۱۵۱-۲۳۱۴۳-۲۳۱۰۷-۲۳۰۳۶-۱۵۱۳۳-۱۳۷۲۶
سنن الکبریٰ نسائی	رقم:	-۹۸۳۰-۹۱۸۳-۱۳۶۱-۹۶۶-۱۱۴۳-۱۰۷۵۱-۸۰۷۹ ۷۳۸۴-۶۸۳۰-۵۱۳۷-۱۸۲۹-۱۰۰۵۷-۱۰۰۲۰
سنن نسائی	رقم:	۵۵۳۳-۴۱۳۶-۳۳۴۲-۳۰۰۳-۲۹۵۷-۸۸۲
مستدرک حاکم	رقم:	۴۴۰۰-۱۱۹۳-۱۰۱۶
مسند ابی یعلی	رقم:	۶۸۴۱-۱۶۹۱
صحیح ابن حبان	رقم:	۹۸۱-۲۸۸۰
صحیح ابن خزیمہ	رقم:	۱۳۸۴-۲۵۸
تفسیر ابن ابی حاتم	رقم:	۱۰۳۲۶
تہذیب الآثار	رقم:	۳۳۹

اس مندرجہ بالا تفصیل سے ہم یہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہو نگے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان کی امام سفیان ثوری کی متعدد ایسی روایات ہیں جن میں سفیان ثوری حدثنا یا حدثنی نہیں بلکہ عن سے روایت کرتے ہیں۔

iii. زبیر علیزئی صاحب اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہے تو یحییٰ بن قطان کے قول سے سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونے کی تصریح ثابت کریں۔

iv. زبیر علیزئی صاحب اس پورے مضمون یہ ہی طریقہ کار اختیار کرتے ہیں کہ کسی ایک امام کی تدلیس کا قول نقل کرتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہی ہیں کہ ان کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کا اس طریقہ کار کو اختیار کرنا ہی باطل اور مردود ہے۔ اور قارئین کرام سے عرض ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کے اس طریقہ کار کو ذہن نشین کرلیں تاکہ وہ اس مغالطے میں نہ آسکیں۔ زبیر علیزئی کو یہ ثابت کرنی ہے کہ جو بھی مدلس ہوگا وہ صرف اور صرف طبقہ ثالثہ کا مدلس ہوگا زبیر علیزئی صاحب طبقہ اولی، طبقہ ثانیہ، طبقہ رابعہ کے مدلسین کی بھی تو ذرا تعریف کر دیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی خوبیاں کیا ہوتی ہیں۔

حافظ ابن حبانؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۱ میں دلیل نمبر ۴ کے تحت لکھتے ہیں۔

حافظ ابن حبان البستی نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم ان کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری اعمش ابواسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے.... الخ (الاحسان ۱/۹۰، ۱/۱۶۱) معلوم ہوا کہ حافظ ابن حبان ثوری اور اعمش کو طبقہ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ میں سمجھتے

تھے.....اس گواہی سے دو باتیں ظاہر ہیں۔

اول: حافظ ابن حبان سفیان ثوری وغیرہ مذکورین کی وہ روایات حجت نہیں سمجھتے تھے۔ جن میں سماع کی تصریح نہ ہو۔

دوم: حافظ ابن حبان کے نزدیک سفیان ثوری وغیرہ بالاضعیف راویوں سے بھی بعض اوقات تدلیس کرتے تھے۔

الجواب

(۱) زبیر علیزئی صاحب میں اگر علمی جرأت ہے تو امام ابن حبان سے ان راویوں کے نام درج کریں جنکو حافظ ابن حبان طبقہ اول یا طبقہ ثانیہ کا مدلس سمجھتے ہیں۔ حافظ ابن حبان کے قول سے طبقہ ثالثہ ثابت کرنا صراحتاً دھوکہ ہے۔

(۱۱) حافظ ابن حبان نے کسی بھی مقام پر طبقات المدلسین کا ذکر نہیں کیا۔ زبردستی حافظ ابن حبان کے قول میں طبقہ اولی، طبقہ ثانیہ یا طبقہ ثالثہ کا اندراج علمی خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ مسلکی حمایت نہیں ہے؟ اور کیا اسی کو تحقیق کہتے ہیں؟ مجھے تو افسوس ان علماء وغیرہ پر ہے۔ جو زبیر علیزئی صاحب کے مغالطوں سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ میری غیر مقلدین کے جید علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ کیا وہ زبیر علیزئی صاحب کے ان اصولوں سے متفق ہیں؟ اگر نہیں تو انکا جواب کیوں نہیں دیتے۔ علماء غیر مقلدین کا تو یہ دعویٰ ہے کہ قرآن وسنت کے مقابلے میں ہم کسی کی بات نہیں مانتے۔ امید ہے کہ علماء غیر مقلدین ضرور اس پر رائے دینگے۔

(۱۱۱) حافظ ابن حبان کا قول تدلیس پر پیش کرنا ہی زبیر علیزئی صاحب کا تضاد ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب اپنی کتاب جزء نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ ص ۱۱۴ پر اس کی تصریح کرتے ہیں کہ امام ابن حبان ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کے استاد علامہ ارشاد الحق اثری صاحب بھی توضیح الکلام ۱/ ۳۳۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ ان کے ہاں

ارسال پر تدلیس کا "اطلاق معروف ہے" جب ابن حبان کے نزدیک تدلیس ارسال کو کہتے ہیں تو پھر انکا حوالہ پیش کرنا ہی غلط ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک ان محدثین کا حوالہ قابل قبول نہ ہوگا جو ارسال پر تدلیس کا اطلاق کردیں جو جیسا کہ ابتداء میں اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔

(۴) میں نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر.....محققانہ تجزیہ ص ۷۵ و ۷۶ پر صحیح ابن حبان سے سفیان ثوری کی تقریباً ۲۰۷ معنعن روایات نقل کرنا ہی اسکا ثبوت ہے کہ انکے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایات قابل قبول اور صحیح ہیں۔ لہذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ابن حبان کا حوالہ دینا ہی اصول کے خلاف ہے۔

امام حاکمؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے تنقیدی مضمون ۱۴ پر دلیل ص ۵ کے تحت لکھتے ہیں۔

حاکم نیشاپوری نے مدلسین کے پہلے طبقہ کا ذکر کیا، جو ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ پھر انھوں نے دوسری جنس (طبقہ ثانیہ) کا ذکر کیا، پھر انھوں نے تیسری جنس (طبقہ ثالثہ) کا ذکر کیا جو مجھول راویوں سے تدلیس کرتے تھے۔ حاکم نیشاپوری نے امام سفیان ثوری کو مدلسین کی تیسری قسم میں ذکر کرکے بتایا کہ وہ مجھول راویوں سے روایت کرتے تھے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ۱۰۶).....یہ عرض کردیا ہے کہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے

الجواب

(۱) قارئین کرام سے عرض ہے کہ وہ اس مقام پر یہ نکتہ یاد رکھیں کہ زبیر علیزئی صاحب امام شافعی کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ اور ہم یہ تفصیلاً ذکر کرچکے ہیں امام شافعی کے قول سے

یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مدلس کی ضعیف اور مجہولین سے روایت مردود ہوتی ہے یا ثقہ سے قبول ہوتی ہے۔ امام شافعی کا قول اور اصول علی الاطلاق ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام شافعی کے اصول سے انحراف ہی انکی بے بسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(II):۔ ہم اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ زبیر علیزئی صاحب اُن محدثین کرام کے اقوال پیش نہیں کر سکتے جو تدلیس پر ارسال کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور ہم یہ باحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ امام حاکم ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔ لہٰذا امام حاکم کا قول پیش کرنا ہی باطل اور غلط ہے۔

(III):۔ میں اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر ...... محققانہ تجزیہ ص ۳۷ تا ۴۲ تک امام حاکم کی تدلیس کی اقسام کے ساتھ زبیر علیزئی صاحب کا اختلاف پیش کر چکا ہوں۔ مثال کے طور پر ایک مدلس راوی ابوسفیان طلحۃ بن نافع کو امام حاکم نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۳ پر جنس اولی کا مدلس قرار دیا ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب اپنی کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص ۵۲ پر امام حاکم سے اختلاف کرتے ہوئے طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھتے ہیں۔ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۳ پر قتادہ بن دعامۃ کو جنس اولی کا مدلس لکھا ہے مگر زبیر علیزئی صاحب اپنی کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص ۵۸ پر قتادہ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس قرار دیا ہے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب کا امام حاکم کے ساتھ دوسرے راویوں کے طبقات کے بارے میں اختلاف ہے تو سفیان ثوری کے جنس ثالث کا مدلس قرار دینے میں اتفاق کیوں؟ ظاہر ہے کہ صرف ترک رفع یدین کی حدیث میں سفیان ثوری کو ضعیف ثابت کرنا ہے۔ انکا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ اور زبیر علیزئی صاحب خود بھی اس مشکل کا شکار ہیں اور جسکا اظہار وہ کر چکے ہیں۔

4:۔ امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں سفیان ثوری سے میری تحقیق کے مطابق

تقریباً ۲۴۰ معنعن روایات نقل کی ہیں۔ اور انکی معنعن روایات کی تصحیح بھی کی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام حاکم کے نزدیک اگر وہ جنس ثالثہ کے بھی مدلس ہوئے تو انکے نزدیک سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہونگی۔

(الزامی جواب): امام حاکم کی سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ امام حاکم کے نزدیک انکے اپنے بنائے ہوئے اجناس (بقول زبیر علیزئی طبقات) کی جنس ثالث کے مدلسین کی روایات بھی صحیح ہوتی ہیں۔

اہم نوٹ:۔ قارئین کرام اس علمی نکتہ کو ذہن نشین کرلیں کہ زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کے بنائے ہوئے اجناس مدلسین سے قارئین اور عوام کو کسطرح مغالطہ دیتے ہیں۔ اس کی وضاحت ملاحظہ کریں۔

اول:۔ پہلے زبیر علیزئی صاحب یہ اصول پیش کرتے ہیں کہ امام حاکم نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں رکھا ہے۔

دوم: پھر زبیر علیزئی صاحب حافظ ابن حجر کے بنائے ہوئے طبقات المدلسین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ طبقہ ثالثہ کے المدلیسن کی روایات قابل قبول نہیں ہیں۔

مگر یہ یاد رکھیں کہ امام حاکم نے اپنے اصولوں کے مطابق طبقات کی تقسیم کی اور حافظ ابن حجر نے اپنے اصولوں کے مطابق طبقات کی تقسیم کی۔ امام حاکم نے اپنے بنائے ہوئے اجناس المدلسین (طبقات المدلسین) میں کسی مقام پر یہ تصریح نہیں کی کہ طبقہ اولی اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی روایات قابل قبول ہونگی۔ اور طبقہ ثالثہ کے مدلسین کی معنعن روایات قبول نہیں ہونگی۔

البتہ حافظ ابن حجر نے مدلسین کے طبقات بنائے اور پھر انھوں نے خود تصریح کی کہ طبقہ اولی اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی روایات قابل قبول اور طبقہ ثالثہ کے روایوں کی معنعن المدلسین حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب امام حاکم کے بنائے ہوئے طبقات المدلسین پر حافظ ابن حجر کا طبقات المدلسین کے راویوں کے قبول اور نا قابل قبول ہونے کا اصول فٹ کرتے ہیں جو سراسر زیادتی اور علمی خیانت ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام زبیر علیزئی صاحب کی اس تحریف کے بارے میں مکمل آگاہ ہو چکے ہونگے۔

امام ابو عاصمؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۱۵ پر دلیل نمبر ۶ کے تحت لکھتے ہیں۔
فقرہ نمبر ۱ میں امام ابو عاصم النبیل کا قول گزر چکا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے استاد امام سفیان ثوری کو طبقہ اولی یا ثانیہ میں سے نہیں سمجھتے تھے ورنہ انکی معنعن روایات کو سماع پر محمول کرتے۔

الجواب

(۱) زبیر علیزئی صاحب کا اس حوالے کو پیش کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ہم پچھلے اوراق میں دلیل نمبر ۱ کے تحت اسکا جواب دے چکے ہیں۔
(۲) زبیر علیزئی صاحب کا اس حوالہ کو پیش کرنا خود ہی انکے خلاف ہے۔ کیونکہ امام سفیان ثوری سے خود امام ابو عاصم النبیل نے حد ثنا ابو عاصم عن سفیان عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس (سنن دارقطنی ۲۰۱/۳) روایت کی ہے۔
نکتہ:۔ اس روایت کا اگر مطالعہ کریں تو امام ابو عاصم نے خود سفیان ثوری کی معنعن (عن والی) روایت نقل کی ہے۔ جب امام ابو عاصم النبیل خود اس روایت کو سفیان ثوری سے روایت کر رہے ہیں۔ تو اس پر اعتراض کیسے کر سکتے ہیں۔ لہذا امام عاصم والے قول سے استدلال باطل و مردود ہے۔
(۳) یہاں پر یہ بھی الزامی جواب دوں کہ امام ابو عاصم النبیل کا سفیان ثوری کی معنعن

روایت نقل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ امام ابو عاصم النبیل کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ اولی یا طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں۔
(۴) زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ وہ امام ابو عاصم سے طبقات المدلسین اور پھر اس پر انکا حکم ثابت کر دیں وگرنہ اس حوالے سے وہ اپنا مدعا ثابت نہیں کر سکتے۔

امام ابو حاتمؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۱۵ پر اصول نمبر ۷ کے تحت لکھتے ہیں۔
امام سفیان ثوری نے اپنے استاد قیس بن مسلم الجدلی الکوفی سے ایک حدیث بیان کی جسکے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:۔۔۔۔۔ میں نہیں سمجھتا کہ ثوری نے اس کو قیس سے سنا ہے۔ مدلس (یعنی تدلیس شدہ) سمجھتا ہوں (علل الحدیث ۲۵۴/۲) معلوم ہوا کہ امام ابو حاتم امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے۔

الجواب

(۱) زبیر علیزئی صاحب کو یہ حوالہ بھی پیش کرنا مفید نہیں کیونکہ امام ابو حاتم الرازی ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور زبیر علیزئی صاحب ان محدثین کرام کے حوالے پیش نہیں کر سکتے جو ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔
(۲) یہ اصول وضع کر دینا کہ اگر تدلیس کی ہے تو لازمی سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونا ثابت ہوتا ہے یہ بالکل ہی غلط ہے کسی بھی راوی کا مدلس ہونا اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ وہ طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے۔
(۳) زبیر علیزئی کس بنیاد پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام ابو حاتم نے سفیان ثوری کو مدلس کہا ہے لہذا وہ طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔ یہ ایک عجب ہی اصول ہے۔ جو مردود اور باطل ہے۔

(۴) زبیر علیزئی صاحب پر یہ لازم ہے کہ وہ ابوحاتم کے قول سے سفیان ثوری کی طبقہ ثالثہ میں ہونا ثابت کریں۔

(۵) امام ابوحاتم نے خود ترک رفع یدین والی حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا۔ (دیکھیے علل الحدیث ۳/ ۹۶) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے نزدیک ترک رفع یدین والی حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا الزام غلط ہے۔

(۶) زبیر علیزئی صاحب کو اس بات پر اشتباہ ہوتا ہے کہ محدثین کرام نے سفیان ثوری کی تدلیس کا الزام وارد کیا ہے لہٰذا ہر حال میں اس کی معنعن روایت ضعیف ہوگی یہ ایک باطل اور مردود اصول ہے۔ ہم آگے اس کا تفصیلی جائزہ لیں گے کہ وہ کون سے دلائل ہیں جسکی روشنی میں مدلس کی معنعن روایات قابل قبول ہوتی ہیں۔ مگر دوسری طرف اگر طبقہ اولی یا طبقہ ثانیہ کے مدلسین کے بارے میں کوئی وضاحت مل جائے کہ اس نے روایات اپنے استاد سے نہیں سنی تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔ اور اسی طریق پر امام ابوحاتم کا بھی کلام ہے۔

امام ابن مبارکؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی اپنے جوابی مضمون ص ۱۵ پر دلیل نمبر ۸ کے تحت لکھتے ہیں۔

طبقہ ثالثہ کے مشہور مدلس امام ہشیم بن بشیر الواسطی سے امام عبداللہ بن المبارک نے کہا: آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے بہت کچھ سنا بھی ہے؟ تو انھوں نے کہا: دو بڑے (بھی) تدلیس کرتے تھے یعنی اعمش اور سفیان ثوری (العلل ۲/۹۶۶).....دوسرے الفاظ میں وہ سفیان ثوری اور اعمش کو بھی طبقہ ثالثہ میں سے سمجھتے تھے ورنہ ہشیم کا رد ضرور کرتے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ نقل کرنا کئی وجوہات سے غلط ہے۔

ا. امام ہشیم بن بشیر کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک تدلیس اچھی چیز

ہے۔ فضل بن موسی فرماتے ہیں: میں نے ہشیم سے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو تدلیس پر آمادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ: یہ بہت مزیدار چیز ہے۔ (الکفایہ لخطیب ص ۳۶)

جب امام ہشیم بن بشیر خود تدلیس کو اچھی چیز سمجھتے ہیں تو وہ سفیان ثوری کی تدلیس کو کسطرح برا سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرا اس قول کی زبیر علیزئی صاحب نے اپنے مضمون التاٰیس فی مسئلۃ تدلیس الحدیث شمارہ نمبر ۳۳ صفحہ ۵۰ پر تردید بھی کی ہے۔ پھر اس کو ہمارے خلاف کیوں پیش کیا گیا؟

اا. دوسرا زبیر علیزئی صاحب کا امام عبداللہ بن المبارک کے خاموشی سے یہ اخذ کرنا کہ انکے نزدیک ہشیم بن بشیر طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں اور انہوں نے ہشیم کی طرح سفیان ثوری اور اعمش کا مدلس ہونا تسلیم کرلیا ہے، بالکل غلط اور مردود ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب پر یہ فرض ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن المبارک سے مدلسین کے طبقات ثابت کریں اور پھر ہشیم بن بشیر کا طقبہ ثالثہ میں ہونا ثابت کریں۔ عجب تحریف ہے کہ امام عبداللہ بن مبارکؒ کے قول میں حافظ ابن حجر کے طبقات المدلسین سے ہشیم بن بشیر کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا یہ انداز تجزیہ نہایت ہی غلط ہے۔

ااا. زبیر علیزئی صاحب کے اس قول سے سفیان ثوری کا مدلس ہونا تو ثابت ہوتا ہے۔ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا مگر اصل بحث سفیان ثوری کی تدلیس کے مضر ہونے کی ہے۔

۴. حضرت عبداللہ بن مبارک کا امام ہشیم بن بشیر کے قول ''کہ تدلیس اچھی چیز ہے'' ثابت کرتی ہے کہ امام عبداللہ بن مبارک بھی انکے قول سے اتفاق کرتے تھے۔

لہٰذا اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ نقل کرنا اصول کے خلاف ہے۔

امام ہشیم بن بشیرؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص 15 پر دلیل نمبر ۹ کے تحت لکھتے ہیں۔

''یہ حقیقت ہے کہ امام ہشیم بن بشیر طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ سفیان ثوری اور اعمش کو اپنی طرح مدلس سمجھتے تھے لہذا ثابت ہو گیا کہ سفیان ثوری اور اعمش دونوں ہشیم کے نزدیک طبقہ اولی یا طبقہ ثانیہ کے مدلس نہیں تھے''۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کی یہ دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

۱. زبیر علیزئی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ امام ہشیم بن بشیر خود تدلیس کو اچھی چیز سمجھتے تھے اور انھوں نے اس پر امام سفیان ثوری اور امام اعمش کا حوالہ پیش کیا ہے۔ اس قول سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہشیم بن بشیر کے نزدیک امام سفیان ثوری اور امام اعمش کی تدلیس قابل قبول تھی۔

۲. زبیر علیزئی صاحب جب حافظ ابن حجر کے طبقات کو ہی تسلیم نہیں کرتے تو پھر انھوں نے کس طرح ہشیم بن بشیر کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا، دوسرا ہشیم بن بشیر سے ثابت کریں کہ وہ اپنے آپ کو طبقہ ثالثہ کا مدلس سمجھتے تھے اور وہ طبقات المدلسین کو بھی مانتے تھے۔

۳. جب ہشیم بن بشیر ہی تدلیس کا اچھا ہونے کی دلیل امام سفیان ثوری کے عمل سے دے رہے ہیں تو ان کے نزدیک امام ثوری کس طرح طبقہ ثالثہ کے مدلس ہو سکتے ہیں۔

۴. زبیر علیزئی صاحب یہ کس اصول کے تحت ثابت کر سکتے ہیں کہ اگر راوی مدلس ہے تو وہ ہر حال میں طبقہ ثالثہ کا مدلس ہوگا۔

۵. امام ہشیم بن بشیر کے قول سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے امام سفیان ثوری اور امام

اعمش مدلس تھے۔ ان کے اقوال سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے کہا ہو کہ جس طبقہ کا میں مدلس ہوں اسی طبقہ کے سفیان اور اعمش بھی مدلس ہیں۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا اس قول سے استدلال جہالت ہے۔

امام یعقوب بن شیبہؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۱۵-۱۶ پر دلیل نمبر ۱۰ کے تحت لکھتے ہیں۔

''امام یعقوب بن شیبۃ نے فرمایا... پس اگر غیر ثقہ سے تدلیس کرے یا اس سے جس سے اس نے نہیں سنا تو اس نے تدلیس کی حد کو پار کر لیا۔ جس کے بارے میں بعض علماء نے رخصت کی ہے۔ (الکفایۃ ص ۳۶۱، النکت الزرکشی ص ۱۸۸)۔

آگے زبیر علیزئی مزید لکھتے ہیں۔'' امام یعقوب بن شیبۃ کے اس قول سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول: ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی غیر مصرح بالسماع روایت مردود ہوتی ہے۔

دوم: مرسل اور منقطع روایت مردود ہے۔

چونکہ سفیان ثوری کا ضعیف راویوں سے تدلیس کرنا ثابت ہے۔ لہذا اس قول کی روشنی میں بھی ان کی معنعن روایت مردود ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی کا اس قول کو نقل کرنا بھی باطل اور مردود ہے۔

۱. پہلے اس بات کی تصریح ہو چکی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب ان محدثین کرام کے اقوال سے دلیل نہیں پکڑ سکتے جو تدلیس الاسناد اور مرسل خفی کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں۔ امام یعقوب بن شیبۃ بھی انھی محدثین کرام میں شامل ہیں۔

۲. زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ یعقوب بن شیبۃ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ

ضعیف راویوں سے تدلیس کرنا باعث ضعف ہے اور کیونکہ سفیان ثوری ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے لہٰذا ان کی معنعن روایات مردود ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب کو خود اس اصول اور مسلک (کہ ضعیف سے تدلیس کرنا مردود ہے) کو اپنے مضمون التاسیس فی مسئلہ تدلیس ص ۵۱-۵۲ پر مرجوح مان کر امام شافعی کے قول کو راجح قرار دے چکے ہیں۔ اور امام شافعی کے قول میں کسی مقام پر ثقہ یا ضعیف سے تدلیس کرنے کا اشارہ بھی نہیں ملتا۔ لہٰذا جب زبیر علیزئی صاحب خود اس اصول سے متفق نہیں تو اس سے استدلال کیسے کر سکتے ہیں۔

۳. امام یعقوب بن شیبۃ کے اس قول میں سفیان ثوری اور طبقات المدلسین کا بھی ذکر موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے اپنے دلائل کے حق میں پیش کرنا ہی مردود ہے۔

۴. حافظ ابن رجبؒ نے امام یعقوب بن شیبۃ کے اس قول کی "فلا یصح ما ذکرہ یعقوب" سے تردید کر دی ہے۔ ملاحظہ کریں شرح علل ترمذی حافظ ابن رجب ص ۳۵۸

لہٰذا اس قول کو نقل کرنا اصولوں کے خلاف اور باطل ہے۔

علامہ نوویؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون میں حوالہ ۱۱ کے تحت لکھتے ہیں

''علامہ نووی شافعیؒ نے سفیان ثوری کے بارے میں کہا........ اور ان میں سے یہ فائدہ بھی ہے کہ سفیان ثوری مدلسین میں سے تھے اور انھوں نے پہلی روایت میں عن علقمۃ کہا اور مدلس کی عن والی بالاتفاق حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند میں سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (شرح صحیح مسلم ۳/۱۷۸) معلوم ہوا کہ علامہ نووی حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس سمجھتے تھے جن کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ الا یہ کہ سماع کی تصریح یا معتبر متابعت ثابت ہو جائے۔

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب کا اس حوالہ کو پیش کرنا ان کے اپنے ہی اصولوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب اپنے اسی مضمون ص ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ...... ''عرض ہے کہ یہ اندھی تقلید اور تخمین نہیں بلکہ امت کو تلقی بالقبول کی وجہ سے جلیل القدر علماء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ سماع (یا متابعات) پر محمول ہے۔''

امام نوویؒ نے جس حدیث پر اعتراض کیا ہے وہ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امام نووی مندرجہ بالا اصول سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس حوالے کو پیش کر کے زبیر علیزئی صاحب نے اپنے اس اصول کہ ''صحیحین کی احادیث محمول علی السماع ہوتی ہیں'' کی نفی کر دی ہے۔ کیونکہ امام نووی اس اصول (صحیحین کی احادیث محمول علی السماع) کا رد کر رہے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ زبیر علیزئی صاحب کا امام نووی کا حوالہ پیش کرنا انکے ہی خلاف ہے۔

۲. زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ''علامہ نووی حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس سمجھتے تھے'' بالکل ہی غلط اور مردود ہے۔ علامہ نووی کے قول میں کہیں پر بھی طبقہ اولی، طبقہ ثانیہ یا طبقہ ثالثہ کی بحث نہیں ہے۔ اور نہ ان کے قول سے طبقاتی تقسیم کا انکار ثابت ہوتا ہے۔

۳. سفیان ثوری کی صحیح مسلم میں تقریباً ۲۳۳ روایات ہیں۔ میرے علم کے مطابق اس حدیث کے علاوہ علامہ نووی نے کسی مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس پر اعتراض نہیں کیا۔ تو کیا زبیر علیزئی صاحب یہ مانیں گے کہ امام نووی سفیان ثوری کو طبقہ اولی کا مدلس مانتے ہیں اور حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم کے قائل ہیں؟

۴. کسی مقام پر محدثین کرام کا سفیان ثوری کو مدلس لکھنا اس بات کی تصریح نہیں

ہے کہ ان کی ہر معنعن روایت ضعیف ہوتی ہے۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا محدثین کرام کے ایسے اقوال سے مغالطہ ہونا صرف اور صرف علم تدلیس کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

علامہ عینیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی اپنے جوابی مضمون میں حوالہ ۱۲ کے تحت لکھتے ہیں۔

"عینی حنفی نے کہا: اور سفیان ثوری مدلسین میں سے تھے اور مدلسین کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اس کی تصریح سماع دوسری سند سے ثابت ہو جائے۔"

(عمدۃ القاری ۳/۱۱۲)

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب کا علامہ عینیؒ کا حوالہ پیش کرنا انکے اپنے ہی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ زبیر علیزئی صاحب اپنے ہی مضمون ص ۴۰ پر لکھ چکے ہیں کہ "صحیحین کی احادیث محمول علی السماع" پر مبنی ہوتی ہیں۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ عینیؒ نے صحیح بخاری کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض لکھا ہے۔ کیا زبیر علیزئی صاحب کو صحیح بخاری پر اعتراض نقل کرنے کا حوالہ قابل قبول ہے۔ وگرنہ "محمول علی السماع" کی گردان رٹنا چھوڑیں۔

۲. سفیان ثوریؒ کی صحیح بخاری میں تقریباً ۳۵۳ روایات ہیں۔ علامہ عینیؒ نے کسی مقام پر سوائے اس حدیث کے کسی دوسرے مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عینیؒ سفیان ثوری کی معنعن روایت کو صحیح سمجھتے تھے۔

۳. علامہ بدرالدین عینیؒ کا ایک حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض کرنے کی وجہ سے جناب زبیر علیزئی صاحب کا یہ اخذ کرنا کہ علامہ عینیؒ سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا

مدلس مانتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جن مقامات پر علامہ عینیؒ سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کے قائل ہیں ان حوالوں کے پیش نظر زبیر علیزئی صاحب سفیان ثوری کے طبقہ اولیٰ کے قائل کیوں نہیں؟ کیا یہ مسلکی حمایت کا شاخسانہ نہیں؟

ابن ترکمانیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی اپنے جوابی مضمون میں حوالہ ۱۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

ابن ترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا...... اس میں تین علتیں ہیں۔ ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے۔ (الجوہر النقی ۸/۲۶۲) معلوم ہوا کہ ابن ترکمانی کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے اور ان کا عنعنہ علت قادحہ ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا ابن ترکمانیؒ کا حوالہ بھی نقل کرنا مردود ہے۔ کیونکہ ابن ترکمانیؒ کا یہ جواب امام بیہقی پر الزامی جواب ہے۔ دوسرا ابن ترکمانی نے مختلف مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کے قائل ہیں۔ کیا زبیر علیزئی صاحب ماننے کے لیے تیار ہیں کہ سفیان ثوری طبقہ اولیٰ کے مدلس ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کا مختلف علماء کرام سے ایسے حوالے نقل کرنا خود ان کے ہی خلاف ہے۔ کیونکہ ابن ترکمانیؒ کا کسی ایک مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس نقل کرنا اس بات کو ثابت نہیں کرسکتا کہ ہر مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس مضر ہوتی ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کا تدلیس کے موضوع پر ایسے اعتراض نقل کرنا خود ان کا اضطراب ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ مدلس کی معنعن روایت کو مطلقاً عنعنہ کی وجہ سے رد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس علم میں بڑی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب اس علم سے نابلد ہی نظر آتے ہیں۔

علامہ کرمانیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب حوالہ نمبر ۱۴ کے تحت لکھتے ہیں۔

کرمانی حنفی نے شرح صحیح بخاری میں کہا: بے شک سفیان ثوری مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند سے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (شرح الکرمانی رقم: ۲۱۴: ۳/ ۶۲)

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا یہ حوالہ بھی پیش کرنا ان کے اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کے خلاف ہے۔

۱. علامہ کرمانیؒ نے صحیح بخاری کی اسی حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض کیا ہے جس پر علامہ عینیؒ نے اعتراض کیا تھا۔

۲. صحیح بخاری کی معنعن روایات پر اعتراض کرنا خود غیر مقلدین اور خصوصاً زبیر علیزئی صاحب کو منظور نہیں تو اس حوالے کو پیش کیوں کیا جا رہا ہے؟

۳. علامہ کرمانیؒ نے دوسری احادیث جن میں سفیان ثوری معنعن روایات کرتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا علامہ کرمانیؒ کا ایک مقام پر سفیان ثوری کی حدیث پر تدلیس کا الزام وارد کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ سفیان ثوری کی ہر معنعن روایت ضعیف ہوگی ورامام سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں بالکل غلط ہے۔

۴. ایک مقام پر علام کرمانی کا سفیان ثوری کی معنعن روایت پر اعتراض نقل کرنا اور دوسری متعدد مقامات پر تصحیح کرنا (زبیر علیزئی صاحب کے اصولوں کے مطابق) علامہ کرمانی کا تضاد ثابت کرتا ہے۔ لہذا علامہ کرمانی کا حوالہ پیش کرنا بالکل غلط ہے۔

علامہ قسطلانیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب حوالہ نمبر ۱۵ کے تحت لکھتے ہیں۔

''قسطلانی شافعی نے کہا: سفیان ثوری مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ قابل حجت نہیں ہوتا الا یہ کہ اس کے سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ۱/ ۲۸۶)''

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا علامہ قسطلانی کا حوالہ پیش کرنا بھی غلط ہے۔

۱. علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی حدیث پر اعتراض کیا ہے۔ اور زبیر علیزئی صحیح بخاری کی معنعن روایت پر اعتراض کے قائل نہیں۔ لہٰذا اس حوالہ کو پیش کرنا ہی غلط ہے۔

۲. علامہ قسطلانی کا ایک مقام پر سفیان ثوری کی حدیث پر تدلیس کا اعتراض اور دوسرے متعدد مقامات پر سفیان ثوری کی معنعن روایت کی تصحیح، زبیر علیزئی صاحب کے اپنے اصولوں کے عین مطابق علامہ قسطلانی کا تضاد ثابت کرتا ہے۔

علامہ ذہبیؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے تنقیدی مضمون نمبر ۷ اپر دلیل نمبر ۱۶ کے تحت لکھتے ہیں۔

''حافظ ذہبی کا یہ اصول فقرہ نمبر 1 میں گزر چکا ہے کہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی معنعن روایت مردود ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ حافظ ذہبی کے نزدیک سفیان ثوری کی عن والی روایت مردود ہے اور یہ طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے۔''

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب اصول کے مطابق علامہ ذہبیؒ کے قول پیش نہیں کر سکتے ہیں

اس کی وجہ پہلے بھی بیان کی جا چکی ہے کہ علامہ ذہبیؒ بقول زبیر علیزئی اور ارشاد الحق اثری صاحب ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے تھے۔

۲. زبیر علیزئی صاحب "ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے والے کی معنعن روایات مردود ہونے" کے موقف کو ویسے ہی مرجوح مانتے ہیں کیونکہ زبیر علیزئی صاحب امام شافعیؒ کے قول کو راجح مانتے ہیں اور ظاہر ہے کے راجح قول کے مقابلے میں دوسرے اقوال یا مسلک مرجوح ہوتے ہیں۔ جب اس اصول سے زبیر علیزئی صاحب خود متفق نہیں تو وہ اس بحث میں ہمارے خلاف کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ قارئین کے سامنے یہ بات بھی واضح ہوگئی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کا اپنا حال بھی ناصر الدین البانی سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ناصر الدین البانی طبقاتی تقسیم میں گڑبڑ کرتے ہیں تو زبیر علیزئی صاحب اصول اور مسلک میں اپنی پسند اور ناپسند کا مکمل خیال رکھتے ہیں۔

۳. علامہ ذہبی نے سفیان ثوری کی متعدد روایات کی تصیح کی ہے۔ تلخیص المستدرک حاکم رقم: ۳۷۔۹۱۹۰۔۹۵۔۹۶۔۱۲۵۔۱۲۸۔۱۳۷۔۱۵۵۔۱۵۵۔۱۶۸۔۱۷۱۔ ۱۷۵۔ ۲۶۵۔۲۷۶۔۳۲۹ وغیرہ۔ علامہ ذہبیؒ کی تصحیح سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک علامہ سفیان ثوری کی تدلیس قابل قبول ہوتی ہے۔

۴. زبیر علیزئی صاحب نے یہ خیانت بھی کی ہے کہ (سفیان ثوری) علامہ ذہبی کے نزدیک طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب اپنے آپ کو صحیح بات کہنے کا دعویدار سمجھتے ہیں تو پہلے علامہ ذہبیؒ سے طبقات المدلسین ثابت کریں اور پھر طبقات اولی، طبقہ ثالثہ وغیرہ کی تعریف پیش کریں اور پھر سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونا علامہ ذہبی سے ثابت کریں۔

۵. اگر زبیر علیزئی صاحب ضعفاء کی تدلیس کرنے کی وجہ سے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھتے ہیں تو پھر ہمیں بھی حق ہے کہ علامہ ذہبی کی امام سفیان ثوری کی حدیثوں کی تصحیح سے سفیان ثوری کو طبقہ اولیٰ کا مدلس لکھیں۔

امام یحییٰ بن معینؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون مین دلیل نمبر ۱۷ کے تحت لکھتے ہیں۔

"امام یحیٰ بن معین نے سفیان ثوری کو تدلیس کرنے والے قرار دیا.........امام یحیٰ بن معینؒ سے مدلس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کی روایت حجت ہوتی ہے یا جب وہ حدثنا واخبرنا کہے تو؟ انھوں نے جواب دیا.......وہ جس روایت میں تدلیس کرے (یعنی عن سے روایت کرے تو) وہ حجت نہیں ہوتی۔ (الکفایۃ ص ۳۶۲)

الجواب

قارئین سے گذارش ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کسی بھی محدث کا قول مدلس کے بارے میں بیان کرکے تدلیس کا حکم صادر کر دیتے ہیں۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ پہلے وہ امام یحیٰی بن معین سے تدلیس کی تعریف کریں اور پھر وہ مدلس راوی پر اس کا حکم لگائیں۔ مگر زبیر علیزئی صاحب تدلیس کے موضوع پر گمراہی کا تو شکار ہیں مگر پڑھنے والوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ دوسرا غیر مقلدین حضرات بھی انکے اس موقف سے زیادہ مطمئن نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ ہم یہ پہلے بحوالہ ثابت کر آئے ہیں کہ امام یحیٰی بن معین ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے تھے۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا اس اصول کو ہمارے خلاف پیش کرنا ہی غلط ہے۔ دوسرا امام یحیٰی بن معین نے سفیان ثوری کی متعدد معنعن روایات نقل کی ہیں۔ دیکھئے مسند یحیٰ بن معین جزء ثانی ص ۱۵۷۔۱۵۸ کے نزدیک سفیان ثوری مدلس ہونے کے باوجود انکی معنعن روایات کو صحیح سمجھتے تھے۔

لہذا زبیر علیزئی صاحب کا امام یحیٰ بن معین کا قول ہمارے خلاف پیش کرنا اصول کے خلاف ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ، ابن کثیرؒ ابن الملقنؒ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۱۷۔۱۸ پر لکھتے ہیں۔

حافظ ابن صلاح نے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اعمش، قتادہ اور ہشیم بن بشیر کو مدلسین میں ذکر کیا پھر یہ فیصلہ کیا کہ مدلس کی غیر مصرح بالسماع روایت قابل قبول نہیں ہے۔ (علوم الحدیث نمبر ۹۹)

حافظ ابن کثیر نے ابن صلاح کے قاعدے کو برقرار رکھا اور عبارت مذکورہ کو اختصار کے ساتھ نقل کیا...... (اختصار علوم الحدیث ۱/۱۷۴)

حافظ ابن الملقن نے بھی ابن صلاح کی عبارت مذکورہ کو نقل کیا ہے، اور کوئی بھی جرح نہیں کی ہے۔ (المقنع فی علوم الحدیث ۱/ ۱۵۷)

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب صرف عددی تعداد بڑھانے کی خاطر فضول حوالے نقل کرتے آ رہے ہیں۔ گزشتہ حوالہ جات کی طرح زبیر علیزئی صاحب ان ۳ حوالوں سے بھی عوام الناس کو مغالطہ دے رہے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کا یہ طریقہ ہے کہ تدلیس کی تعریف حافظ ابن حجر سے لیتے ہیں مگر مدلس راوی پر حکم دوسرے محدثین کرام کے حوالے سے لگاتے ہیں۔ اصول تو یہ ہے کہ جس محدث کا حوالہ پیش کریں اس سے طبقات کی تقسیم کا بھی حوالہ نقل کریں۔

۲. مدلسین کی طبقات کی تقسیم کو حافظ علائیؒ کے بعد ان کے شاگرد حافظ ابن حجرؒ نے واضح کیا۔ لہذا زبیر علیزئی پہلے حافظ ابن حجر اور پھر انکے بعد محدثین کرام کے حوالے سے مدلسین کے طبقات کی تقسیم پر مطلقاً رد ثابت کریں۔

۳. زبیر علیزئی نے حافظ ابن صلاح، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن الملقن کے حوالے نقل کیے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کو یہ علم ہونا چاہئے کہ یہ تینوں محدثین کرام ارسال پر تدلیس کا اطلاق کرتے ہیں۔ جس کو ہم بحوالہ پہلے نقل کر چکے ہیں۔ جب زبیر علیزئی صاحب خود اس اصول کے خلاف ہیں تو اس حوالے کو کیسے اپنی دلیل بنا سکتے ہیں؟

۴. حافظ ابن صلاح، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن الملقن کے اصولوں کے بعد ہی حافظ ابن حجرؒ نے النکت علی ابن صلاح میں طبقات کی تقسیم کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر ان محدثین کرام کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی مدلیسن کے طبقات بنائے ہیں۔

اس مندرجہ بالا تفصیل سے یہ نتیجہ اخذ کرنا آسان ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کا حافظ ابن صلاح حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن ملقن کے اقوال سے استدلال کرنا اس مسئلہ پر بالکل غلط ہے۔

عبدالرحمٰن معلّمی کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے تنقیدی مضمون نمبر ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔

''موجودہ دور کے مشہور عالم اور ذہبی عصر علامہ شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی المکی نے ترک رفع یدین والی روایت کو معلول قرار دیتے ہوئے پہلی علت یہ بیان کی کہ سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے اور کسی سند میں ان کے سماع کی تصریح نہیں ہے (التنکیل ۱/ ۲۰) علامہ یمانی کی اس بات کا جواب آج تک کوئی نہیں دے سکا نہ کسی نے اس حدیث میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح کی اور نہ ہی متابعت پیش کی ہے۔ یہ لوگ جتنا بھی زور لگا لیں ترک رفع یدین والی روایت عن سے ہی ہے۔''

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ علامہ یمانی کی اس بات کا جواب آج تک کوئی

نہیں دے سکا۔ صرف ان کا وہم اور خیال ہے۔ کیونکہ علامہ عبدالرحمٰن یحییٰ المعلمی کے معاصر اور ناصر الدین البانی نے اس کا جواب دیا ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں۔

" قلت : وهذا اسناد صحيح على شرط مسلم ـ وقد اعله المصنف بمارأيت وو افقه على ذلك غير ما واحد كمايأتي !ولم نجد في كلما تهم ما ينهض على تصحيف الحديث. فالحق أنه حديث صحيح ، كما قال ابن حزم: ......

(صحيح سنن ابي داؤد ١ /٣٣٨)۔

ترجمہ: میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس کی اسناد صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ میرے خیال کے مطابق امام ابوداؤد اور جس کسی نے اس حدیث میں جو علت بتائی ہے وہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کی بنا پر یہ حدیث ضعیف ہو جائے۔ حق یہی ہے کہ بلاشک یہ حدیث صحیح ہے، جس طرح ابن حزم نے کہا۔"

۲. اور ناصر الدین البانی کے علاوہ دو عرب محدثین شعیب الارناؤوط اور محمد زهیر الشاویش نے بھی لکھا ہے۔" وماقالوه في تعليله ليس بعلته یعنی جس نے کوئی بات یا تعلیل کی وہ علت ثابت نہیں" شرح السنۃ ۳/۴۴۔ علامہ یمانی کی التنکیل کے ہوتے ہوئے عرب کے دوسرے غیر مقلد عالم مشہور بن حسن آل سلیمان نے ناصر الدین البانی کے تصحیح کی موافقت بھی کی ہے اور انھوں نے جو جواب دیا ہے اس سے متفق بھی ہیں۔

(دیکھیے سنن نسائی بتحقيقي مشهور بن حسن رقم: ١٠٥٨)

۳. علامہ الیمانی نے یہ اعتراض محدث العصر علامہ زاھد الکوثری کے جواب میں دیا تھا۔ لہٰذا الزامی جواب کیا اہمیت تحقیق کے میدان میں نہیں ہوتی۔ دوسرا اگر زبیر علیزئی ذرا علامہ ایمانی کی کتابوں سے سفیان بن عیینہ پر تدلیس کی وجہ سے حدیث کا ضعف دکھا دیں۔ التنکیل ص۹۹ پر تو انھوں نے سفیان بن عیینہ کی تدلیس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جبکہ

زبیر علیزئی سفیان بن ثوری اور سفیان بن عیینہ کو ایک ہی طبقہ کے مدلس مانتے ہیں۔

۴. غیر مقلدین کا تدلیس کے بارے میں اپنی مرضی کا استعمال کرتے ہیں آگے ناصر الدین البانی اور طبقات کی تقسیم میں ملاحظہ کیجیئے۔ (اقوال ۲۲ اور ۲۳)

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔

"موجودہ دور کے ایک مشہور عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے سفیان ثوری کو مدلس قرار دیا ہے اور غیر صحیحین میں ان کی معنعن روایات کو معلول قرار دیا۔ (دیکھیئے کتاب احکام والمسائل تصنیف حافظ عبدالمنان ۱/ ۲۴۵)"

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب کا شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا حوالہ مفید نہیں ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب خود یہ مانتے ہیں کہ سلفی حضرات خصوصاً ناصر الدین البانی اپنی مرضی کے بعض مدلسین کی معنعن روایات کو صحیح اور اپنی مرضی کے خلاف بعض مدلسین کی معنعن روایات ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (دیکھیئے زبیر علیزئی صاحب کا تنقیدی مضمون ص۲۲)

۲. زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کا بھی یہی طریقہ کار ہے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب سفیان بن عیینہ مدلس راوی پر بھی ان کی عنعنہ کی وجہ سے روایت کا ضعیف ہونا دکھا دیں (وہ بھی ہر معنعن روایت پر) پھر تو ان کا ان سے استدلال صحیح ہوگا ورنہ زبیر علیزئی صاحب کی جہالت واضح ہو جائے گی۔

۳. اگر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کی بات مان بھی لی جائے پھر بھی حافظ ابن حجر اور جمہور علماء کرام کے اقوال کے مقابلے میں مردود ہوگی۔

۳. زبیر علیزئی صاحب کا تعصب دیکھیں کہ انھوں نے تمام غیر مقلد اور سلفی علماء کے ساتھ رحمتہ اللہ تو لکھا ہے مگر دیگر محدثین کرام خصوصاً احناف کے علماء کرام کے ناموں کے آگے رحمتہ اللہ لکھنا مناسب نہ سمجھا۔ یہ ایک تعصب کی بدترین مثال ہے۔

سرفراز خان صفدر کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔

''سرفراز خان صفدر دیو بندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کی ہے۔(دیکھیئے خزائن السنن ۲/ ۷۷)

الجواب

زبیر علیزئی صاحب اس مضمون میں حق کا دامن چھوڑے بیٹھے ہیں۔ انھیں یہ کیسے گوارہ ہوا کہ دیو بندیوں کے حوالہ ہمارے خلاف پیش کر سکیں۔ لہذا اصولاً اس کا جواب تو دینا نہیں چاہئیے مگر عرض کریں کہ سرفراز خان صفدر دیو بندی نے سفیان ثوری پر تدلیس کا الزام غیر مقلدین کو جوابی یا الزامی طور پر دیا ہے۔ جس کا اصول اور تحقیق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زبیر علیزئی صاحب نے اس مضمون میں اکثر الزامی حوالے نقل کیے ہیں جو غلط ہونے کے ساتھ تحقیقی معیار پر پورا نہیں اترتے۔ لہذا ان اقوال سے استدلال کرنا بالکل باطل اور مردود ہے۔

محدث محمد شریف کوٹلوی ؒ کے قول کی تحقیق

جناب زبیر علیزئی صاحب نے اپنے مضمون میں حوالہ نمبر ۲۴ کے تحت فقیہ العصر مولانا محمد شریف کوٹلوی کے حوالے سے لکھا ہے۔ ''اور سفیان ثوری کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔'' (فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

الجواب

جناب زبیر علیزئی صاحب نے اس مقام پر بھی انصاف کا دامن نہیں تھاما اور محمد شریف کوٹلوی ؒ کے حوالے کو غلط انداز میں پیش کیا۔ مناسب ہوگا کہ محدث العصر مولانا محمد شریف کوٹلوی کی تحریر مکمل نقل کی جائے تاکہ قارئین کرام مولانا محمد شریف کوٹلوی ؒ کے استدلال سے آگاہ ہوسکیں۔ محدث کوٹلوی ؒ لکھتے ہیں۔

''رہی یہ بات کہ سفیان مد بھا صوتہ کہتا ہے اور شعبہ خفض بھا۔ کس کی روایت کو ترجیح ہوگی میں کہتا ہوں کہ شعبہ کی روایت کو ترجیح ہے۔ اس لیئے کہ شعبہ تدلیس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ میں آسمان سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تو بہتر ہے اس سے کہ میں تدلیس کروں (تذکرہ الحفاظ) اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے۔''

(فقہ الفقیہ ص ۱۳۴)

۱. محدث کوٹلوی ؒ کی تحریر سے واضح ہوگیا کہ انھوں نے سفیان ثوری کی حدیث کے مقابلے میں امام شعبہ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

۲. محدث کوٹلوی ؒ نے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ صرف تدلیس کی شبہ کی وجہ سے امام شعبہ کی حدیث کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ وہ تدلیس نہیں کرتے تھے۔ محترم زبیر علیزئی سے عرض ہے کہ اگر وہ سچے ہیں تو محدث کوٹلوی ؒ سے سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف ثابت کریں۔

۳. علماء کرام کے نزدیک یہ معمول بہ ہے کہ اگر دو متضاد حدیثوں میں اگر تطبیق نہ ہو سکے تو اس میں ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی طریقہ امام بخاری نے سفیان ثوری کی ترک رفع الیدین والی حدیث کے مقابلے میں عبداللہ بن ادریس کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

۴۔ زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین ص ۴۸ پر امام بخاری کی عبداللہ بن ادریس کی حدیث کو ترجیح دینے کی وجہ لکھتے ہیں کہ "سفیان ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں"۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا محدث کوٹلویؒ کا حوالہ نقل کرنا مردود ہے۔ کیونکہ انھوں نے صرف ترجیح دی ہے نہ کہ سفیان ثوری کی حدیث کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف لکھا ہے۔

امین اوکاڑوی کے قول کی تحقیق

محترم زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون میں حوالہ نمبر ۲۵ کے تحت امین صفدر اوکاڑوی سے لکھا ہے۔ "ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے ایک روایت پر سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے جرح کی ہے۔ (مجموعہ رسائل ۳/۳۳۱)

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا امین اوکاڑوی دیوبندی کا حوالہ میرے خلاف پیش کرنا تو ویسے ہی فضول ہے مگر میں یہاں تصریح کردوں کہ امین اوکاڑوی نے غیر مقلدین کے خلاف الزامی جواب دیا ہے کہ ترک رفع یدین کی حدیث کو غیر مقلدین حضرات سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف لکھتے ہیں مگر آمین بالجہر کے موضوع پر سفیان ثوری کی تدلیس کو برداشت کرتے ہیں۔ لہذا امین صفدر اوکاڑوی کا حوالہ بھی پیش کرنا مردود ہے۔

علامہ عباس رضوی کے قول کی تحقیق

جناب زبیر علیزئی اپنے مضمون حوالہ نمبر ۲۶ کے تحت لکھتے ہیں۔

"محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے۔ یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے۔ اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا (مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

الجواب

محدث العصر علامہ محمد عباس رضوی صاحب نے یہ بات غیر مقلد جناب محمد سلیمان صاحب سے تحریری مناظرے میں الزامی جواب کے طور پر سینے پر ہاتھ باندھنے کے موضوع پر لکھی ہے۔ کیونکہ غیر مقلدین حضرات رفع یدین کے مسئلہ پر سفیان ثوری کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف لکھتے ہیں۔ اور انکا اسلوب تحریر سے بالکل واضح ہے۔ لہذا ان کی تحریر سے یہ سمجھنا کہ وہ سفیان ثوری کی تدلیس کو مضر سمجھتے تھے بالکل غلط اور مردود ہے۔ محدث العصر محمد عباس رضوی صاحب اسی کتاب مناظرے ہی مناظرے ص ۳۵۶ پر لکھتے ہیں۔ "امام سفیان ثوری پر جرح اور اس کا جواب.........اقول: جواب امام سفیان ثوری زبردست ثقہ ہیں اور اس کا آپ کو اقرار آپ ہی کے مسلک کے ایک معتبر آدمی کی نسبت سے ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔ شاید آپ کی قسمت میں ہدایت ہو۔ اور شاید قبول حق کا جذبہ کہیں چھپا ہوا ہو۔ ویسے تو غیر مقلدین حضرات میں یہ جذبہ ناپید ہے۔ مشہور غیر مقلد مولوی محمد یحیی گوندلوی لکھتا ہے۔ بلاشبہ بعض محدثین نے امام ثوری کو مدلس کہا ہے مگر یہ مدلس کے اس طبقہ میں ہیں۔ جہاں تدلیس مضر اور روایت کی صحت کے مانع نہیں ہے.........حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہوگیا ہے کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔

(خیر البراھین فی الجہر بالتامین ص ۲۵-۲۶)"

امید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب آئندہ محدث العصر کو حوالہ دینے کی جرأت نہیں کرینگے۔

شیر محمد دیوبندی کے قول کی تحقیق

جناب زبیر علیزئی اپنے مضمون حوالہ نمبر ۲۷ کے تحت لکھتے ہیں۔

شیر محمد دیوبندی نے سفیان ثوری کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے: اور یہاں بھی سفیان ثوری مدلس عنعنہ سے روایت کرتا ہے۔'' (آئینہ تسکین الصدور ص ۹۵)

الجواب

جناب زبیر علیزئی صاحب کا شیر محمد دیوبندی کا حوالہ ہمارے خلاف پیش کرنا ہی غلط ہے۔ دوسرا وہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر سرفراز خان صفدر دیوبندی کو الزامی جواب دے رہے ہیں۔ لہذا حوالہ بالکل باطل اور مردود ہے۔

علامہ نیموی کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون میں حوالہ نمبر ۲۸ کے تحت لکھتے ہیں۔

''نیموی تقلیدی نے سفیان ثوری کی بیان کردہ آمین والی حدیث پر یہ جرح کی کہ ثوری بعض اوقات تدلیس کرتے تھے اور انھوں نے اسے عن سے بیان کیا ہے۔ (دیکھیئے آثار السنن کا حاشیہ نمبر ۱۹۴ تحت ح ۳۸۴)''

الجواب

علامہ نیموی نے بھی اس مقام پر محدث کوثلوی کی طرح امام شعبہ کی حدیث کو ترجیح دی ہے امام ثوری کی حدیث پر امام نیموی نے صرف ترجیح دی ہے نہ کہ تدلیس ثوری کو مضر قرار دیا ہے۔ لہذا علامہ نیموی کے حوالے کو پیش کرنا بھی باطل اور مردود ہے۔

علامہ تقی عثمانی کے قو[illegible] تحقیق

زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون میں دلیل نمبر ۲۹ کے تحت لکھتے ہیں۔

''محمد تقی عثمانی دیوبندی نے سفیان ثوری پر شعبہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے: ''سفیان ثوری اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے ہیں۔''

الجواب

جواب:۔ زبیر علیزئی اس حوالہ کے ذریعے اپنا دعوٰی ثابت نہیں کر سکے کیونکہ آمین کے مسئلہ پر حسین احمد دیوبندی نے شعبہ کی روایت کو امام سفیان ثوری کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ اور یہ ترجیح مختلف علماء کرام نے دی ہے۔اس روایت کی ترجیح سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سفیان ثوری کی معنعن روایات مطلقاً قابل اعتبار نہیں۔ لہذا اس حوالہ کو بھی پیش کرنا زبیر علیزئی صاحب کا تجاہل عارفانہ ہے۔

حسین احمد مدنی کے قول کی تحقیق

زبیر علیزئی صاحب حوالہ نمبر ۳۰ کے تحت لکھتے ہیں۔

''حسین احمد مدنی دیوبندی کانگریسی نے آمین والی روایت کے بارے میں کہا ''اور سفیان ثوری تدلیس کرتا ہے'' الخ (تقریر ترمذی ص ۳۹۱ ترتیب محمد عبدالقادر قاسمی دیوبندی)

الجواب

جواب:۔ زبیر علیزئی اس حوالہ کے ذریعے اپنا دعوٰی ثابت نہیں کر سکے کیونکہ آمین کے مسئلہ پر حسین احمد دیوبندی نے شعبہ کی روایت کو امام سفیان ثوری کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ اور یہ ترجیح مختلف علماء کرام نے دی ہے۔ اس روایت کی ترجیح سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سفیان

ثوری کی معنعن روایات مطلقاً قابل اعتبار نہیں۔ لہذا اس حوالہ کو بھی پیش کرنا زبیر علیزئی صاحب کا تجاہل عارفانہ ہے۔

امام احمد رضا خان بریلویؒ پر زبیر علیزئی کا اعتراض

زبیر علیزئی صاحب اپنے تنقیدی مضمون ص ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

''تنبیہ: محدثین کرام کا مشہور قاعدہ ہے کہ صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ سماع پر محمول ہے۔ اس پر رد کرتے ہوئے احمد رضا خان نے کہا: ''یہ محض اندھی تقلید ہے اگر چہ ہم حسن ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔'' فتوی رضویہ ۲۴/ ۲۳۹۔

پھر زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ''عرض ہے کہ یہ اندھی تقلید اور تخمین نہیں بلکہ امت کے صحیحین کو تلقی بالقبول کی وجہ سے جلیل القدر علماء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ سماع (یا متابعت) پر محمول ہے۔

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کی تحریر پر اعتراض فضول ہے۔ کیونکہ امام احمد رضا خان بریلویؒ نے یہ اصول خود نہیں بنائے۔ بلکہ متقدمین میں سے اکثر محدثین کرام کی یہی رائے ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کے لیئے فی الحال علامہ قسطلانیؒ شافعی کا حوالہ کافی ہوگا کیونکہ انھوں نے بڑے ہی مزے سے اصول نمبر 15 میں اس کے حوالہ نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

''اور صحیح بخاری اور مسلم میں جو ان کی معنعن احادیث ہیں وہ اس پر محمول ہیں کہ ان کے نزدیک دوسری اسانید میں ان کا سماع ثابت ہے اگر چہ ہم ان کے سماع پر مطلع نہیں ہوئے۔ ہم امام بخاری اور مسلم پر حسن ظن رکھتے ہوئے یہی بات کہتے ہیں۔ (ارشاد الساری ۱/ ۹)

اعلیٰ حضرت کے قول کو تقویت حافظ ابن حجرؒ کے تحریر سے بھی ملتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

''جن راویوں سے امام بخاری نے روایت لی ہے ان کی کڑی شرط کی بنا پر ان کی روایت میں دعویٰ انقطاع مدفوع ہے۔ اس کے باوجود مدلس کی جو روایت عن سے ہے ان کے طرق کی تحقیق کی جائے گی، اگر ان میں سماع کی تصریح مل جائے تو انقطاع کا اعتراض دور ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔'' (فتح الباری ص ۳۸۵)

ان محدثین کرام کی تصریحات کے بعد اعلیٰ حضرت پر اعتراض کا کوئی جواز نہیں ہے۔

۲. دوسرا زبیر علیزئی صاحب کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیئے روایات المدلسین فی صحیح البخاری اور روایات المدلسین فی صحیح مسلم کا حوالہ دینا ایک عجیب بات سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کے مصنف ڈاکٹر عواد حسین الخلف ہیں۔ اور ڈاکٹر عواد الحسین الخلف نے بھی اپنی کتاب روایات المدلسین فی صحیح بخاری ص ۰۷ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دیا ہے۔ اور اپنی دوسری کتاب روایات المدلسین فی صحیح مسلم ص ۲۷ پر بھی امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے۔ ڈاکٹر عواد حسین الخلف نے اپنی کتاب روایات المدلسین فی صحیح بخاری اور روایات المدلسین فی صحیح مسلم میں طبقات اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کو قابل قبول سمجھا ہے۔ انھوں نے کسی مقام پر صحیحین کی احادیث کو محمول علی السماع نہیں کہا دوسری یہ بات بھی اہم ہے کہ محمول علی السماع ایک علیحدہ قاعدہ ہے جبکہ متابعت کا ہونا ایک علیحدہ مسلۂ ہے۔ بلکہ ڈاکٹر عواد الحسین الخلف نے اپنی دونوں کتابوں میں طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی کسی مقام پر نہ تو متابعت ثابت کی ہے اور نہ ہی شواھد پیش کیے ہیں۔ ہاں ڈاکٹر عواد الحسین الخلف نے طبقہ ثالثہ، طبقہ رابعہ، طبقہ خامس کے مدلسین کے بارے میں متابعت اور شواھد اور دیگر شواھد ذکر کیئے ہیں۔

ڈاکٹر عواد الحسین خلف نے صحیحین میں مدلسین کی تدلیس قبول کرنے کے تقریباً ۱۳۲ اصول

لکھے ہیں۔ دیگر اصولوں کے علاوہ طبقہ اولی اور طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی روایات قبول کرنا بھی ہے۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا امام احمد رضا خان بریلوی پر تنقید کرنا مردود ہے اور ڈاکٹر عواد الخلف کے حوالے دینا علمی خیانت ہے۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر کا سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں رکھنا بالکل صحیح اور اصول کے عین مطابق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کے ساتھ جمہور علماء نے موافقت بھی کی ہے۔ جس کی تفصیل آگے ملاحظہ کریں۔

حافظ ابن حجرؒ کی طبقاتی تقسیم پر زبیر علیزئی کا اعتراض

زبیر علیزئی جب اپنا مدعا ۳۰ حوالوں سے ثابت کرنے میں جب عاجز ہو گئے تو آخر کار انھوں نے الزامی جواب کا سہارا لیا۔ ان ۳۰ حوالوں میں اکثر زبیر علیزئی صاحب نے طبقہ ثانیہ اور طبقہ ثالثہ کی بحث کی ہے۔ اور طبقات کا کسی بھی جگہ انکار نہیں کیا جب دلائل اپنے مدعا کے مطابق نہ پائے تو پھر حافظ ابن حجر کی طبقاتی تقسیم سے انکار کے لیئے ایک نیا انداز اپنایا۔ لہذا وہ اپنے مضمون ص ۲۱ پر لکھتے ہیں۔

بعض لوگ حافظ ابن حجر العسقلانی کی طبقات المدلسین کی طبقاتی تقسیم پر بضد ہیں۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ حافظ ابن حجر نے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ دونوں کو ایک ہی طبقے (طبقہ ثانیہ) میں اوپر نیچے ذکر کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے ایک حدیث....... بیان کی ہے، جس کا مفہوم درج ذیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ اعتکاف نہیں ہوتا: مسجد حرام، مسجد النبی ﷺ، مسجد اقصیٰ، بیت القدس۔ (مشکل آلا ثار ۱/۲۰۱ السنن الکبریٰ بیقھی ۲/۳۱۶)....... یہ روایت سفیان بن عیینہ کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ جو لوگ سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کو صحیح سمجھتے ہیں یا حفظ ابن حجر کے طبقہ ثانیہ میں مذکورین کی معنعن روایات کے حجیت کے قائل ہیں، انھیں چاہیے کہ وہ تعین مساجد مذکورہ کے علاوہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہونے کا انکار کر دیں۔"

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب اپنے نزدیک بڑی ہی عمدہ دلیل لے کر آئے تھے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اس حدیث کو قابل احتجاج اس لیئے نہیں سمجھتے۔ کہ اس میں سفیان بن عیینہ مدلس راوی ہے بلکہ اس حدیث سے استدلال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جمہور علماء کرام اور محدثین کرام کے اقوال اور روایات اس تخصیص (مساجد الثالثہ) کے خلاف ہیں۔ جمہور نے ابو حذیفہؓ کی مخالفت کی ہے۔

۲. امام طحاوی نے اس حدیث کے جوابات اپنی کتاب شرح مشکل آلا ثار ۱/۲۰۱ پر دیے ہیں۔ امام طحاوی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اسی حدیث کا اگلا حصہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت حذیفہؓ کو کہا کہ آپ یاد نہ رکھ سکے۔ مگر جو اعتکاف پر بیٹھے ہیں انھوں نے اسکو یاد رکھا۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے اور ظاہراً قرآن مجید کی آیت: ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد (سورۃ البقرہ: ۱۸۷) کے بھی خلاف ہے۔ مگر امام طحاوی کے ان جوابات کو زبیر علیزئی صاحب نے ذکر نہیں کیا شاید جانتے ہی نہیں یا جاننے کے باوجود ذکر نہیں کیا جو کہ بڑی خیانت ہے۔

شیخ البانی اور طبقاتی تقسیم پر اعتراض

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

"شیخ محمد ناصر الدینؒ کا تدلیس کے بارے میں عجیب و غریب موقف تھا۔ وہ سفیان ثوری اور اعمش وغیرہما کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتے تھے۔ جبکہ حسن البصری (طبقہ ثانیہ عند ابن حجر ۲/۴۰) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ (ارواء الغلیل ۲/۲۸۸)..... معلوم ہوا کہ البانی صاحب کسی طبقاتی تقسیم کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ اپنی مرضی کے بعض مدلسین کی

معنعن روایات کو صحیح اور مرضی کے خلاف بعض مدلسین کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے تھے۔اس سلسلے میں ان کا کوئی اصول یا قاعدہ نہیں تھالہذا تدلیس کے مسئلہ میں ان کی تحقیقات سے استدلال غلط و مردود ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا موقف شیخ البانی کے بارے میں صحیح ہی ہے۔کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہوگئی ہے کہ آج تک جو غیر مقلدین حضرات ناصر الدین البانی کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔آج خود انھی کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علماء غیر مقلدین و سلفی حضرات کا اپنے حق کے دلائل میں اصول علیحدہ ہوتا ہے جبکہ مخالفین کے دلائل کے لیے اصول علیحدہ ہوتے ہیں۔میرا تو کہنا یہ ہے کہ جس طرح ناصر الدین البانی کے اصول غلط اور مردود ہیں۔بالکل اسی طرح زبیر علیزئی صاحب کے اصول بھی غلط ہیں۔اور یہ طریقہ کار صرف ناصر الدین البانی کا ہی نہیں علماء غیر مقلدین کے دوسرے لوگوں کا بھی ہے۔مثال کے طور پر مولانا عبدالرحمن مبارک پوری بھی ناصر الدین البانی کی طرح ان کی بھی عادت تھی کہ وہ اپنی مرضی کے مدلسین کو صحیح کہتے اور اپنی مرضی کے خلاف کو ضعیف قرار دیتے تھے۔تفصیل آگے ملاحظہ کریں۔دوسرا زبیر علیزئی صاحب خود اپنے ماھانہ رسالہ الحدیث میں اکثر مقامات پر ناصر الدین البانی سے استدلال کرتے ہیں۔جس سے مزید واضح ہوتا ہے کہ جب زبیر علیزئی کے مرضی کے خلاف کسی حدیث پر ناصر الدین البانی نے تصیح کا حکم لگایا تو فٹ سے زبیر علیزئی نے ناصر الدین البانی پر اعتراض کر دیا اور جہاں اپنی مرضی کی حدیث پر ناصر الدین البانی کا کوئی قول آیا تو فوراً نقل کر لیا۔اسے کہتے ہیں مسلکی تعصب۔

مولانا مبارکپوری اور اصول تدلیس کی مخالفت

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص۲۲ پر لکھتے ہیں۔

''مولانا مبارکپوری (اہل حدیث) نے ابرھیم نخعی (طبقہ ثانیہ) کی عن والی روایت پر جرح کی اور کہا: اس کی سند میں ابرھیم نخعی مدلس ہیں۔حافظ ابن حجر نے انھیں طبقات المدلسین میں سفیان ثوری کے طبقے میں ذکر کیا ہے۔اور انھوں نے اسے اسود سے عن کے ساتھ روایت کیا ہے۔لہذا نیموی کے نزدیک یہ اثر کسطرح صحیح ہوسکتا ہے؟ (ابکار المنن ۲۱۴) اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث علماء کے نزدیک بھی یہ طبقاتی تقسیم قطعی اور ضروری نہیں بلکہ دلائل کے ساتھ اس سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا مولانا مبارکپوری غیر مقلد کا حوالہ پیش کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی ناصر الدین البانی کی طرح اپنی مرضی کے مدلسین کو ضعیف اور اپنی مرضی کے خلاف مدلسین ضعیف قرار دیتے تھے۔زبیر علیزئی صاحب نے اس ضمن میں ابراھیم نخعی کی مثال دی ہے۔کہ حافظ ابن حجر نے تو اس کو طبقہ ثانیہ میں رکھا ہے مگر علامہ مبارکپوری اس حدیث کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں۔اصل وجہ یہ ہے کہ ابراھیم نخعی کی جس عن والی روایت پر علامہ مبارکپوری صاحب نے تدلیس کا اعتراض کیا ہے وہ احناف کی دلیل تھی۔مگر جب دوسرے مقام پر ابراھیم نخعی کا ذکر آیا وہاں تدلیس کا الزام نہیں لگایا بلکہ ان کی احادیث کی تصحیح بھی کی۔علامہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی رقم: ۱۶ تحت امام ابراھیم نخعیؒ کو مدلس نہیں بلکہ یرسل کثیر الکھا ہے۔اور پھر حدیث کی تصحیح کی موافقت بھی کی ہے۔اور بہت سے مقامات پر ابراھیم نخعیؒ پر تدلیس کا الزام وارد نہیں کیا۔دوسرا انھوں نے ابراھیم نخعی پہ اعتراض صرف

علامہ نیموی کے احناف کے دلائل کے رد میں دیا ہے۔ جس سے تو معلوم ہو گیا کہ ناصر الدین البانی اور مبار کپوری صاحب کی تحقیقات سے استدلال باطل اور مردود ہے۔

دوسری طرف اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا علامہ مبار کپوری حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین اور ان کے بنائے ہوئے طبقات سے متفق تھے۔ مولانا مبار کپوری نے متعدد مقامات پر حافظ ابن حجر کے طبقات المدلسین کا تذکرہ اور استدلال کیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی رقم: ۱۰۔۱۷۔۱۹۔۳۱۔۴۹۔۵۳۔۶۲) اور میرے علم کے مطابق مولانا مبار کپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں کسی مقام پر حافظ ابن حجر کے بنائے ہوئے طبقات سے اختلاف کیا اور نہ ہی کسی مقام پر طبقہ اولی یا طبقہ ثانیہ کے مدلس پر اعتراض کیا۔ اور اگر کیا بھی ہو تو ظاہر ہے کے وہ اپنے خلاف دلائل میں ایسا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کی کتاب ابکار المنن سے صاف ظاہر ہے۔

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب خود اپنے ہی اکابرین کا پول کھول رہے ہیں اور انھیں یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ تدلیس کا معاملہ کیسے حل کیا جائے۔ اس کا حل صرف جید علماء کرام کی صحبت اور دل میں اکابرین کا احترام ضرور ی ہے۔

آل تقلید اور طبقاتی تقسیم کا طعنہ

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

''عینی، کرمانی، قسطلانی اور نووی وغیرھم کے حوالے گزر چکے ہیں کہ وہ حافظ ابن حجر کے طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی معنعن روایات پر بھی جرح کرتے تھے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ لوگ حافظ ابن حجر القسطلانی کی طبقاتی تقسیم کے قائل نہیں تھے ورنہ ایسا کبھی نہ کرتے..........ثابت ہوا کہ آل تقلید بھی طبقاتی تقسیم نہیں کرتے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جب فائدہ اور مرضی کے خلاف

ہو تو ان طبقات کو پس پشت پھینک دیتے ہیں۔

فائدہ: امام شافعی نے یہ اصول سمجھایا ہے کہ جو شخص صرف ایک مرتبہ بھی تدلیس کرے تو اس کی وہ روایت مقبول نہیں ہوتی جس میں سماع کی تصریح نہ ہو۔ (دیکھیئے الرسالہ ص ۳۷۹)

الجواب

۱. زبیر علیزئی صاحب کو ان تمام حوالہ جات کے جواب دیے جا چکے ہیں۔ تفصیل اپنے مقام پر ملاحظہ کریں۔ دوسرا متقدمین کے اصولوں کے بارے میں آپ کے استاد ارشاد الحق اثری صاحب علامہ قسطلانی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''بعض متاخرین نے جو اسے حسن ظن پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ صحیحین میں مدلسین کی بعض ایسی روایات بھی ہیں جن میں تصریح سماع نہیں ملتی، ہم عرض کر چکے ہیں کہ اعتبار متاخرین کے ایسے اقوال کا نہیں بلکہ متقدمین کے قول کا ہے۔'' (ہفت روزہ الاعتصام جنوری ۲۰۰۸ ص ۹۵) لہٰذا ارشاد الحق اثری صاحب بھی علامہ قسطلانی کے تدلیس کے موضوع پر انکے موقف سے راضی نہیں ہیں۔

۲. دوسرا علامہ قسطلانی، کرمانی وغیرھم نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث پر تدلیس کا الزام وارد کیا ہے۔ جبکہ زبیر علیزئی صاحب خود صحیحین پر تدلیس کا الزام درست نہیں سمجھتے۔ جب کسی بات کی زبیر علیزئی خود قائل نہیں تو وہ اس کو ہمارے خلاف کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

۳. ان محدثین کرام نے بخاری کی ایک خاص حدیث پر اعتراض کیا ہے۔

۴. زبیر علیزئی صاحب کو امام شافعی کے قول سے خود بھی اتفاق نہیں کیونکہ امام شافعی نے کسی مقام پر متابعت یا شواھد کا ذکر نہیں کیا جبکہ زبیر علیزئی صاحب کا متابعت اور شواھد کے بغیر دعویٰ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذا ایسے اقوال سے عوام الناس کو مغالطہ دینا ایک غلط عمل ہے۔

زبیر علیزئی کے بعض شبہات کے جوابات پر تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی نے اپنے جوابی مضمون میں ص ۲۴ تا ص ۳۰ تک کچھ شبہات کے جوابات دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

شبہہ نمبر ۱:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

۱. اگر کوئی کہے کہ" آپ حافظ ابن حجر وغیرہ کی طبقاتی تقسیم سے متفق نہیں ہیں......اور دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری اور اعمش کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں طبقہ ثالثہ کے مدلسین میں سے تھے۔ کیا اضطراب نہیں ہے؟ زبیر علیزئی صاحب اسکا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔"اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک جن راویوں پر تدلیس کا الزام ہے ان کے صرف دو طبقے ہیں۔ طبقہ اولیٰ: وہ جن پر تدلیس کا الزام باطل ہے۔ طبقہ ثانیہ: وہ جس پر تدلیس کا الزام صحیح ہے......ایسے راویوں کے ہر معنعن روایت (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں) عدم متابعت اور عدم شواھد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ چاہے انھیں حافظ ابن حجر وغیرہ نے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا گیا ہو یا طبقہ ثانیہ میں۔

۲. مزید آگے لکھتے ہیں۔" یہ تو ہوئی ہماری اصل تحقیق اور دوسری طرف جب میں نے کسی راوی مثلاً امام سفیان ثوری اور اعمش وغیرہما کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے تو یہ صراحت ان لوگوں کے لیئے بطور الزام کی گئی ہے جو مروجہ طبقاتی تقسیم پر کلیتاً یقین رکھتے ہیں۔ بلکہ اس تقسیم کا اندھا دھند دفاع کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس صراحت کا یہ مقصد ہے کہ اگر آپ مروجہ طبقاتی تقسیم کو قطعی اور یقینی سمجھتے ہیں تو پھر سن لیں کہ یہ راوی طبقہ اولیٰ یا ثانیہ میں سے نہیں بلکہ ایک ہی بات ہے جسے دو عبارتوں میں بیان کر دیا گیا ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کے اس جواب پر ترتیب وار نقد ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) زبیر علیزئی صاحب کا یہ اضطراب تو ثابت ہو چکا تھا کہ وہ تدلیس میں طبقات کے منکر ہیں مگر متعدد مقامات پر راویوں پر طبقات المدلسین کی بحث بھی کی ہے۔ جس کا ثبوت انکے ماہانہ الرسالہ الحدیث ہے۔ میری گذارش ہے کہ جن پر اگر تدلیس کا الزام ہی ثابت نہیں تو پھر اس کو طبقہ اولیٰ وغیرہ میں رکھنے کا کیا فائدہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں زبیر علیزئی صاحب صرف اس طبقہ کے قائل ہیں جس پر تدلیس کا الزام ثابت ہو۔ جب زبیر علیزئی صاحب تحقیقی نہج پر کام کر رہے ہیں تو الزامی جواب کا فائدہ کیا ہے؟ ہر شخص اپنے اصولوں کے مطابق تحقیق کرنے کا حق دار ہے۔ پھر ہم تحقیق کرنے والے کے دلائل کو جمہور محدثین کرام اور علماء کے اصولوں کی روشنی میں پرکھتے ہیں کہ کیا اس شخص کی تحقیق صحیح ہے یا غلط۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انفرادی تحقیق یا تحقیق میں منفرد ہونا اور جمہور سے اختلاف کرنا ایک مردود عمل ہے۔ زبیر علیزئی صاحب بھی مسئلہ تدلیس پر جمہور علماء کرام کے خلاف ہیں۔ لہٰذا ان کا طبقات کا انکار کرنا ہی ان کی انفرادی کاوش ہے۔ اور جمہور علماء کرام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

(۲) زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ"جن راویوں پر تدلیس کا الزام ثابت ہے۔ ایسے راویوں کی ہر معنعن روایت (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں) عدم متابعت اور عدم شواھد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ چاہے، انھیں حافظ ابن حجر وغیرہ کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا گیا ہو یا طبقہ ثانیہ" ایک مردود قول ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اما شافعی کے مسلک کو راجح سمجھتے ہیں۔ امام شافعی کے قول کو سامنے رکھتے ہوئے انھیں مندرجہ ذیل باتیں امام شافعی سے ہی ثابت کرنا ہونگیں۔

۱. امام شافعیؒ نے صحیحین کی تصریح کی ہو کہ انکے علاوہ دوسری کتابوں مین مدلسین کی روایات ضعیف ہونگی۔

ii. امام شافعیؒ نے متابعت اور شواھد کا ذکر کیا گیا ہو۔

iii. امام شافعیؒ نے طبقات کا انکار کیا ہو۔

۴. امام شافعیؒ نے تدلیس کی تعریف کی ہو۔ (امام شافعیؒ سے تدلیس کی تعریف ثابت کریں)۔

جب تک زبیر علیزئی صاحب امام شافعیؒ سے یہ مندرجہ بالا تعریفیں یا حوالے ثابت نہ کرسکیں انھیں اما شافعیؒ کے قول سے استدلال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

(۳) زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ''طبقات کی تقسیم کی صراحت ان لوگوں کے لیئے بطور الزام کی گئی ہے جو مروجہ طبقاتی تقسیم پر کلیتاً یقین رکھتے ہیں'' ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب نے اپنے اضطراب کو ہٹانے کے لیئے یہ بات بنائی ہے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اپنی ہی تحریروں سے یہ ثابت کریں کہ انھوں نے کسی مقام پر اس کی تصریح کی ہے کہ یہ الزامی جواب ہے۔ میرے علم کے مطابق زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کسی تصنیف میں اس بات کی تصریح نہیں کی کہ طبقات کا ذکر الزامی طور ہے۔

زبیر علیزئی کی اس غلط بات پر دوسری دلیل ان کی کتاب ''الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین'' ہے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب طبقات کا انکار کرتے ہیں تو حافظ ابن حجر کی طبقات المدلسین پر تحقیق کا کیا مطلب؟ زبیر علیزئی صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر طبقات کا ذکر کیا ہے (یہ علیحدہ موضوع ہے کہ زبیر علیزئی نے اپنی مرضی کے راوی کو طبقہ اولیٰ یا طبقہ ثانیہ میں رکھا ہے جبکہ اپنی مرضی کے خلاف راویوں کو طبقہ ثالثہ ورابعہ میں رکھا ہے)۔ ہم یہ بات عرض کر چکے ہیں کہ ناصرالدین البانی کی طرح زبیر علیزئی خود بھی اپنی مرضی کے مطابق

رجال پر حکم لگاتا ہے۔ لہذا زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ طبقات کی صراحت صرف الزامی ہے بالکل غلط اور مردود ہے۔ زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ طبقاتی تقسیم کے ہم ہی نہیں بلکہ آپ کے جمہور علماء غیر مقلدین اس کے قائل ہیں۔ جبکہ زبیر علیزئی صاحب کا یہ دعویٰ منفرد ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔

مزید زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ''یہ راوی طبقہ اولیٰ یا طبقہ ثانیہ میں سے نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ میں سے ہے اور یہی رائج ہے'' بالکل ہی غلط ہے۔ کیونکہ امام سفیان ثوری کی تدلیس کو جمہور ائمہ محدثین نے قبول کیا ہے۔ بلکہ قریب وبعید اور اس عصر حاضر کے بھی مختلف علماء کرام وغیر مقلدین سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں رکھتے ہیں یا طبقات کا اقرار کرتے ہیں۔

اس فہرست میں مندرجہ ذیل علماء کرام شامل ہیں۔

۱.	حافظ صلاح الدینؒ	جامع تحصیل ص۱۳۰
۲.	امام ابن سبط العجمیؒ	التبیین اسماء المدلسین ص ٦٦
۳.	امام ابوزرعہؒ	کتاب المدلسین ص ۵۲
۴.	حافظ ابن حجرؒ	النکت علی ابن صلاح ۲/٦۳۷
۵.	مولانا مبارکپوری	تحفتہ الاحوذی شرح الترمذی
٦.	علامہ بدیع الدین شاہ راشدی غیر مقلد	جزء منظوم فی اسماء المدلسین رقم: ۲۲ قلمی
۷.	حافظ گوندلوی غیر مقلد	خیر الکلام
۸.	حافظ یحیٰی گوندلوی غیر مقلد	الاعتصام جون ۱۹۹۱۔ خیر البراھین ص ۲٦۔۲۵
۹.	حافظ عبداللہ روپڑی امرتسری غیر مقلد	فتاوی الحدیث ۱/٤٦۸
۱۰.	علامہ ارشادالحق اثری غیر مقلد	توضیح الکلام ۱/۲۵۹
۱۱.	علامہ محمد خبیب غیر مقلد	الاعتصام نمبر ۵ اگست ۲۰۰۲ صفحہ نمبر ۱۵ (۱۱۳۰)

۱۲.	شیخ حماد بن محمد الانصاری	اتحاف ذوی الرسوخ تدلیس والمدلسون
۱۳.	عرب عالم مسفر بن غرم اللہ الدمینی	تدلیس فی الحدیث ص ۲٦٤
۱۴.	ڈاکٹر عواد الحسین الخلف	روایات المدلسین فی صحیح بخاری ص ۱۷۰
۱۵.	ڈاکٹر عواد الحسین الخلف	روایات المدلسین فی صحیح مسلم ص ۷۲
۱۶.	ڈاکٹر عاصم بن عبداللہ القریوتی	طبقات المدلسین ص ۳۲
۱۷.	ڈاکٹر رفعت فوزی	المدلسین نمبر ۲ ۵ حاشیہ ص ۱۲
۱۸.	ڈاکٹر نافذ حسین	المدلسین نمبر ۵۲ حاشیہ ص ۱۲
۱۹.	علامہ یحیٰی شفیق	التبین الأسماء المدلسین ص ۲۸ حاشیہ
۲۰.	شیخ محمد طلعت	انظر معجم المدلسین بتحقیقی
۲۱.	ڈاکٹر کریم جواد محمد مصری	انظر طبقات المدلسین ص ۲٤ـ۳ بتحقیقی
۲۲.	محمد زهیم محمد عزب	انظر تعریف اهل تقدیس بتحقیقی
۲۳.	عبدالغفار سلیمان البنداری	انظر تعریف اهل تقدیس بتحقیقی
۲۴.	محمد احمد بن عبدالعزیز	انظر تعریف اهل تقدیس بتحقیقی
۲۵.	عبدالرؤف سعد	انظر تعریف اهل تقدیس بتحقیقی
۲۶.	احمد بن علی سیر المبارکی	انظر تعریف اهل تقدیس بتحقیقی
۲۷.	محمد بن علی آدم الولوی	انظر الجنیس الانیس
۲۸.	ناصر الفهد	منهج المتقدمین فی التدلیس
۲۹.	صالح بن سعید	تدلیس واحکامه
۳۰.	عبدالعزیز بن محمد قاسم بن صدیق غماری	ثنایس بشرح منظومة الذهبی فی تدلیس ص ٤
۳۱.	حافظ عبدالرؤف غیر مقلد	رساله الاعتصام دسمبر ۱۹۹۰ ص ۱٤۰

اگر مزید حوالے درکار ہوں تو عرض کیجئے گا انشاء اللہ حاضر خدمت ہو نگے۔
اس نکتہ پر بھی بحث ہونا باقی ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں کیوں رکھا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے طبقہ ثانیہ کے بارے میں لکھا ہے۔

" من احتمل الأئمة تدليسه ، وأخرجوا له في الصحيح (وذلك) لامامته وقلة تدليسه جنب ماروى كالثورى أو كان يدلس الا عن ثقته كابن عيينه "
(تعریف اہل التقدیس ص ۳)

حافظ ابن حجر نے طبقہ ثانیہ میں مدلسین کی مندرجہ ذیل نشانیاں بتائی ہیں۔
I. صحیحین میں انکی حدیث کا اخراج ان کی جلالت علمی کی وجہ سے
II. بہت کم تدلیس کرتے ہیں
III. ثقہ سے تدلیس کرتے ہیں

حافظ ابن حجرؒ کی تعریف میں امام سفیان ثوری میں پہلی دو خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے حافظ ابن حجرؒ نے امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں درج کیا۔ دوسرا محدثین کرام کی ایک بڑی تعداد میری تحقیق کے مطابق غالباً ۹۹% محدثین کرام نے امام سفیان ثوری کی معنعن روایات کو قبول کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر...... محققانہ جائزہ میں ص ۶۳ تا ص ۸۹ تقریباً ۲۰ تک محدثین کرام بشمول صحاح ستہ سے سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تخریج کردی ہے۔ تفصیل کے لیئے میری کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اس کے علاوہ صحیحین میں سے صحیح بخاری میں امام سفیان ثوری کی ۳۵۳ روایات ہیں جبکہ صحیح مسلم میں امام سفیان ثوری کی ۲۳۳ روایات ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبۃ مصنف عبدالرزاق، مسند ابوداؤد الطیالسی، مسند ابوعوانہ، مسند ابویعلی، معرفۃ الصحابۃ ابونعیم، مسند شامیین ومشکل الآثار میں ۱۰۰ نہیں بلکہ سفیان ثوری کی ہزاروں معنعن روایات نقل ہیں۔ اور اس تخریج کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ائمہ محدثین نے امام سفیان ثوری کی معنعن روایات کو قابل قبول سمجھا ہے۔ جمہور ائمہ کرام کے سامنے سفیان ثوری کی روایات تھیں اس لیے ان روایات سے جو نتیجہ اخذ ہوا محدثین کرام نے اپنی تحقیق میں پیش دیا۔ لہٰذا امام سفیان ثوری کی تدلیس قابل قبول اور صحیح ہوتی ہے۔

شبہ نمبر 2:- زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۵ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ آپ نے کئی سال پہلے خود ایک دفعہ سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں لکھ دیا۔ (جرابوں پر مسح ص ۴۴) تو اس کا جواب یہ ہے کہ کافی عرصہ پہلے میں یہ اعلان بھی شائع کر چکا ہوں کہ میری یہ بات غلط ہے۔ میں اس سے رجوع کرتا ہوں لہذا اسے منسوخ و کالعدم سمجھا جائے (ماھانہ شہادت اپریل ۲۰۰۳ و جزء رفع یدین ۲۶)

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا یہ کہنا کہ میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں سمجھنے کو غلط سمجھتا ہوں اور میں اس سے رجوع کرتا ہوں بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ زبیر علیزئی صاحب رجوع کرنے کو ایک کھیل سمجھتے ہیں۔ جہاں مرضی ہو تو راوی ثقہ اور جہاں مرضی کے خلاف ہو تو راوی ضعیف ہو جاتا ہے اور بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ میں رجوع کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ رجوع اسوقت ہوتا ہے جب دیگر دلائل سامنے نہ ہوں۔ اگر دوسرے دلائل بعد میں زیر مطالعہ آجائیں تو پھر رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر پہلے ہی تمام دلائل زیر مطالعہ ہوں تو رجوع کیسے ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف نکات زیر بحث ہیں۔

(۱) زبیر علیزئی صاحب نے اپنی کتاب نور العینین کے پہلے ایڈیشن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر تدلیس کا الزام وارد کیا اور سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا۔ اور طبقہ ثالثہ کا مدلس ہونے کے دلائل بھی لکھے۔ زبیر علیزئی صاحب نے یہ کتاب غالباً جرابوں پر مسئلہ سے پہلے لکھی تھی۔

(۱۱) زبیر علیزئی صاحب کا جب جرابوں پر مسح کے موضوع پر جب اپنے ہی ہم مسلک غیر مقلد عبدالرشید الانصاری سے تحریری مناظرہ ہوا تو اس کتاب میں ص ۴۴ پر سفیان ثوری

کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا۔

(۱۱۱) مگر پھر اس مناظرے کے بعد جب نور العینین کا دوسرا ایڈیشن اپریل ۲۰۰۲ میں شائع کیا تو اس کتاب کے ص ۱۲۷ پر سفیان ثوری کو طبقہ ثالث کا مدلس لکھا۔

اس تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ زبیر علیزئی صاحب جب عبدالرشید الانصاری سے جرابوں پر مسح کے موضوع پر مناظرہ کر رہے تھے تو ان کے پیش نظر تمام حوالہ جات موجود تھے۔ دوسرا یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین پر اعتراض وارد کرنا تھا تو سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھا مگر جب جرابوں پر مسح ثابت کرنا تھا تو سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زبیر علیزئی صاحب اصولوں کو نہیں بلکہ اپنی مرضی کو مدنظر رکھتے ہیں۔

شبہ نمبر 3(ا):- زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ آپ نے صرف حاکم نیشاپوری پر اعتماد کر کے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ بلکہ میں نے متعدد دلائل کی رو سے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اسطرح حافظ ابن حبان، عینی حنفی اور ابن ترکمانی حنفی وغیرہم کے نزدیک سفیان ثوری طبقہ ثالثہ میں سے تھے جیسا کہ اس مضمون میں باحوالہ ثابت کر دیا گیا ہے۔''

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا ایسا جواب لکھنا ہی ایک فضول بات ہے۔ گزارش ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے اپنے مدلسین کے طبقات وضع کیے اور پھر طبقہ اولیٰ و ثانیہ کے مدلسین کی تدلیس کو قابل احتجاج سمجھا جبکہ طبقہ ثالثہ، طبقہ رابعہ اور طبقہ خامسہ کے مدلسین کی تدلیس کو مضر

قرار دیا۔ زبیر علیزئی صاحب کو چاہیے کہ وہ پہلے امام حاکم سے طبقات کی تقسیم ثابت کریں پھر امام حاکم ہی سے ان طبقات پر حکم ثابت کریں۔

(۱) اگر زبیر علیزئی صاحب یہ کہتے ہیں کہ امام حاکم نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھا تو یہ زبیر علیزئی کی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ امام حاکم سے ثابت کریں کہ امام حاکم نے طبقہ اولیٰ ، اور طبقہ ثانیہ کے مدلس کی تدلیس کو جائز اور دوسرے طبقات کے راویوں کی تدلیس کو مضر قرار دیا ہو۔ امام حاکم سے ایسا کوئی قول منقول نہیں ہے لہٰذا امام حاکم کے قول سے زبیر علیزئی صاحب کا استدلال باطل اور مردود ہے۔

(۱۱) حافظ ابن حبان، علامہ عینی اور ابن ترکمانی وغیرہ ہم سے سفیان ثوری کا طبقہ ثالثہ کا مدلس لکھنا بھی غلط اور مردود ہے ان محدثین کرام نے کسی مقام پر سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کا مدلس نہیں لکھا۔ اسکے علاوہ ان محدثین کرام کے اقوال کا تفصیلی جائزہ پہلے لیا جا چکا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ کریں۔ اگر زبیر علیزئی سچا ہے تو حافظ ابن حبانؒ ، علامہ عینیؒ اور ابن ترکمانیؒ سے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ کے مدلس ہونے کے الفاظ دکھائیں۔ وگرنہ صراحتاً غلط بیانی سے توبہ کریں۔

(۱۱۱) زبیر علیزئی صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ ان محدثین کرام نے سفیان ثوری پر تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے لہٰذا سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔ مگر زبیر علیزئی کو شاید معلوم نہیں جن مدلسین کو وہ خود طبقہ اولیٰ کا مدلس مانتے ہیں ان پر بھی محدثین کرام نے تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔ تو پھر کیا زبیر علیزئی صاحب انکو طبقہ ثالثہ کا مدلس مانیں گے۔ یہ اصول بالکل مردود ہے کہ فلاں محدث نے کسی راوی کو مدلس کہا تو وہ ضرور طبقہ ثالثہ کا مدلس ہوگا۔

زبیر علیزئی صاحب کا یہ اصول کہ محدثین کرام نے سفیان ثوری کی حدیث پر تدلیس کا الزام لگایا ہے اس لئے طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں بالکل مردود اور باطل ہے۔ اور جن محدثین کرام

نے سفیان ثوری کی احادیث پر تدلیس کا اعتراض کیا ہے وہ صحیحین کی احادیث ہیں اور زبیر علیزئی کے نزدیک صحیحین کی احادیث پر تدلیس کا الزام صحیح نہیں ہے۔

زبیر علیزئی صاحب جب خود صحیحین کی احادیث پر تدلیس کا اعتراض کے قائل نہیں ہیں تو ان محدثین کرام کے اقوال سے استدلال باطل اور مردود ہے۔

شبہہ نمبر 3(ب):۔ زبیر علیزئی صاحب ص ۲۶ پر لکھتے ہیں "اگر کسی محدث کا کوئی قول بطور تائید پیش کیا جائے تو بعض چالاک قسم کے لوگ اس محدث کے دوسرے اقوال پیش کر کے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ ان اقوال کو کیوں نہیں مانتے ؟۔۔۔۔۔عرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہمیشہ واجب تسلیم اور حق ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا امام حاکم نیشاپوری وغیرہ کو دوسرے مقامات پر اگر غلطیاں لگی ہوں تو ان سے اختلاف کرنا ہر صاحب فہم مسلمان کا حق ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ اگر کسی محدث سے ایک ہی موضوع پر دو اقوال ہوں تو خود زبیر علیزئی کے نزدیک بھی ان کے اقوال میں عدم تطبیق کی صورت میں دونوں اقوال ساقط قرار پاتے ہیں۔ اگر تفصیل دیکھنی ہو تو زبیر علیزئی صاحب کی کتاب نور العینین اور انکے ماہانہ رسالہ الحدیث کا مطالعہ کریں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ زبیر علیزئی کا امام حاکم کے ساتھ صرف سفیان ثوری کی تدلیس پر ہی اتفاق کیوں ہے؟ باقی دیگر مدلسین کے بارے میں اختلاف کیوں۔ خصوصاً ابوالزبیر سفیان بن عیینہ ابن اسحاق وھشیم بن بشیر وغیرہ۔

ہم نے جمہور محدثین کرام سے یہ ثابت کیا ہے کہ سفیان ثوری کی تدلیس قابل حجت ہے۔ دوسرا امام حاکم نے کسی جگہ پر یہ تصریح نہیں کی کہ طبقہ ثالثہ کے مدلسین کی روایات قابل حجت نہیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسے حوالے دینا ہی فضول اور غلط ہے۔

شبہ نمبر 4:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ امام حاکم وغیرہ نے سفیان ثوری کی بہت سی روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تصحیح مقرر شدہ قواعد اور اصول حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط یا تساہل ہے۔ یاد رہے کہ حاکم وغیرہ پر تساہل ہونے کا الزام ہے۔ مثلاً دیکھئے حافظ ذہبی کا رسالہ ذکر من یعتمد قولہ فی جرح وتعدیل''۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے گزارش ہے کہ امام حاکم نے اگر سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح نقل کردی ہے تو اسمیں کونسے قاعدے اور اصول کی مخالفت ہوئی ہے۔ اگر امام حاکم سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں لکھیں تو اصول کے مطابق اور اگر سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کردیں تو اصول حدیث کے خلاف۔ ہم یہ پہلے ہی نقل کر چکے ہیں کہ زبیر علیزئی صاحب اپنی مرضی کے اصولوں کو مانتے ہیں۔ امام حاکم نے اپنی کتاب میں ایک مقام پر نہیں بلکہ سفیان ثوری کی تقریباً ۱۲۴۰ احادیث کی تصحیح نقل کی ہے۔ مستدرک حاکم میں سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں رفع یدین کے موضوع پر۔۔۔ محققانہ جائزہ ص ۸۲ و ۸۳۔

زبیر علیزئی صاحب کا ان روایات کی تصحیح میں امام حاکم کو علامہ ذہبی کے حوالے سے متساہل لکھنا اور تساہل ہونے کی وجہ سے تصحیح کو نہ ماننا بھی مردود ہے۔ کیونکہ ان احادیث کی تصحیح

صرف امام حاکم ہی نہیں بلکہ خود علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن ملقنؒ نے بھی امام حاکمؒ کی تصحیح سے موافقت کی ہے۔ اور جمہور محدثین کرام نے سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تصحیح کی ہے۔

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا امام حاکم کی تصحیح کو نہ ماننا اصول الحدیث اور مقرر شدہ قاعدے کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔

شبہ نمبر 5:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۲۵ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام شافعی پر تدلیس کے مسئلے پر اعتماد کیا ہے حالانکہ ان کا قول جمہور کے خلاف ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ امام شافعی کا یہ فیصلہ کہ مدلس کی معنعن روایت ضعیف اور غیر مقبول ہوتی ہے۔ جمہور کے خلاف نہیں بلکہ جمہور محدثین کے موافق ہے''۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ وہ پہلے امام شافعی سے تدلیس کی تعریف نقل کریں پھر امام شافعی کا تدلیس پر اصول پیش کیجئے۔ ہم یہ پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں کہ امام شافعی تدلیس کو راوی کے لیے باعث جرح سمجھتے ہیں۔ دوسرا زبیر علیزئی صاحب خود امام شافعی کے مسلک پر عمل نہیں کرتے کیونکہ امام شافعیؒ کے قول سے مندرجہ ذیل اصول نہیں ملتے۔

(۱) صحیحین کی روایات محمول علی السماع ہوتی ہیں۔

(۲) مدلس کی روایات شواھد اور متابعت سے صحیح ہوتی ہیں۔

(۳) مدلس اگر ضعیف راوی سے روایت کرے تو روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (اور اگر ثقہ سے روایت کرے تو حدیث صحیح ہوتی ہے)۔

(۴) مدلس کا اگر کوئی خاص شاگرد یا خاص استاد ہو تو اسکی روایت محمول علی السماع ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ مدلس راوی کی تدلیس والی روایت کو قابل قبول نہیں سمجھتے جب تک وہ

حدثنا یا حدثنی کے الفاظ نہ استعمال کرے۔

جبکہ زبیر علیزئی صاحب مدلس کی تدلیس والی روایت مندرجہ بالا اصول کے تحت صحیح مانتے ہیں۔ لہٰذا جمہور محدثین کرام کی طرح خود زبیر علیزئی بھی امام شافعی کے اصول کے خلاف ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کی یہ وضاحت بھی مردود ہے۔

امام شافعیؒ نے خود اپنی کتاب الام میں امام سفیان ثوری سے معنعن روایات لی ہیں دیکھئے کتاب الام رقم: ۹۷۸، رقم: ۱۱۴۹، رقم ۱۹۱۹۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام شافعی بھی سفیان ثوری کی معنعن روایات لینے میں دوسرے محدثین کرام سے موافقت کرتے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب پر یہ فرض ہے کہ امام شافعی سے سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تضعیف ثابت کریں۔

شبہہ نمبر 6:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ امام شافعی نے خود اپنی کتابوں میں مدلسین مثلاً سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری سے معنعن روایات لی ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ مجرد روایت لینا یا بیان کرنا تصحیح نہیں ہوتی لہٰذا جو شخص اسے تصحیح سمجھ بیٹھے تو وہ اپنی اصلاح کرے۔ بطور فائدہ عرض ہے کہ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی تمام روایات سماع پر محمول ہیں۔ (دیکھئے النکت الزرکشی ص ۱۸۹) سفیان ثوری سے امام شافعی کی معنعن روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امام شافعی کی ان روایات کو صحیح سمجھتے تھے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ کتاب الام وغیرہ سے امام شافعی کہ وہ روایت مع مکمل سند و متن پیش کریں جسمیں سفیان ثوری کا تفرد ہے، روایت معنعن ہے اور امام شافعی نے اسے سندہ صحیح یا سندہ حسن فرمایا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر یہ اعتراض باطل ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے میری گزارش ہوگی کہ وہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کی عادت ترک کردیں اور اصول الحدیث اور علماء کرام کے اقوال پیش کرنے میں حق کا دامن تھامیں۔ زبیر علیزئی صاحب بار بار امام شافعی کا قول پیش کرتے ہیں۔ جس کے جواب میں عرض کردیا گیا ہے کہ امام شافعیؒ نے خود مدلسین کی روایات اپنی کتاب میں نقل کی ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب تقریباً ہر مقام پر یہ اصول لے کر بیٹھے ہیں کہ فلاں محدث نے ایک خاص روایت پر امام سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض کیا ہے۔ یا فلاں محدث نے انھیں مدلس سمجھا ہے لہٰذا امام سفیان ثوری طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔ اگر ہم اسی اصول کے تحت زبیر علیزئی صاحب کو جواب دیں کہ کیونکہ امام شافعی نے امام سفیان ثوری کی تدلیس پر اعتراض نہیں کیا۔ لہٰذا امام سفیان ثوری طبقہ ثالث کے مدلس نہیں ہیں۔ اور امام سفیان ثوری انکے نزدیک طبقہ اولیٰ کے مدلس ہیں۔ کیا زبیر علیزئی اس جواب کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ دوسرا ہم نے امام شافعی کے اقوال میں تضاد خود امام شافعی کے اسلوب کو سامنے رکھ کر ثابت کیا ہے۔ زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی تمام روایات محمول علی السماع ہیں۔ عرض ہے کہ وہ کونسے اصول ہیں جن کے تحت سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی روایات محمول علی السماع ہیں۔ اگر امام شافعی کی روایات سفیان بن عیینہ سے محمول علی السماع ہیں تو پھر امام وکیع کی سفیان ثوری سے روایات محمول علی السماع کیوں نہیں؟ ہمارا زبیر علیزئی صاحب سے مطالبہ ہے کہ امام شافعیؒ سے کوئی ایسا قول نقل کریں جسمیں انھوں نے سفیان ثوری کی روایت کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہو۔ ہمارا ایک اور مطالبہ ہے کہ زبیر علیزئی صاحب امام شافعیؒ سے مدلس راوی کی روایت کو تسلیم کرنے کے لیے شواہد متابعت یا ضعفاء سے تدلیس نہ کرنے کی شرائط دکھادیں۔ ورنہ امام شافعی کے قول سے لوگوں کو مغالطے میں ڈالنا چھوڑ دیں۔

شبہ نمبر 7:- زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی کہے سفیان ثوری کی بہت سی روایات کتب احادیث میں عن کے ساتھ موجود ہیں مثلاً صحیح بخاری صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، مسند احمد اور مسند ابویعلیٰ وغیرہ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ کتب حدیث کے تین طبقات ہیں۔

اول: صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ ان دونوں کتابوں کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے لہذا ان دونوں کتابوں میں مدلس کی روایات سماع، متابعت اور شواہد معتبرہ کی وجہ سے صحیح ہیں۔

دوم: صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان وغیرھما۔ ان کتابوں کو تلقی بالقبول حاصل نہیں لہذا ان کے ساتھ اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً صحیح ابن خزیمہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت صرف سفیان ثوری کی عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور مومل بن اسماعیل پر جمہور محدثین کرام بشمول امام یحیٰ بن معین کی توثیق کے بعد اعتراض مردود ہے مسند احمد سنن ابی داؤد۔ سنن ترمذی وغیرہ۔ ان کتابوں کے مصنفین نے اپنی کتابوں کے بارے میں صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ لہذا ان کتابوں میں مجرد روایت کی بنا پر یہ کہنا غلط ہے کہ صاحب کتاب نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ایک شخص نے ان کتابوں میں سے بعض روایات کی تخریج کرتے ہوئے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ روایتیں انکے نزدیک صحیح ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ہے۔ انھی کتابوں میں اہل حدیث کی مستدل بہت سی روایات موجود ہیں تو کیا وہ شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ تمام روایتیں ان کتابوں کے مصنفین کے نزدیک صحیح ہیں۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کے اس دعویٰ کی حقیقت انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب جن اصولوں کو مانتے ہی نہیں انھی کو اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

(ا) زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ان دو کتابوں (صحیحین) میں مدلسین کی روایات سماع، متابعات اور شواہد معتبرہ کی وجہ سے صحیح ہیں" بالکل ہی عجب مقام ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب نے اپنی اسی مضمون ص ۱۶۔۱۷ پر دلیل نمبر ۱۱ دلیل نمبر ۱۲ دلیل نمبر ۱۴ اور دلیل نمبر ۱۵ کے تحت بالترتیب علامہ نووی، علامہ عینی علامہ کرمانی، علامہ قسطلانی سے صحیحین کی روایات پر ہی امام سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔ جبکہ صحیحین میں ہی انکی متابعت موجود ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس بحث کو ضرور ذہن نشین کریں کہ ایک طرف تو صحیحین کی احادیث کو محمول علی السماع کہتے ہیں۔ دوسری طرف تعصب احناف کی وجہ سے امام سفیان ثوری کی تدلیس کو مضر ثابت کرنے کے لیے صحیحین کی احادیث پر ہی جرح ثابت کر رہے ہیں۔ ایک ہی مضمون اور ایک ہی موضوع پر اتنا تضاد کبھی کسی دوسری تصنیف میں منظر عام پر نہیں آیا۔

(اا) زبیر علیزئی صاحب کا صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کے بارے میں لکھنا کہ ان کتابوں کو تلقی بالقبول حاصل نہیں لہذا ان کے ساتھ اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ابن خزیمہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت سفیان ثوری کی عن کی وجہ سے ضعیف ہے" یہ ایک دوسرا دلچسپ مقام اور زبیر علیزئی کے تضاد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زبیر علیزئی صاحب نے اس مضمون سے پہلے اسی رسالہ میں لکھا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں وہ روایات جن پر صاحب کتاب نے اعتراض نقل نہیں کیا وہ حدیثیں صحیح ہونگی۔ اب مقامِ وضاحت یہ ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث پر نہ تو امام خزیمہ نے مومل بن اسماعیل پر جرح کی ہے اور نہ ہی امام بن خزیمہ نے سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔

اس تصریح سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ابن خزیمہ کے نزدیک سفیان ثوری کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں۔ کہ میں نے زبیر علیزئی صاحب کی کتاب "نماز میں ہاتھ

باندھنے کا مقام'' کا جواب بھی لکھ دیا ہے۔اس کتاب کی پروف ریڈنگ ہو رہی ہے اور انشاء اللہ طبع ہو جائے گی۔اس کتاب میں مؤمل بن اسماعیل کی توثیق کی قلعی کھول دی گئی ہے۔ دوسرا زبیر علیزئی صاحب کے دلائل کا ایک نئے انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔یہ کتاب بھی قارئین کرام کے لیے مفید ثابت ہو گی۔

(iii) میں نے سنن ابی داؤد۔سنن نسائی۔سنن ترمذی۔مسند احمد،مسند ابو یعلیٰ وغیرہ سے اپنی کتاب میں سفیان ثوری کی معنعن روایات کی تخریج کی ہے۔جس پر زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ''ان کتابوں میں سے بعض روایات کی تخریج کر کے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ روایتیں ان کے نزدیک صحیح ہیں،حالانکہ یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ہے''۔زبیر علیزئی صاحب سے عرض یہ ہے کہ میں نے یہ تخریج اسلئے نہیں کی کہ یہ تمام روایتیں بالکل صحیح ہیں۔میری تخریج کا مقصد یہ تھا کہ ان محدثین کرام نے کسی مقام پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا اور امام سفیان ثوری کی معنعن روایت کو باعث ضعف نہیں سمجھا۔اور یہ تخریج میں نے حافظ علائی اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کے اس قول کے پیش نظر کی ہے کہ جسمیں یہ ائمہ کرام لکھتے ہیں کہ طبقہ ثانیہ خصوصاً سفیان ثوری کی تدلیس کو ائمہ کرام نے برداشت کیا ہے (دیکھئے جامع تحصیل ص۹۹،طبقات المدلسین ص۳)۔دوسرا ہم کسی حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس نہیں بلکہ روایات میں دیگر راویوں کو دیکھ کر اس پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگاتے ہیں۔میری تخریج کا مقصد صرف یہ تھا کہ محدثین کرام نے سفیان ثوری کی معنعن روایات کو برداشت کیا اور ان کو صحیح سمجھا۔لیکن ان روایات پر صحیح اور ضعیف کا حکم دیگر راویوں کی جانچ پڑتال کے بعد ہی لگایا جائے گا۔

شبہہ نمبر 8(ا):۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

''بعض الناس نے امام شافعی اور جمہور محدثین کرام کے خلاف یہ قاعدہ بنایا ہے کہ اگر راوی کثیر التدلیس ہو تو اسکی معنعن روایت ضعیف ہو گی اور قلیل التدلیس ہو تو انکی روایت صحیح ہو گی۔عرض یہ ہے کہ یہ قاعدہ غلط ہے۔جیسا کہ اس مضمون کے بیس سے زیادہ حوالوں سے ثابت ہے''۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ آپ ان ائمہ کرام کے نام کی تصریح تو کریں جو امام شافعی کے قول سے متفق ہیں اور یہ بھی عرض ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی سے ذرا تدلیس کی تعریف تو کر دیں تا کہ پڑھنے والوں پر آپکا علمی مقام ظاہر ہو سکے۔ہر مقام پر تعصب احناف میں زبیر علیزئی صاحب نے علمی خیانتیں کی ہیں۔دوسرا زبیر علیزئی صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ ''یہ قاعدہ غلط ہے جیسا کہ اس مضمون کے بیس سے زیادہ حوالوں سے ثابت ہے'' ایک عجب بات ہے۔کیونکہ ہم گذشتہ صفحات پر ان اقوال کا تفصیلی جائزہ لے چکے ہیں۔زبیر علیزئی صاحب کے کسی حوالے میں امام شافعی کے قول سے موافقت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ ہم زبیر علیزئی صاحب سے عرض کریں کہ ہم نے قلیل التدلیس والی روایت کی تصحیح کا اصول خود نہیں بنایا بلکہ اس اصول کو مندرجہ ذیل محدثین کرام نے بھی تصریح کی ہے۔

(۱) امام علی بن المدینی — الكفايته ص ٣٦٢ امام علی ابن المدینی و منهجه فی نقد الرجال ص ٦٣٤

(۲) امام یحییٰ بن معینؒ — الكفايته ص ٣٦٢

(۳) امام سخاویؒ — فتح المغيث ١/١٨٦

(۴) امام ابن کثیرؒ — فتح المغيث ١/١٨٦

(۵)	امام بخاریؒ	علل الکبیر ۹۶۶/۲
(۶)	حافظ علائیؒ	جامع تحصیل ص ۱۱۳
(۷)	حافظ ابن حجرؒ	طبقات المدلیس ص ۳
(۸)	حافظ ابن حبانؒ	المجروحین ۱۱۱/۲ فی ترجمہ علی بن غالب فہری
(۹)	حافظ ابن رجبؒ	شرح علل ترمذی ص ۲۷۸
(۱۰)	امام ابوزرعہؒ	کتاب المدلیسن ص ۵۲

اس مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ محدثین کرام کے اصولوں میں سے ایک اصول قلیل التدلیس یعنی کم تدلیس کرنے والے مدلس کی روایت کا قابل قبول ہونا ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا اس اصول کو غلط لکھنا مردود اور باطل ہے۔

امام شافعی کے اصول سے ائمہ محدثین نے اختلاف ہی کیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ صالح بن سعید کی کتاب تدلیس واحکامہ)

شبہ نمبر 8 (ب):۔ زبیر علیزئی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ "امام ابن المدینی کا قول کہ لوگ سفیان ثوری کی روایتوں مین یحی بن سعید کے محتاج ہیں۔ اسکی واضح دلیل ہے کہ سفیان ثوری کثیر التدلیس تھے، ورنہ لوگوں کا محتاج ہونا کیسا ہے؟ غالباً یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کے عالم مسفر بن غرم اللہ الدمینی نے لکھا ہے "وتدلیس کثیر" اور سفیان ثوری کی تدلیس بہت زیادہ ہے۔ (التدلیس فی الحدیث ص ۲۶۶) تنبیہ مسفر مذکورہ کا اہل حدیث یا غیر مقلد ہونا صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کا کیا مسلک ہے؟ ابو زرعۃ ابن العراقی نے کہا "مشھور بالتدلیس" یعنی سفیان ثوری تدلیس کے ساتھ مشہور ہے۔ (کتاب المدلیسن ص ۲۱)۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا امام علی بن المدینی کے قول سے استدلال کرنا غلط ہے۔ کیونکہ امام علی بن المدینی نے پہلے قلیل التدلیس والی بات لکھ کر پھر سفیان ثوری کی روایتوں میں یحیی بن سعید کا حوالہ لکھا ہے۔ امام علی بن المدینی کے اس اسلوب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یحیی بن سعید القطان کا حوالہ نقل کرنا قلیل التدلیس یعنی کم تدلیس کرنے والے کے ضمن میں ہے۔ لہٰذا امام علی بن المدینی کے قول سے امام سفیان ثوری کو کثیر التدلیس لکھنا بالکل مردود ہے۔

دوسرا زبیر علیزئی صاحب کے سعودی عالم مسفر بن غرم اللہ کے حوالے سے امام سفیان ثوری کو کثیر التدلیس لکھنا بھی غلط ہے کیونکہ مسفر بن غرم اللہ الدمینی صاف لکھتے ہیں۔

"سفيان ثوری ۔ فانه امام مشهور و كان يدلس لكنه قليل التدليس كما تقدم في القول الخامس قريباً ــــ واذن فرواية سفيا ن ثوری بالعنعنة مقبولة مطلقاً (تدليس في الحديث ص ۱۲۲)

یعنی سفیان ثوری۔ امام مشہور اور مدلس ہیں لیکن قلیل التدلیس ہیں جیسا کہ قول خامس میں بیان ہوا ہے۔ امام سفیان ثوری کی معنعن روایات مطلقاً قابل قبول ہیں۔ مسفر بن غرم اللہ الدمینی کی اس تحریر نے تو زبیر علیزئی صاحب کے دعوئ کی بالکل نفی کردی ہے۔ کیونکہ مسفر بن غرم اللہ تو سفیان ثوری کی معنعن روایات کو مطلقاً صحیح مانتا ہے۔

زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ مسفر کا غیر مقلد یا اہل حدیث ہونا صراحتاً ثابت نہیں ہے۔ بالکل ہی مضحکہ خیز بات ہے کیونکہ زبیر علیزئی صاحب کی کتاب فتح المبین فی تحقیق طبقات المدلیسن دیکھ لیں کونسا ایسا صفحہ ہے کہ زبیر علیزئی صاحب نے مسفر بن غرم اللہ الدمینی کا حوالہ نقل نہ کیا ہوا۔ اور طبقات المدلیسن میں کئی راویوں کے طبقات بدلنے میں تو زبیر علیزئی صاحب نے مسفر بن غرم اللہ الدمینی کی تقلید کی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کو اس کتاب

کی تحقیق میں یہ کیوں نہ یاد آیا کہ مسفر الدمینی اہل حدیث/ غیر مقلد ہے یا کہ مقلد؟ جیسا کہ ہم پہلے اس بات کی تفصیلی صراحت کر آئے ہیں کہ دیگر علماء غیر مقلدین کی طرح زبیر علیزئی صاحب کی بھی یہ عادت ہے کہ اپنی مرضی کی تحقیق میں ہر طرح کے اقوال کو قبول کرتے ہیں جبکہ اپنی مرضی کی تحقیق کے خلاف جمہور محدثین کرام کے اقوال کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کا ابو زرعۃ بن عراقی کے حوالے سے امام سفیان ثوری کو مشہور بالتدلیس لکھنا بھی انکے موقف پر پورا نہیں اترتا۔ کیونکہ امام ابو زرعۃ بن العراقی نے امام سفیان ثوری کو مشہور بالتدلیس لکھا ہے نہ کہ کثیر التدلیس۔ زبیر علیزئی صاحب کو مشہور اور کثیر کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

شبہ نمبر 9:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ حافظ العلائی وغیرہ نے سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں لکھا ہے، جن کی تدلیس کو اماموں نے محتمل (قابل برداشت) قرار دیا ہے۔ (دیکھئے جامع التحصیل ص ۱۱۳) تو اسکا جواب یہ ہے کہ حافظ علائی نے زہری۔ حمید الطویل ابن جریج اور ہشیم بن بشیر کو بھی اسی طبقہ ثانیہ میں ثوری کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ان سب کو حافظ ابن حجر نے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جسطرح ابن جریج اور ہشیم کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔ اسی طرح سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور اعمش کو بھی طبقہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ ہم نے حافظ بن حجرؒ کی طبقاتی تقسیم پر دیگر محدثین کرام اور حافظ علائی کے قول سے موافقت کی ہے۔ ہمارے دعویٰ کا دارومدار حافظ ابن حجرؒ کی طبقاتی تقسیم ہے نہ کہ حافظ علائیؒ کی طبقاتی تقسیم حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین اور النکت

علی ابن صلاح میں امام سفیان کو طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے اور ہم نے حافظ ابن حجرؒ کے اس قول پر دیگر محدثین کرام کی تصریحات نقل کر دی ہیں۔ آپ کا اعتراض تو اس وقت ہو سکتا تھا جب ہماری تحقیق کا دارومدار صرف حافظ علائیؒ کی طبقاتی تقسیم پر ہوتا۔ ہمارے مضمون میں واضح انداز سے ثابت ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ کا مدلس قرار دینا دلائل اور اصول الحدیث کی روشنی میں صحیح ہے۔ لہذا امام زہری حمید الطویل۔ ابن جریج۔ ہشیم بن بشیر کے حوالے نقل کرنا اصول کی روشنی میں باطل اور مردود ہے۔

شبہ نمبر 10:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۹ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ ایک شخص نے آپ کی کتاب: نور العینین کے رد میں ایک کتاب: محققانہ تجزیہ لکھی ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس کتاب میں صاحب کتاب نے ترک رفع یدین والی روایت میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح پیش نہیں کی اور نہ معتبر متابعت ثابت کی ہے۔ اس کتاب میں سفیان ثوری کی تدلیس (معنعن روایت) کا دفاع کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے جو کہ ہمارے اس تحقیقی مضمون کی رو سے باطل ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا یہ دعویٰ کے ''صاحب کتاب نے ترک رفع یدین والی روایت میں سفیان ثوری کے سماع کی تصریح پیش نہیں کی اور نہ ہی معتبر متابعت ثابت کی ہے ایک مضحکہ خیز بات ہے۔

زبیر علیزئی صاحب علم تدلیس پر گمراہ ہیں اور ساتھ عوام الناس کو بھی مغالطہ دے رہے ہیں۔ ہم یہ عرض کر دیں کہ مدلس راوی کی معنعن روایات کو قبول کرنے کا صرف یہ ہی ضابطہ نہیں کہ وہ حدثنا یا حدثنی کے الفاظ کہے۔ بلکہ مدلس روای کی معنعن روایات کو قبول کرنے کے تقریباً ۱۳ اصول ہیں۔ اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ڈاکٹر عواد خلف کی کتاب روایات

المدلیسن فی صحیح بخاری ص ۲۶ تا ص ۳۱ کا مطالعہ کریں۔

زبیر علیزئی صاحب سے گزارش ہے کہ تدلیس کی اصطلاحی تعریف میں ہے کہ اگر مدلس روای کوئی روایت بیان کرے اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے (علوم الحدیث ابن صلاح ص ۱۹۵) یعنی یہ احتمال ہو کہ مدلس روای نے اپنے استاد سے یہ حدیث سنی یا کسی دوسرے راوی سے سنی۔ یا نہیں سنی ہم سفیان ثوری کی ترک رفع یدین کے بارے میں جائزہ لیتے ہیں کہ یہ حدیث (ترک رفع یدین والی) امام سفیان ثوری نے اپنے استاد عاصم بن کلیب سے سنی یا نہیں سنی۔ تا کہ معاملہ حل کرنے میں مزید آسانی ہو۔ اگر سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے سنی تو تدلیس کا الزام باطل اور مردود ہے۔ چاہے یہ حدیث معنعن ہی کیوں نہ ہو۔

(1)	امام بخاریؒ	جزء رفع یدین: ۳۲
(2)	امام احمد بن جنبل	کتاب العلل و معرفۃ الرجال : ۳۷۸
(3)	امام ابوحاتم الرازی	علل الحدیث : ۲۵۸
(4)	امام دارقطنی	کتاب العلل ۵/۳ ۷اوغیرھما نے اس بات

کی وضاحت کی ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں ثم لا یعود کے الفاظ نہیں ہیں۔ جبکہ امام سفیان ثوری کی حدیث میں ثم لا یعود کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ہم اس بات کی وضاحت امام ابوحاتم الرازی کے قول سے کرتے ہیں۔ امام ابوحاتم الرازی ثم لا یعود کے بارے لکھتے ہیں۔

"ھذا خطا یقال : وھم الثوری فقدرواہ جماعة عن عاصم وقالوا کلھم: ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم افتتح فرفع یدیہ ثم رکع فطبق و جعلھا بین الرکبتین ولم یقل احد ماروی الثوری"۔

ترجمہ: یہ حدیث خطا ہے کہا جاتا ہے کہ سفیان ثوری کو اس (کے اختصار) میں وہم ہوا

ہے۔ کیونکہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے۔

(علل الحدیث ۱/ ۹۴ رقم ۲۵۸)۔

امام ابوحاتم کی جرح کی وجہ تو ہم نے اپنی کتاب رفع یدین پر ۔۔۔۔ محققانہ جائزہ ص ۱۱۱ پر بیان کردی تھی اور اسکا تفصیلی جواب دیا تھا۔ مگر فی الحال ہم اس وقت امام ابو حاتم الرازی کے قول سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں۔

(I) امام سفیان ثوری کو اس کے اختصار میں وہم ہوا

(II) ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے۔

(III) کسی دوسرے نے امام سفیان ثوری والی بات بیان نہیں کی۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان نکات کو ذہن نشین رکھیں کیونکہ انھی نکات میں امام سفیان ثوری کی تدلیس نہ کرنے کا بھی جواب موجود ہے۔

(i) امام ابو حاتم کے قول سے پہلا نکتہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوری کو اسکے اختصار میں وہم ہوا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر امام سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے سنی ہی نہیں تو وہم کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہم تو راوی کو اس وقت ہوتا ہے کہ جب اس روایت کا اپنے استاذ سے سننا ثابت ہو۔ لہٰذا امام ابو حاتم کا یہ کہنا کہ انہیں ثوری کو وہم ہوا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث امام سفیان ثوری نے عاصم بن کلیب سے سنی اور اگر مدلس راوی کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ اس نے یہ روایت اپنے استاذ ہی سے سنی ہے تو تدلیس کا الزام مردود ہوتا ہے۔ چاہے وہ عن سے ہی کیوں نہ روایت کرے۔

(ii) امام ابو حاتم کے قول سے دوسرا نکتہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ ایک جماعت نے عاصم بن

کلیب سے یہ روایت سنی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ امام سفیان ثوری کی روایت کرنے میں وہم ہوا اور ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے یہی حدیث دوسرے الفاظ میں روایت کی ہے۔ یہاں پر یہ سمجھنا مقصود ہے کہ امام ابو عاصم بن کلیب کے شاگردوں کا جائزہ اور تجزیہ پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ عاصم بن کلیب کے دیگر شاگردوں نے امام سفیان ثوری کی مخالفت کی ہے۔ آسان لفظوں میں یہ کہ شاگردوں میں تقابل ہی اسکا مطلب واضح کرتا ہے کہ عاصم بن کلیب کے شاگردوں نے یہ روایت سنی بشمول امام سفیان ثوری کے مگر امام سفیان ثوری نے یہ روایت تو عاصم بن کلیب سے سنی مگر بعد میں یہی روایت بیان کرنے میں ان کو وہم ہوا۔ امام ابو حاتم کا امام سفیان ثوری کی روایت کا دیگر راویوں سے تقابل ہی اس بات کا قرینہ ہے کہ امام سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے سنی ہے۔ جب امام سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے ہی سنی ہے تو پھر کسطرح اس روایت میں امام سفیان ثوری پر تدلیس کا الزام لگایا جا سکتا ہے۔

(iii) امام ابو حاتم کا یہ کہنا کہ کسی دوسرے امام نے سفیان ثوری والی بات بیان نہیں کی سفیان ثوری کی تدلیس نہ کرنے پر بھی دلیل ہیں۔ کیونکہ اگر ایک استاد کے 4 شاگرد ہوں۔ اور استاد نے یہ روایت (4) شاگردوں کو سنائی یا لکھوائی ہو تو پھر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایک شاگرد نے وہ بات بیان کی جو دوسرے 3 شاگردوں نہیں بیان کی۔ دوسرے لفظوں میں چاروں شاگرد نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی یا لکھی ہوگی۔ ٹھیک اسطرح امام سفیان ثوری اور دیگر شاگردوں نے یہ روایت اپنے استاذ عاصم بن کلیب سے سنی یا لکھی ہوگی؟ مطلب یہ کہ امام سفیان ثوری اور دوسروں شاگردوں نے یہ حدیث عاصم بن کلیب سے ہی سنی ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ امام سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے ہی سنی ہے تو سفیان ثوری پر تدلیس کا الزام مردود اور باطل ہے۔

دوسرا عبد الرحمٰن معلمی اور زبیر علیزئی صاحب کا اس حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض تعصب مع الاحناف پر مبنی ہے۔

شبہ نمبر 11:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

''ایک شخص نے امام دارقطنی کی کتاب العلل رقم ۸۰۴ سے ابو بکر النہشلی اور عبداللہ بن ادریس کی متابعت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ حوالہ بالکل بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور دنیا کی کسی کتاب میں صحیح یا حسن لذاتہ سند کے ساتھ ابو بکر النہشلی یا عبداللہ بن ادریس کی روایت مذکورہ میں لفظی یا معنوی (مضموناً) متابعت ثابت نہیں ہے۔ حدث بہ الثوری عنہ کا مطلب یہ ہے کہ ثوری نے یہ حدیث بیان کی ہے لہٰذا اس سے سماع کہاں سے ثابت ہوگیا، اسمیں سماع کی تصریح نہیں لیکن بعض الناس ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''۔ سبحان اللہ

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ امام دارقطنی یہ بات اپنی کتاب العلل رقم ۸۰۴ پر کر رہے ہیں۔ کتاب العلل ہوتی ہے کسی حدیث میں خفیہ علتیں بیان کرنے کے لیے اور کسی حدیث میں علت بیان کرنے کے لیے بڑی ہی وسیع علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام سفیان ثوری کی معنعن روایت کو امام دارقطنی نے صحیح لکھا ہے۔ دوسرا امام دارقطنی نے اس حدیث کی علت میں کسی مقام پر یہ نہیں لکھا کہ سفیان ثوری نے یہ روایت عاصم بن کلیب سے نہیں سنی۔ اگر آپ امام دارقطنی کی کتاب العلل کا مطالعہ کریں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ امام دارقطنی نے متعدد مقامات پر نشاندہی کی ہے کہ یہ روایت راوی نے اپنے استاد سے نہیں سنی۔ حافظ ابن حجر مکی کے ترجمہ میں زبیر علیزئی صاحب نے انکو مجروح کرنے کے لیے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ وہ اپنی کتاب الخیرات الحسان فی مناقب ابی نعمان میں بے سند اقوال نقل کرتے ہیں۔ اسی اصول کو امام دارقطنی پر لاگو کیا جائے تو امام دارقطنی مجروح ثابت ہو نگے۔

امام دارقطنی نے ابوبکر نہشلی اور عبداللہ بن ادریس کے حوالے امام سفیان ثوری کی تدلیس کو رفع کرنے کے لیے نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کے لیے دیے ہیں کہ یہ دو راوی بھی عاصم بن کلیب سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ان احادیث کی سند نہ نقل کرنا یہ ثابت نہیں کرتا کہ ان کی سند ہی نہیں ہے۔ اور ایسا اعتراض تحقیق کے میدان میں جہالت ہے۔ دوسرا امام دارقطنی کا حدث بہ الثوری عنہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ امام سفیان ثوری نے عاصم بن کلیب سے سنی یا سماعت کی ہے۔ دیگر صورت امام دارقطنی ''رواہ'' کے الفاظ استعمال کرتے۔

شبہ نمبر 12:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

''ایک شخص نے امام سفیان ثوری کی معنعن حدیث کے ۱۰ شواہد بنانے کی کوشش کی ہے۔ جن میں نمبر 1 سے نمبر 9 تک سب موقوف مقطوع روایات اور ضعیف ومردود ہیں۔ ابراہیم نخعیؒ مدلس تھے۔ لہذا سیدنا ابن مسعود سے ان کی ہر روایت مردود ہے چاہے انھوں نے ایک جماعت سے ہی سنا ہو مختصر یہ کہ سب شواھد مردود ہیں اور بات سفیان ثوری کی تدلیس میں ہی پھنسی ہوئی ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض یہ ہے کہ نمبر ا سے نمبر ۹ تک مرسل وموقوف تو ہیں مگر ضعیف اور مردود نہیں ہیں۔ ابراہیم نخعیؒ مدلس تو تھے مگر تدلیس کے اقوال کا جائزہ لیں تو ابراہیم نخعیؒ اور مکحول میں کوئی فرق نہیں ہے اور زبیر علیزئی صاحب مکحول کو مدلس نہیں مانتے ہیں۔ ابراہیم نخعی کے مدلس ہونے کا معاملہ تو ہم نے نور العینین کے رد میں تفصیلی تذکرہ دیا مگر ہم یہاں یہ بھی بیان کر دیں کہ زبیر علیزئی صاحب کا یہ سمجھنا کہ ابراہیم نخعی نے ایک جماعت مجہولین سے سنا اور انھی سے تدلیس کی ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہی بات امام حاکم نے

معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۸ پر لکھی ہے۔ امام حاکم کے نزدیک کسی راوی کا مجہول ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک بھی مجہول ہوگا۔ امام حاکم نے اپنے قول میں اصحاب عبداللہ میں ھنی بن نویرۃ اور سھم بن منجاب کے نام لکھے ہیں۔ یہ دونوں اصحاب معروف اور ثقہ ہیں۔

سھم بن منجاب : ثقہ تقریب التذیب رقم ۲۵۸ معرفۃ اثقات رقم ۶۹۴

ھنی بن نوھرہ: ثقہ تقریب التذیب رقم۷۵ معرفقہ الثقات رقم ۱۹۱۹

لہٰذا ابراہیم نخعیؒ پر یہ اعتراض کہ وہ مجہولین سے روایت یا تدلیس کرتے تھے دلائل کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔ دوسرا زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ ہم تو سفیان ثوری کی تدلیس کو قابل قبول سمجھتے ہیں۔ مگر پھر بھی اتمام حجت کے لیے یہ شواہد پیش کیے ہیں۔ مزید یہ بھی عرض ہے کہ میں نے ایک مرفوع صحیح حدیث کے شواہد نقل کیئے ہیں۔ مگر آپ نے تو اپنی کتاب نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۴ پر ضعیف مرسل حدیث کے شواہد میں دو ضعیف روایتیں نقل کی ہیں۔ کبھی اپنے انداز پر تو غور کیجئے۔ دوسرا ہم نے یہ دلائل اور شواھد محدثین کرام کے دلائل کی روشنی میں پیش کیئے ہیں۔ روایت نمبر ۱۰ کو تو خود امام بوصیریؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شواہد میں لکھا ہے۔ لہٰذا ہم پر اعتراض بالکل باطل اور غلط ہے۔

زبیر علیزئی کے جھوٹ کے الزام اور اسکے جوابات

جب زبیر علیزئی صاحب میری کتاب کے جواب سے عاجز آ گئے تو انھوں نے اس کتاب کی اہمیت کم کرنے کے لیے میری طرف 5 جھوٹ کا الزام بھی عائد کر دیا۔ اسکی حقیقت کیا ہے ہم درج ذیل میں نمبر وار اسکا جائزہ لیتے ہیں۔

الزام نمبر 1:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۳۱ پر نمبر ا کے تحت لکھتے ہیں۔

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی طرف منسوب روایت مذکورہ کے بارے میں اس شخص نے طحاوی حنفی کی کتاب شرح معانی آثار (۱۵۴/۱ ۲۲۴/۵) سے تصحیح نقل کی ہے (محققانہ تجزیہ ص ۱۲۲)، حالانکہ طحاوی نے اس روایت کو صراحتاً صحیح نہیں کہا لہذا یہ طحاوی پر جھوٹ ہے''۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا مجھ پر جھوٹ کا الزام لگانا ایک بہتان سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھ دینا بھی کہ امام طحاوی نے اس روایت کو صراحتاً صحیح نہیں کہا۔ میری سچائی کا ثبوت ہے۔ میں نے کسی مقام پر یہ نہیں لکھا کہ امام طحاوی نے صراحتاً اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کو یہ معلوم ہوگا بعض مقام پر کسی بھی محدث سے تصحیح اسکے اسلوب اور طریقہ کار سے بھی کی جاتی ہے۔ جیسے زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر امام ابن خزیمہ کسی روایت پر جرح نہ کریں تو وہ انکے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ دوسرا میں نے یہ نہیں لکھا کہ قال طحاوی ھذا حدیث ''صحیح''۔ بلکہ میں نے امام طحاوی کے اسلوب اور طریقہ کار کو مدنظر رکھ کر اس حدیث کے بارے میں صرف تصحیح کے الفاظ نقل کیئے ہیں۔ اگر زبیر علیزئی صاحب کو امام طحاوی کے حدیث کو صحیح کہنے کے اسلوب و طریقہ کار کی تفصیل چاہیے تو ابو جعفر طحاوی

واثرہ فی الحدیث پڑھیں۔ انشاء اللہ زبیر علیزئی صاحب کو امام طحاوی کی احادیث کی تصحیح کرنے کا اسلوب بخوبی سمجھ آ جائے گا۔

مزید زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ امام طحاوی حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت براء بن عازب کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''فکان من حجۃ مخالفھم "شرح معانی الآثار ص ۲۲۵"

اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کو امام طحاوی کی تصحیح اور ان دلائل کے حجت کا قول مل چکا ہوگا۔ امام طحاوی کے اس قول میں ان احادیث کی صراحتاً اور اشارۃً دونوں قسم کی تصحیح موجود ہے۔

الزام نمبر 2:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۱ پر نمبر ۲ کے تحت لکھتے ہیں۔

''روایت مذکورہ کے بارے میں اس شخص نے حافظ ابن حجر کی کتاب الدرایۃ ۱۵۰/۱ سے نقل کیا ''صحیح'' محققانہ تجزیہ ص ۱۲۳، یہ کالا جھوٹ ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے گزارش ہے کہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ محدثین کرام کے اسلوب سے یہ معلوم بھی کیا جا سکتا ہے کہ بعض مقام پر کسی حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں کہ نہیں۔ دوسرا حافظ ابن حجر سے تصحیح صرف میں نے ہی نقل نہیں کی بلکہ دیگر علماء کرام نے بھی کی ہے مناسب ہوگا کہ زبیر علیزئی صاحب کو امام سیوطی کا قول پیش کیا جائے تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ جھوٹ کس نے بولا ہے۔

امام سیوطی ترک رفع یدین کی حدیث کی تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ونقل حافظ ابن حجر ایضاً فی تخریج احادیث الھدایۃ تصحیح ھذا الحدیث عن ابن قطان و دارقطنی کما نقل الزرکشی خلافہ ... فی تخریج الرافعی ---(الائی المصنو عتہ ۱۹/۳)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود کی ترک رفع یدین والی حدیث کی تصحیح حافظ ابن حجر کی کتاب درایہ تخریج احادیث الھدایہ سے نقل کی ہے۔

لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا مجھ پر جھوٹ کا الزام لگانا ایک صریح بہتان ہے۔ میری اپنی عادت تحقیق میں صاف گوئی اور حق کا ساتھ دینا ہے۔ امید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اپنے الزامات سے رجوع کرینگے۔

الزام نمبر 3:۔ زبیر علیزئی صاحب مضمون ص ۳۱ پر نمبر ۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

''روایت مذکورۃ کے بارے میں اس شخص نے مولانا عطاء اللہ حنیف کی تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۳ سے نقل کیا ہے۔ ''صحیح'' (محققانہ تجزیہ ص ۱۲۵) مولانا عطاء اللہ نے اس حدیث کو قطعاً صحیح نہیں کہا بلکہ ابوالحسن سندھیؒ کا حاشیہ نقل کر کے ''س'' کا حرف لکھ دیا ہے۔ (دیکھئے تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۳ حاشیہ ۴) لہٰذا عبارت مذکورۃ میں صاحب تجزیہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی پر جھوٹ بولا ہے۔

الجواب

قارئین کرام زبیر علیزئی کا ائمہ کرام سے تعصب سے ملاحظہ کریں کہ انھوں نے عطاء اللہ حنیف کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لکھا ہے۔ مگر ابوالحسن سندھی کے ساتھ رحمہ اللہ نہ لکھا۔

زبیر علیزئی صاحب کا اپنا مطالعہ بڑا ہی ناقص ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کو یہ مقام تو معلوم ہے مگر کیا دیگر مقامات کا مطالعہ نہیں کیا۔ علامہ عطاء اللہ حنیف صاحب لکھتے ہیں۔

(i) رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں کا سنت ہونا جائز ہے پس دعویٰ نسخ رفع یدین کی کوئی وجہ نہیں (تعلیقات ۱۰۲/۱)

(ii) امام ابوالحسن سندھی کے حوالے کو نقل کیا اور پھر اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جس سے

عطاء اللہ حنیف کا اس حدیث کو صحیح سمجھنے کا مطلب تو صاف ظاہر ہے۔ لہٰذا عطاء اللہ حنیف کی طرف تصحیح کرنا بالکل صحیح ہے بلکہ امام ابوالحسن سندھی کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

''۔۔۔اور ترک رفع یدین کی روایت کو بالکل رد کر دینا بھی صحیح نہیں اور غیر ثابت کہنا بھی صحیح نہیں۔۔۔'' بلکہ دونوں روایات کو کما حقہ دیا جائے اور کہا جائے کہ دونوں ثابت ہیں۔۔۔(تعلیقات سلفیہ ۱۲۶/۱) زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ عطاء اللہ حنیف کا یہ لکھنا کہ ''دونوں ثابت ہیں'' تصحیح ہے کہ نہیں۔ امید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب عطاء اللہ حنیف کی تصحیح سمجھ گئے ہونگے اور اپنے الزام سے رجوع کرینگے۔

الزام نمبر 4:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۳۱ پر نمبر ۴ کے تحت لکھتے ہیں۔

''صاحب محققانہ تجزیہ نے کہا: کہ امام شافعی کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ترک رفع یدین ثابت ہے''۔ محققانہ تجزیہ ص ۷۰ یہ بالکل کالا جھوٹ ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب کا جھوٹ کا الزام لگانا باطل اور مردود ہے۔ میں نے اپنی کتاب میں یہ بات خود نہیں کہی بلکہ امام ماردینی الترکمانیؒ کے حوالے سے لکھی تھی۔ امام ماردینیؒ نے امام شافعی کے اعتراض کے جواب میں لکھا تھا۔ "قلت تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن والسند بذلک صحیح کما مروثبت مقدم علی النافی" یعنی میں کہتا ہوں کہ امام طحاوی کی تصحیح گزر چکی ہے۔ اور اسکی سند صحیح ہے اور ثابت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ (الجوھر النقی ۷۹/۲) اس کے بعد امام ماردینی لکھتے ہیں۔

''قول الشافعی بعد ذلک'' کے امام شافعی کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں

حضرات سے (حضرات علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) ترک رفع یدین ثابت ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کو شاید امام ابن ترکمانی الماردینیؒ کا کلام سمجھ میں نہیں آیا۔ علامہ ترکمانیؒ نے امام شافعیؒ سے اس حدیث کی تضعیف کی نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ پہلے قول میں تو امام شافعیؒ سے ان دونوں حدیثوں کی تضعیف ہے مگر بعد والے قول میں تصحیح ثابت ہے۔ لہٰذا اس قول کو میرا جھوٹ ثابت کرنا ایک مردود بہتان ہے۔

الزام نمبر 5:۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۳۱ پر نمبر ۵ کے تحت لکھتے ہیں۔

''صاحب تجزیہ نے کہا: ''زبیر علیزئی صاحب امام بزارؒ پر جرح کرتے ہیں اور ان کی توثیق کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا ان کا قول کیسے پیش کر سکتے ہیں''۔ محققانہ تجزیہ ص ۱۵۔ یہ جھوٹ ہے کیونکہ میرے نزدیک امام بزار ثقہ یخطئی اور صدوق حسن الحدیث ہیں اور متعدد مقامات پر میں نے انکی بیان کردہ احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔۔۔۔ ماھانہ الحدیث نمبر ۲۳ میں بھی آخر میں خطیب بغدادی اور ابوعوانہ وغیرہما سے محدث بزار کا ثقہ وصدوق ہونا نقل کیا گیا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۰)۔

الجواب

قارئین کرام زبیر علیزئی مجھ پر جھوٹ کا الزام لگانے کے لیے خود جھوٹ بول رہے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ وہ امام بزار کو ثقہ یخطئی اور صدوق مانتے ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس جھوٹ پر زبیر علیزئی صاحب کی اپنی ہی تحریر پیش کر دی جائے۔

زبیر علیزئی صاحب اپنے ماھانہ الحدیث نمبر ۲۳ میں ص ۲۸ تا ۲۹ پر لکھتے ہیں۔

''یہ روایت اپنی مختلف سندوں کے ساتھ مسند ابی یعلی، المعجم الکبیر طبرانی اور مسند بزار وغیرہ میں موجود ہے اسکی تمام سندیں ضعیف ہیں۔ دیکھئے السلسلۃ الضعیفۃ البانی ۲/ ۱۰۸۔۱۱۲) مسند بزار والی سند شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حافظ بزارؒ بذات خود متکلم فیہ ہیں۔ حافظ دارقطنی نے ان کے بارے میں فرمایا۔ ثقہ یخطئی کثیرا و یتکل علی حفظہ (سوالات السھمی: ۱۱۶) اور فرمایا۔ یخطئی فی الاسناد والمتن، حدث بالمسند بمصر حفظا ینظر فی کتب الناس و یحدث (فی) حفظہ، ولم تکن معہ کتب فاخطاء فی احادیث کثیرۃ، یتکلمون فیہ، جرح ابو عبد الرحمن نسائی (سوالات حاکم رقم: ۲۳) امام احمد الحاکم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا یخطئی فی الاسناد والمتن دیکھئے لسان المیزان ا/ ۲۳۷ بزار کو خطیب بغدادی، ابوعوانہ صاحب المسند وغیرھما نے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ بزار کی معلول روایت کے مقابلے ہیں۔۔۔۔۔)

قارئین کرام زبیر علیزئی کی عبارت پڑھ کر تو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ خود جھوٹ بول رہے ہیں۔ مسند بزار کو ناصر الدین البانی سے مردود ثابت کر کے خود لکھتے ہیں کہ حافظ بزار خود متکلم فیہ ہیں۔ مجھے زبیر علیزئی صاحب سے عرض کرنا ہے کہ اس مقام پر امام بزار کو متکلم فیہ لکھنا امام بزار کو ثقہ ماننا ہے یا متکلم فیہ۔ پھر اس حدیث کو پہلے ناصر الدین البانی سے شاذ و مردود ثابت کر کے بعد میں مسند بزار والی روایت کو معلول قرار دینا کیا یہ سب امام بزارؒ کی توثیق ہے۔ قارئین کرام امام بزارؒ کو ثقہ کہنا زبیر علیزئی کا اپنا بڑا اور کالا جھوٹ ہے۔ اور الزام مجھ پر وارد کرتے ہیں۔

زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ متعدد مقامات پر میں نے ان کی بیان کردہ احادیث کو صحیح قرار دیا ہے (مثلاً دیکھئے علمی مقالات ا/۱۱۲) اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ غیر مقلدین خصوصاً زبیر علیزئی اپنی مرضی کی روایات کو صحیح اور اپنی مرضی کے خلاف روایات کو ضعیف لکھتے ہیں علمی مقالات ا/۱۱۲ پر مسند بزار کی احادیث کو صحیح اسلئے لکھا کہ وہ انکی اپنی مرضی کی روایت تھی۔ اور ماھانہ الحدیث ۲۳ صفحہ ۲۸/ ۲۹ پر امام بزار کو اسلئے متکلم فیہ لکھا کہ وہ

ان کے مرضی کے خلاف تھی۔ اور اہلسنت کے حق میں تھی۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ زبیر علیزئی صاحب کا جھوٹ کا الزام لگانا صریح بہتان ہے امید ہے کہ وہ اس سے ضرور رجوع کرینگے اور حق کی طرف آئینگے۔

الزام نمبر 6:۔ مزید زبیر علیزئی کا صفحہ ۳۴ پر یہ لکھنا کہ ویسے بھی ثم لا یعود کے بغیر احناف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے (تجزیہ ص ۱۱۹) حالانکہ اس ضعیف روایت میں ثم لا یعود اور اسکے مفہوم کی زیادت باطل ثابت ہو جائے تو بریلویوں، دیوبندیوں کا دعویٰ اور اسکی بنیاد ختم ہو جاتی ہے ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے اور بھٹہ بیٹھ جاتا ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے گزارش ہے کہ شاید انھوں نے میری تصنیف کا مکمل مطالعہ نہیں کیا۔ میں نے اپنی کتاب محققانہ تجزیہ ص ۱۸ پر لکھا ہے۔ احناف کا ترک رفع یدین کا دعویٰ "ثم لا یعود" کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے لہذا اس حدیث پر ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی کا اعتراض قابل قبول نہ ہوگا۔ (حالانکہ یہ حدیث "ثم لا یعود" کے الفاظ کے ساتھ بھی صحیح ہے)۔

میں نے اپنی تحریر میں واضح کر دیا تھا احناف کا دعویٰ ثم لا یعود کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے اور میں اس بات کا بھی قائل ہوں کہ ثم لا یعود کے الفاظ کے ساتھ بھی یہ حدیث صحیح ہے۔

محدثین کرام کا صرف ثم لا یعود پر اعتراض احناف کے دعویٰ کو غلط ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ ان الفاظ کے بغیر بھی صرف الا فی اول مرة یا مرة واحدة کے ساتھ بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور احناف کے دعویٰ کی عمارت انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ غیر مقلدین کے دعویٰ کو ضرب کاری ضرور لگتی ہے۔ اگر اس دعویٰ سے احناف کی عمارت گرتی ہے تو زبیر علیزئی اسکا اقرار کر لیں کہ یہ حدیث ثم لا یعود کے بغیر صحیح ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب کو معلوم ہے کہ اگر انھوں نے اسکا اقرار کیا تو غیر مقلدین حضرات کے دعویٰ کی عمارت دھڑام سے گر جائے گی۔

خلاصۃ التحقیق:۔ قارئین کرام ہمارے اس مضمون نے یہ ثابت کر دیا کہ زبیر علیزئی کے تدلیس کے موضوع پر کثیر اوہام ہیں اور انکا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ کیونکہ پہلے اس مضمون میں تفصیلی اور تحقیقی جائزہ لیا ہے کہ محدثین کرام نے سفیان ثوری کی تدلیس کو برداشت کیا ہے اور انکی معنعن روایات کی تصحیح کی ہے۔ لہذا سفیان ثوری کی روایات میں سماع کی تصریح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ زبیر علیزئی سے عرض یہ ہے کہ دنیا کی کسی کتاب میں محدثین کرام سے اس حدیث پر سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض ثابت کریں۔ (عبدالرحمٰن معلمی سلفی کی حیثیت متقدین اور متاخرین محدثین کرام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں اور کیا اسکا شمار محدثین میں ہوتا ہے؟) خصوصاً انھوں نے یہ الزام اپنی کتاب التنکیل میں محدث کوثریؒ اور احناف کے رد میں لگایا ہے۔ لہذا تعصبانہ قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ علامہ المعلمی کے ہمعصر ناصر الدین البانی نے اس قول کو کوئی اہمیت نہیں دی لہذا امام سفیان ثوری کی تدلیس پر محدث غرم اللہ الرینی کا قول اچھی طرح پڑھ لیں۔ محدث مسفر بن غرم اللہ الرینی لکھتے ہیں۔ سفیان ثوری۔ فانه امام مشهور كان يدلس ـ لكنه قليل التدليس كماتقدم فى القول الخامس قريباً۔۔۔۔ واذن مروایة سفيان ثوری بالعنعة مقبولة مطلقاً (التدليس فى الحديث ص ۱۲۲)

اگر زبیر علیزئی صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امام شافعیؒ کے قول کا اعتبار کر کے طبقات المدلسین کا انکار کر دیں تو کیا ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ امام بخاری، امام علی بن المدینی، حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجرؒ کے قول سے استدلال کریں۔

مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس مضمون میں سفیان ثوری کی معنعن روایات پر تمام اشکالات کی وضاحت بخوبی ہوگی ہے۔ اور یہ بھی قوی امید ہے کہ حق کی طرف رجوع ضرور ہوگا کیونکہ حق ہی فلاح ہے۔

﴾ترک رفع یدین پر زبیر علیزئی کے ماھانہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۶۹ فروری ۲۰۱۰ کا تفصیلی جواب﴿

زبیر علیزئی نے اپنے ماھانہ رسالہ الحدیث شمارہ نمبر ۶۷ پر امام سفیان ثوری کی تدلیس کو مضر ثابت کرنے کے لیے ۲۲ صفحات کا مضمون لکھا۔ راقم نے اس کا جواب تقریبا دس دن میں مکمل کیا جس کی تفصیل آپ گزشتہ صفحات پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مگر فروری 2010 شمارہ نمبر ۶۹ کے شمارہ میں زبیر علیزئی نے کچھ مزید اعتراضات وارد کر دیے ہیں۔ اس مضموان کا جواب حاضر خدمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب ''ترک رفع یدین پر غیر مقلد زبیر علیزئی کے اعتراض کا محققانہ جائزہ'' صفحہ ۱۰۴ پر حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح کا جائزہ لیا تھا اور زبیر علیزئی صاحب کے اعتراضات کا تفصیلی جواب بھی دیا تھا اور ساتھ حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح کا محل بھی بیان کیا تھا۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے شمارہ نمبر ۶۷ ص ۲۴ پر میرے جوابات کے لایعنی جواب دینے کی کوشش کی ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

زبیر علیزئی صاحب صفحہ نمبر ۲۴ پر لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابن المبارک سے اس جرح کا راوی سفیان بن عبدالملک، اُن کا قدیم شاگرد ہے اور خود متاخر شاگرد سوید بن نصر کی روایت میں ابن المبارک نے یہ حدیث بیان کی تھی لہٰذا یہ جرح قدیم اور مرجوح ہے۔ عرض ہے کہ (صحیحین کے علاوہ) عام غیر مشروط بالصحۃ کتابوں میں مجرد روایت کرنا کسی حدیث کی تصحیح نہیں ہوتا۔ مثلاً

(i) مسند احمد ۴/ ۲۵۴ کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ میں اسے نہیں جانتا۔ (کتاب العلل ۲/ ۷)

(ii) مسند احمد ۱/۶ ۷ کی روایت کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: یہ منکر حدیث ہے۔ (المنتخب عن العلل ص ۴۴)

(iii) مسند احمد ۵/ ۲۷۷ کی روایت کے بارے میں امام احمد نے فرمایا: صحیح نہیں ہے۔ (السنۃ للخلال صفحہ ۸۲)

لہٰذا امام ابن المبارک کا سوید بن نصر کی روایت میں اس حدیث کو بیان کرنا اس حدیث کی تصحیح نہیں اور نہ کسی خیالی موہوم رجوع کی دلیل ہے۔

جواب الجواب

(1) زبیر علیزئی کو شاید میری تحریر کی سمجھ نہ آسکی۔ اس لئے انہوں نے جواب برائے جواب دے دیا۔ میں نے کب انکار کیا ہے کہ حضرت ابن المبارکؒ نے اس حدیث پر نقد جرح راوی پر کی جاتی ہے حدیث پر نقد وارد ہوتا ہے؟ نہیں کی؟ میں نے حضرت ابن المبارکؒ کی جرح کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث کو خود حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے روایت بھی کیا ہے۔ دیکھئے نسائی ۱/ ۱۵۸۔ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کی جرح اور روایت لینے سے مندرجہ ذیل باتیں اخذ ہوتی ہیں۔

(i) حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر خود جرح بھی کی (دیکھئے سنن ترمذی ۱/ ۵۹) مگر حضرت ابن المبارکؒ نے اس حدیث کو خود بھی روایت کیا (دیکھئے سنن نسائی ۱/ ۵۹) اب اس جرح کے محل اور وقت کے تعین کے لیے ہم نے شاگردوں کو دیکھا جس سے کم از کم با آسانی معلوم ہوسکتا ہے کہ امام ابن مبارکؒ نے جرح پہلے کی یا روایت پہلے لی۔ اگر جرح پہلے کی ہے تو روایت لینا راجح ثابت ہوگا

اور اگر روایت لینا پہلے ثابت ہو جائے تو جرح راجح ہوگی۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ۔

(ا) جرح نقل کرنے والے شاگرد سفیان بن عبدالملک ہیں۔ اور یہ امام ابن المبارک کے قدیم شاگرد ہیں۔ (دیکھئے الکاشف ۱/ ۲۳۔ تہذیب الکمال جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۳۵)

(ب) اور حدیث روایت کرنے والے شاگرد سوید بن نصر ہیں اور یہ امام ابن المبارکؒ کے متاخر شاگرد ہیں۔ (دیکھئے الکاشف ۱/ ۳۳۰ تہذیب التہذیب ۲/ ۲۸۰)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جرح نقل کرنے والے راوی امام ابن مبارکؒ کے قدیم شاگرد ہیں۔ لہٰذا جرح قدیم ہونے کی وجہ سے جرح مرجوع عنہ ثابت ہوتی ہے۔ اور مرجوح اقوال سے استدلال باطل اور مردود ہوتا ہے۔ (زبیر علیزئی صاحب نے ابن مبارکؒ کے متاخر اور قدیم شاگردوں کی تفصیل پر کوئی بھی اعتراض نہیں کیا جس کا مطلب صاف ہے کہ وہ اس نکتہ سے متفق ہیں)۔

(ii) دوسرا تحقیقی مقام یہ ہے کہ ابن مبارکؒ کا اس حدیث پر جرح کرنا اور پھر خود ہی اس حدیث کو روایت کرنا اِنکے اقوال میں تعارض ثابت کرتا ہے۔ اور تعارض کی وجہ سے دونوں اقوال ساقط قرار پائے اور ساقط اقوال سے استدلال کرنا بھی اصول کے مطابق غلط ہے۔

اب ان دونوں نکات میں سے کسی ایک نکتہ ہی کو ماننا پڑے گا اور ہر ایک نکتہ کو ماننے کے بعد کم از کم نتیجہ یہی نکلے گا کہ امام ابن المبارک سے یہ جرح مرجوع عنہ یا ساقط ہے اور مرجوع عنہ اور ساقط قول سے استدلال کرنا اصول حدیث کے مطابق غلط اور مردود ہے۔

(2) (i) زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ ''امام ابن المبارک کا سوید بن نصر کی روایت میں اس حدیث کو بیان کرنا اس حدیث کی تصحیح نہیں اور نہ کسی خیالی موہوم رجوع کی دلیل ہے''۔ عجیب اور حیران کن بلکہ کم علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث سوید بن نصر اپنے اُستاد ابن مبارک سے

روایت کرتے ہیں نہ کہ حضرت ابن المبارک اپنے شاگرد سوید بن نصر سے روایت کرتے ہیں۔
زبیر علیزئی کو استاد اور شاگرد کا فرق ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور سمجھ کر لکھنا چاہیے۔

(ii) میں نے کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوید بن نصر جب حضرت ابن المبارک سے روایت کرینگے تو حدیث بالعموم صحیح ہوگی۔ اگر زبیر علیزئی صاحب سچے ہیں تو میری تحریر میں اس کی نشاندہی کریں۔ دگرنہ اپنے الزام سے رجوع کریں۔ زبیر علیزئی صاحب خلط مبحث کر رہے ہیں۔

میری تحقیق تو ابن مبارکؒ کی جرح پر ہے نہ کہ ابن مبارک کی روایت پر۔ حضرت ابن مبارکؒ کے اس حدیث کو روایت کرنے سے کم از کم یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک یہ روایت صحیح تھی۔ اسی لئے تو انہوں نے یہ روایت لی اور اپنے شاگرد کو بیان کی۔

دوسرا اگر ابن مبارکؒ کے نزدیک کوئی جرح بھی ثابت ہو تو لازمی نہیں کہ جمہور محدثین کرام ابن مبارک سے متفق ہوں گر اس مقام پر صرف اور صرف ابن مبارک کی جرح و تعدیل کا مسئلہ ہے۔ کہ امام ابن المبارک کے نزدیک جرح راجح ہے یا کہ تعدیل۔ اور ہم بحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ امام ابن المبارکؒ کے نزدیک جرح مرجوح ہے۔ لہٰذا امام ابن مبارکؒ کو جارحین میں شمار کرنا صرف تعصب ہے۔

زبیر علیزئی کا اعتراض:

(3) زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ ''زیلعی حنفی نے ابن قطان کی کتاب الوہم والایہام سے نقل کیا ہے کہ ترمذی نے ابن مبارک سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: وکیع کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

(نصب الرایۃ ۱/۳۹۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ابن مبارک کی جرح اُسی روایت پر ہے، جسے امام وکیع نے سفیان ثوری سے بیان کیا تھا۔ لہٰذا بعض الناس کا اس جرح کو طحاوی والی روایت پر فٹ کر دینا غلط ہے۔

الجواب

زبیر علیزئی جیسا عالم ایسی تحریر بھی لکھ سکتا ہے ایک حیرانگی کا مقام ہے۔ زبیر علیزئی سے عرض ہے کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ترمذی سے ان الفاظ کو ثابت کریں۔ جب اصل کتاب موجود ہے تو ناقل پر بھروسہ کیوں؟ میری عرض ہے کہ تحقیق کے میدان میں ایسے فضول اعتراضات کرنا بڑی جرأت کا کام ہے۔ میں نے اپنی تحریر میں کسی جگہ پر طحاوی کا حوالہ نقل نہیں کیا۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا یہ اعتراض فضول اور باطل ہے۔ زبیر علیزئی صاحب پر لازم فرض ہے کہ وہ سنن ترمذی سے حضرت عبداللہ بن مبارک کی جرح میں امام وکیع کا لفظ ثابت کریں۔

اعتراض:۔ زبیر علیزئی جوابی مضمون صفحہ 25 پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کے مغلطائی حنفیؒ، ابن دقیق العیدؒ مالکی شافعی، عینی حنفی، ابن ترکمانی حنفی اور ابن قطان فاسی وغیرھم نے امام ابن المبارک کی اس جرح کے جوابات دیئے ہیں۔ تو عرض ہے کہ یہ سارے جوابات مردود اور باطل ہیں''۔

الجواب

زبیر علیزئی کا میری کتاب ''رفع یدین کے موضوع پر۔۔۔۔۔۔ محققانہ جائزہ'' کا جواب دینے سے بے بس ہونے کا ان کی یہ تحریر منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب تحقیق کے میدان میں دلیل سے بات کی جاتی ہے۔ صرف آپ کے کہنے سے ان کے جوابات مردود اور باطل ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ کسی محدث کا حوالہ پیش کریں جنہوں نے ان محدثین کرام کے جوابات کو مردود لکھا ہو۔ جب ابن مبارکؒ کی جرح ہی مرجوح ہے تو ان محدثین کرام کے جوابات کی حیثیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہی محدثین کرام ہی نہیں بلکہ میں نے اپنی

کتاب میں ۷۵ محدثین کرام سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی تصحیح ثابت کی ہے اور میرے پاس کم از کم ۵۰ حوالہ جات اور موجود ہیں جن سے علماء کرام کی تصحیح ثابت ہوتی ہے اور شاید زبیر علیزئی صاحب کو ان مندرجہ بالا محدثین کرام کی حیثیت اور مقام کا اندازہ نہیں ہے ورنہ کبھی بھی ایسے الفاظ ضبط تحریر میں نہ لاتے۔ بغیر دلیل بات کرنا ہی مردود اور باطل ہے جبکہ محدثین کرام نے اپنی بات دلیل کے زور پر کہی ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی کا حضرت ابن مبارک کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے جارحین میں شامل کرنا اصول کے خلاف ہے۔ اور ان کے تمام اعتراضات علمی میدان میں باطل اور مردود ہیں۔

امام شافعیؒ کے جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

راقم نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر۔۔۔۔۔۔ محققانہ تجزیہ ص ۱۰۷ پر امام شافعیؒ کی جرح کا جائزہ لیتے ہوئے امام شافعیؒ کی جرح کو مبہم ثابت کیا تھا اور پھر امام شافعیؒ کے بعد والے قول میں اس حدیث کی تصحیح امام ابن ترکمانیؒ کے الجوھر النقی ۲/۷۹ سے ثابت کی تھی۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس تحقیق سے اختلاف کرتے ہوئے بے معنی سا جواب دیا۔

زبیر علیزئی صاحب جوابی مضمون ص ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

زبیر علیزئی کا جواب نمبر ۱:۔

''اگر کوئی کہے کہ یہ مبہم الفاظ کی جرح ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو عرض ہے کہ بعض الناس کے نزدیک مبہم ہو کر رد ہوگی، ہمارے نزدیک دو وجہ سے یہ جرح مقبول ہے۔

اول: یہ اصول حدیث کے مطابق ہے، کیونکہ مدلس کی معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دوم: یہ جمہور محدثین کے مطابق ہے۔

جواب الجواب

قارئین کرام زبیر علیزئی کے اس جواب سے ان کی بے بسی صاف ظاہر ہو رہی ہے۔

(i) جب زبیر علیزئی کو مبہم الفاظ کی جرح پر جمہور علماء کرام کے اصول سے اتفاق نہیں تو ہم اُن کے شاذ قول کو کیوں مانیں۔ جمہور نے مبہم الفاظ کی جرح کو رد کیا ہے۔ لہٰذا اس مبہم جرح سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔ اب دیکھنا ہے کہ جمہور علماء کرام ہمارے ساتھ ہیں یا زبیر علیزئی کے موقف کے ساتھ۔ مگر غیر مقلدین حضرات کو با خوبی اندازہ ہے کہ جمہور علماء کرام جرح مبہم کو نہیں مانتے۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب امام شافعی کی جرح کو دو وجہ سے مانتے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب کو تدلیس کا مسئلہ ایک بڑا اعتراض لگتا ہے۔ مگر ہم نے اس کتاب میں زبیر علیزئی کے سفیان ثوری کو طبقہ ثالث کا مدلس اور مدلس راوی کی معنعن روایات کو ماننے پر تمام دلائل و اعتراضات کا تفصیلی جواب اور جمہور علماء کرام کے اقوال سے زبیر علیزئی کا موقف غلط ثابت کیا ہے۔ لہٰذا سفیان ثوری پر تدلیس کا اعتراض کرنا ایک انتہائی عامیانہ انداز تحقیق ہے۔ زبیر علیزئی صاحب پر یہ لازم ہے کہ وہ امام شافعیؒ کے قول سے تدلیس والا اعتراض ثابت کر کے دکھائیں۔ میری تحقیق امام شافعیؒ کی جرح پر تھی۔ جب امام شافعیؒ کے قول میں تدلیس کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر تدلیس کا مسئلہ کیوں پیش کیا گیا؟ بلکہ میں زبیر علیزئی سے درخواست کرتا ہوں کہ متقدمین جمہور علماء کرام یا کسی ایک متقدم محدث کا حوالہ دکھائیں، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر اسلیئے اعتراض کیا ہو کہ اس میں سفیان ثوری مدلس ہے۔ دیگر ازاں تدلیس کے موضوع پر زبیر علیزئی کے تمام اشکالات کا تحقیقی جواب دیا جاچکا ہے۔ اگر زبیر علیزئی میں ذرا بھی علمی انصاف ہوا تو پھر کبھی بھی سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں ثابت کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

لہٰذا امام شافعیؒ کی جرح کو تدلیس میں فٹ کرنا ایک مردود بات ہے۔ جب تک امام شافعیؒ کی اپنی تصریح نہ ہو یا دیگر محدثین کرام کے حوالے موجود نہ ہوں۔

(iii) زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ ''امام شافعی کی جرح مقبول اس لیئے ہے کہ جمہور کے مطابق ہے'' بلکل ہی غلط ہے۔ کیونکہ جرح کا ثابت ہونا ضروری ہے اور اسباب جرح میں اتفاق بھی ضروری ہے۔ زبیر علیزئی کو بیان کرنا چاہیے کہ جمہور کسے کہتے ہیں۔ اگر عددی برتری کو جمہور کہتے ہیں تو عرض ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اپنی کتاب نور العینین میں تقریباً 20 محدثین کرام سے اس حدیث پر جرح نقل کی تھی (وہ جرح بھی مبہم اور ثم یعود پر ہے) جبکہ میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ میں تقریباً ۵۷ محدثین کرام سے اس حدیث کی تصحیح نقل کی ہے۔ اب بتائیں جمہور کس طرف ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ بات میں وزن ہمیشہ مفسر بات کی ہوتی ہے۔ مفسر جرح یا مفسر تعدیل ہی راوی کو ثقہ یا ضعیف ثابت کرسکتے ہیں۔ امام شافعیؒ سے اس حدیث کے کسی راوی یا متن پر جرح مفسر ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا جرح مبہم کو ماننا زبیر علیزئی کا ہی طریقہ ہوسکتا ہے مگر اہل علم اس روش پر نہیں چلتے۔

زبیر علیزئی کا جواب نمبر 2: زبیر علیزئی صاحب مزید ص26 پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ ابن ترکمانی نے حدیث مذکور کے بارے میں طحاوی کی تصحیح نقل کی ہے۔ تو عرض ہے کہ امام طحاوی نے (بقول ابن ترکمانی) الرد علی الکرابیسی (نامی کتاب) میں سیدنا علیؓ کی طرف منسوب موقوف روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الجوہر النقی ۲/۷۹) لہٰذا سیدنا ابن مسعودؓ کی طرف منسوب اس روایت کے بارے میں اُن کی تصحیح ثابت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ سیدنا علیؓ کی روایت کو طحاوی کا صحیح کہنا جمہور محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہے۔

جواب الجواب

زبیر علیزئی اس جواب سے اتنے عاجز آگئے ہیں کہ وہ نفس موضوع اور بحث کو بالکل ہی ملحوظ خاطر نہیں رکھ پا رہے۔ صرف جواب برائے جواب ہی لکھنا مقصود ہے۔ چاہے اس جواب میں کوئی تحقیقی بات ہو یا نہ ہو۔ امام شافعیؒ کی جرح کے بعد ہی امام ترکمانیؒ نے امام طحاوی سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی تصحیح لکھی ہے۔ دیکھئے الجوہر النقی ۲/۷۹۔ لہٰذا زبیر علیزئی کا امام طحاوی کی تصحیح کو حضرت علیؓ کی حدیث کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ دوسرا امام طحاوی خود اپنی کتاب شرح معانی آلاثار ۱/۵۴/۲۲۴۱ میں اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔

زبیر علیزئی کا جواب نمبر۳:

زبیر علیزئی صاحب مجھ پر اعتراض کرتے ہوئے ص26 پر لکھتے ہیں:

ایک شخص (فیصل خان بریلوی) نے لکھا ہے: ''کہ امام شافعیؒ کا بعد والا قول بھی یہی ہے کہ ان دونوں حضرات سے (حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) ترک رفع یدین ثابت ہے''۔ عرض ہے کہ یہ اس شخص کا کالا جھوٹ ہے۔ محمد بن عبدالباقی الزرقانی نے سیدنا ابن مسعودؓ کی طرف سے منسوب حدیث کے بارے میں موطاء امام مالک کی شرح میں کہا: ''وردہ الشافعی بأنہ لم یثبت'' اور شافعی نے اسے رد کردیا کہ بے شک یہ ثابت نہیں ہے۔ ۱/۱۵۸''۔

جواب الجواب

زبیر علیزئی صاحب سے عرض ہے کہ یہ جھوٹ تو اُس وقت ہوتا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات لکھی ہوتی۔ میں نے تو ابن ترکمانیؒ کی کتاب الجوہر النقی ۲/۷۹ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے۔ اگر ابن ترکمانیؒ کی کتاب میں یہ حوالہ نہ ہو تو اعتراض ہوسکتا

ہے۔ مگر بحوالہ بات کو جھوٹ لکھنا ایک غلط عمل ہے۔ دوسرا ہماری ساری بحث ہی اس پر ہے کہ امام شافعیؒ کی جرح مبہم ہے۔ میں نے کب انکار کیا کہ امام شافعیؒ سے یہ جرح منقول نہیں۔ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانیؒ کا حوالہ تو اُس وقت پیش کریں جب میں نے امام شافعیؒ کی اس جرح کو مانا نہ ہو۔ اگر زبیر علیزئی صاحب کو ابن ترکمانی کا حوالہ کہ امام شافعیؒ کے بعد والے قول پر اعتراض ہے تو پھر زبیر علیزئی ہی ثابت کریں کہ امام شافعیؒ کے بعد والا قول بھی اس حدیث پر جرح ہی تھی۔ بصورت دیگر دونوں حوالے اگر ثابت بھی ہو جائیں تو امام شافعی کی جرح مبہم ہونے کی وجہ سے نہیں مانی جاسکتی۔ جمہور کی موافقت تو دور کی بات ہے۔

کیونکہ بسا اوقات ایک محدث کسی ایک راوی پر جرح کرتا ہے مگر جرح کی علت دوسرے محدثین کرام کے نزدیک باعث جرح نہیں ہوتی۔ لہٰذا مفسر جرح کے بغیر جرح ثابت نہیں ہوسکتی۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب جرح وتعدیل کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تحقیق کرینگے۔ مسلکی تعصب کی بنا پر تحقیق ہو ہی نہیں سکتی۔

نوٹ:۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ امام محمد بن عبدالباقی الزرقانیؒ سے امام شافعی تک سند پیش کریں تاکہ معاملہ واضح ہوسکے۔ منقطع قول کا حوالہ دینا اصول کے خلاف ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے جواب کی تحقیق

راقم نے اپنی کتاب محققانہ تجزیہ ص ۱۰۸ پر امام احمد بن حنبلؒ کی جرح کی حیثیت اور مقام کا تعین کیا مگر زبیر علیزئی صاحب کو میرے تجزیہ پر اعتراض ہے۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون الحدیث شمارہ نمبر ۴۹ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

(ا) ''اگر کوئی کہے امام احمد نے راویوں پر کوئی کلام نہیں کیا تو عرض ہے کہ انہوں نے روایت پر کلام کر کے اسے رد کر دیا اور رفع یدین کے عمل کو اختیار کیا...... اگر امام احمد ترک رفع یدین والی روایت کو ضعیف و مردود نہ سمجھتے تو ترک رفع یدین والی نماز کو ناقص کبھی نہ کہتے''۔

الجواب

میں نے اپنی کتاب ص ۱۰۸ پر اس بات کی وضاحت کی تھی کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کے کسی راوی پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی امام احمد بن حنبلؒ نے سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل کیا ہے۔ زبیر علیزئی صاحب اس بات پر تو اتفاق کرتے ہیں کہ امام احمدؒ نے راویوں پر کوئی جرح نہیں کی۔ دوسرا امام احمد بن حنبلؒ نے اس کے متن میں صرف ''ثم لا یعود'' کے الفاظ پر زیادتی کا اعتراض کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب محققانہ تجزیہ کے شروع ہی میں اس بات کی تصریح کر دی تھی کہ احناف کا دعویٰ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ثابت ہے۔ جب میں نے اپنی اس کتاب میں ثم لا یعود کا دفاع ہی نہیں کیا تو پھر بار بار محدثین کرام کے وہ اعتراضات پیش کرنا جس میں ثم لا یعود کی زیادتی کا اعتراض ہے بالکل غلط اور مردود ہے۔ میں نے تو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب اس حدیث پر بار بار دو اعتراض کر رہے ہیں۔ پہلا اعتراض امام سفیان ثوری کی تدلیس کا اور دوسرا اعتراض ''ثم لا یعود'' کے الفاظ کی زیادتی کا۔ زبیر علیزئی صاحب اگر علمی استعداد رکھتے ہیں تو اپنی کتاب نور العینین میں جتنے محدثین کرام سے اس حدیث پر جرح نقل کی ہے صرف اور صرف ایک محدث سے سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض ثابت کر کے دکھائیں۔ یہ یاد رہے کہ معلّمی کا شمار کسی محدث کے دائرے میں نہیں آتا۔ جب تدلیس کا اعتراض کسی بھی محدث سے ثابت ہی نہیں تو بار بار تدلیس کا اعتراض کرنا علم اور تحقیق کے منافی ہے۔

پھر محدثین کرام کے ایسے حوالے پیش کرنا جس میں ثم لا یعود کی زیادتی کا اعتراض ہے صرف اور صرف خلط مبحث ہے۔

زبیر علیزئی صاحب جتنی بھی کوشش کر لیں اس حدیث کو ضعیف ثابت نہیں

کر سکتے۔ کیونکہ جن دو نکات پر وہ حوالے پیش کر رہے ہیں۔ ایک نکتہ تدلیس والا وہ ثابت نہیں کر سکتے اور دوسرا نکتہ ثم لا یعود کی زیادتی کا جو میرے موقف کے خلاف نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی کے پاس اس حدیث کو ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ رہا یہ مسئلہ کے رفع یدین کے بغیر نماز ناقص ہوتی ہے تو امام احمد کے قول سے استدلال غلط ہے۔ کیونکہ امام احمد بن حنبل سفیان بن عیینہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''وکان ابن عیینہ ربما رفع یدیہ وربما لم یرفع۔ (کتاب العلل: ۵۱۳۱) یعنی سفیان بن عیینہ کبھی نماز میں رفع یدین کرتے اور کبھی رفع یدین نہ کرتے۔ جس سے ظاہر ہے کہ رفع یدین نہ کرنے سے نماز صحیح ہوتی ہے۔

(ii) زبیر علیزئی اپنے دوسرے جوابی مضمون ص ۲۸ پر آگے مزید لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ نور العینین میں امام احمد کے سلسلے میں جزء رفع یدین کا حوالہ پیش کرنا علمی زیادتی اور تحریف ہے تو عرض ہے کہ یہ معترض بذاتِ خود محرّف اور علمی زیادتی کا مرتکب ہے''۔

الجواب

زبیر علیزئی سے عرض ہے کہ میں نے تو بحوالہ اور ثبوت کے ساتھ جزء رفع یدین رقم: ۳۲ کو محرف اور گڑ بڑھ کا ہونا ثابت کیا تھا۔ میں نے تو اس پر دلیل دی تھی کہ جزء رفع یدین رقم: ۳۲ میں امام احمد سے جو یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ''وقال احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم: نظرت فی کتاب عبداللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیہ ''ثم لا یعود''۔ یہ الفاظ امام احمدؒ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل کی کتاب العلل ومعرفتہ الرجال رقم: ۱۴۰۷ میں الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی کا مجھے محرف لکھنا غلط اور زیادتی ہے۔ زبیر علیزئی کا بغیر تحقیق الزام لگانا بھی غلط ہے۔ محقق کوئی بھی بات تحقیق کے بعد لکھتا ہے مگر زبیر علیزئی اس کتاب کا جواب دینے میں عاجز آ گئے ہیں۔ لہٰذا اس طرح کے جوابات دے رہے ہیں۔ اگر میری کتاب کا جواب لکھنا ہے تو دلیل کی روشنی میں جواب لکھیں۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۸ پر مزید لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ ''امام احمد کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط اور مردود ہے'' تو عرض ہے کہ کیوں؟ کیا وہ ترک رفع یدین والی اس حدیث کو صحیح کہتے تھے؟ سبحان اللہ!

الجواب

زبیر علیزئی نے محققانہ انداز چھوڑ کر عامیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ جو میرے خیال میں ان کے شایانِ شان نہیں ہے۔ میں نے امام احمدؒ کی جرح کا پس منظر بیان کر دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی ان کو اس حدیث کا جارح مانے تو پھر ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔

امام احمد کا صرف اس حدیث کے اندر ''ثم لا یعود'' کے الفاظ پر اعتراض ہے۔ جب کہ میرا دعویٰ تو ثم لا یعود کے بعد بھی کو ثابت ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امام احمد اس حدیث کو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر صحیح مانتے ہیں۔ جو کہ میرے موقف کو تقویت دیتا ہے۔

امام ابو حاتمؒ کی جرح اور زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب ص ۱۱۰ پر امام ابو حاتم الرازیؒ کی جرح کا جائزہ لیا تھا اور امام ابو حاتمؒ کی جرح کی حیثیت اور مقام کی کافی وضاحت کی تھی۔ مگر زبیر علیزئی صاحب جواب برائے جواب کی پالیسی پر ہی اکتفا کیے ہوئے ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب نے اپنے جواب میں کوئی نیا حوالہ یا نئی تحقیق پیش نہیں کی صرف مناظرانہ انداز اپنایا ہے۔ مگر میری سوچ کے نزدیک اس موضوع پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ لہٰذا میں اس تحقیقی انداز اور طریقہ کو جاری رکھوں گا۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون الحدیث شمارہ نمبر ۲۹ ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ ابو حاتم مشدد متعنت تھے اور جرح چند وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں

ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ یہ جرح کئی لحاظ سے صحیح ہے مثلاً اول: جمہور محدثینِ کرام کے مطابق ہے۔ لہٰذا تشدد تو کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوم: سفیان ثوری مدلس تھے۔ اور اس روایت کی کسی سند میں اُن کے سماع کی تصریح موجود نہیں ہے۔

الجواب

قارئین کرام! زبیر علیزئی صاحب کے مناظرانہ انداز کے دو بڑے ہی اصولی جواب ہیں۔ اول: زبیر علیزئی صاحب جمہور کس کو کہتے ہیں۔ اگر جارحین کی تعداد ۲۰ ہے تو معدلین کی تعداد ۵۷ ہے۔ عددی لحاظ سے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث صحیح کہنے والے جمہور ہیں۔ تو لہٰذا بار بار جمہور کی رٹ لگانا صحیح نہیں ہے۔ دوسرا زبیر علیزئی صاحب جن جمہور محدثین کرام کے قائل ہیں وہ تو صرف ثم لا یعود کی زیادتی کا اعتراض نقل کرتے ہیں اور میری تحریر اور کتاب میں کسی جگہ بھی ثم لا یعود کا دفاع نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کا بار بار ان محدثین کرام کے وہ حوالے پیش کرنا جس میں ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض ہے بالکل غلط اور مردود ہے۔ لہٰذا اصولی طور پر ایسے حوالے کو میرے خلاف پیش کرنا زیادتی ہے۔ اور محدثین کرام کا ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض کرنا ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے۔ زبیر علیزئی کا وہ حوالہ قابل قبول نہ ہوگا جس میں محدثین کرام نے ثم لا یعود کا اعتراض کیا ہو۔ اس نکتہ کو ذہن نشین رکھیں کیونکہ اس سے بحث کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ تیسرا زبیر علیزئی کا سفیان ثوری پر بار بار تدلیس کا اعتراض کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنے مضمون میں سفیان ثوری کی تدلیس کا تفصیلی جائزہ لیا اور مبسوط جواب دیا ہے۔ بلکہ اُلٹا امام ابوحاتم الرازی کے حوالے سے تو امام سفیان ثوری کی تدلیس کے اعتراض کا جواب ملتا ہے۔ تفصیل کے لیے گزشتہ صفحات کا مطالعہ کریں۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۲۸۔۲۹ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی کہے کہ ابوحاتمؒ الرازی نے سیدنا ابوحمید الساعدیؓ کی اثبات رفع یدین والی روایت پر جرح کی ہے تو یہ جرح کیوں قابل قبول نہیں ہے؟ عرض یہ ہے کہ سیدنا ابوحمیدؓ کی روایت کو جمہور محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور وہ حدیث اصولِ حدیث کی رُو سے بھی صحیح ہے۔ (لہٰذا اس پر اگر ابوحاتمؒ نے کوئی جرح کی ہے تو جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے")۔

الجواب

جناب زبیر علیزئی سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ کسی بھی حدیث کی تصحیح وتضعیف کے اصول مقرر شدہ ہیں۔ انہی اصولوں کے تحت کسی بھی محدث کی جرح قبول یا رد کی جاتی ہے۔ امام ابوحاتم کی جرح سیدنا ابوحمید الساعدیؓ کی حدیث بالکل اصول کے مطابق ہے۔ اس جرح کی حیثیت تو ہم مستقل طور پر دوسری کتاب میں بیان کر دینگے۔ دیگر از اں امام ابوحاتم کی جرح میں صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر جرح ہے۔ جبکہ اس جگہ پر میں نے ثم لا یعود کی کوئی بحث نہیں چھیڑی لہٰذا امام ابوحاتم الرازی کی جرح بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔

(iii) زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص 29 پر لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی کہے کہ ابوحاتم الرازی نے سفیان کی تدلیس کا اعتراض نہیں اُٹھایا تو عرض ہے کہ انہوں نے روایتِ مذکورہ کو خطاء قرار دیا ہے اور روایت پر محدثین کی جرح نقل کرنے میں یہی حوالہ کافی وشافی ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر زبیر علیزئی صاحب نے دو اعتراض نقل کیئے ہیں۔ اول، سفیان ثوری تدلیس کرتا ہے اور دوسرا ثم لا یعود کے الفاظ پر محدثین کرام کی جرح۔ مگر ہم یہاں ایک اہم نکتہ بیان کریں کہ یہ دونوں اعتراض کرنا اس

بحث میں کوئی مناسب نہیں ہیں۔ کیونکہ کسی بھی محدث کے قول سے سفیان ثوری کا اعتراض منقول نہیں ہے۔

دوسرا محدثین کرام نے اگر ثم لا یعود کا اعتراض نقل کیا ہے تو میرا یہ موضوع نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے تو یہ صراحتاً اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہمارا دعویٰ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ثابت ہے۔ لہٰذا اس طرح کے اعتراضات نقل کرنا غلط مبحث ہے اُمید ہے کہ قارئین کرام ان دو اہم نکات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے میری اور زبیر علیزئی صاحب کی تحریروں کا جائزہ لیں گے۔

امام دارقطنیؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر ۔۔۔۔۔۔ محققانہ جائزہ ص ۱۱۳۔۱۱۲ پر امام دارقطنیؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امام دارقطنیؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور اعتراض صرف اور صرف ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی پر ہے۔ مگر جناب زبیر علیزئی صاحب اس نکتہ کو تحقیقی نظر سے دیکھنے کی بجائے مسلکی حمایت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون الحدیث رسالہ نمبر 69 ص 29 پر لکھتے ہیں۔

''امام دارقطنیؒ نے ترکِ رفع یدین والی روایت مذکورہ کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

(کتاب العلل ۵/۱۷۳)

اگر کوئی کہے کہ امام دارقطنی نے اس حدیث کے بارے میں ''واسنادہ صحیح'' الخ کہا ہے۔

(کتاب العلل ۵/۱۷۲)

تو عرض ہے کہ امام دارقطنی نے عبداللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب والی روایت کو ''واسنادہ صحیح'' کہا ہے (دیکھئے کتاب العلل ۵/۱۷۲) اور اس روایت میں دوبارہ رفع یدین نہ کرنے

کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے بعد ثوری والی روایت کو ''لیست بمحفوظ'' یعنی غیر محفوظ (ضعیف) قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ امام دارقطنی ترکِ رفع یدین والی حدیث کو صحیح کہتے تھے، غلط ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ میں نے نہایت ایمانداری سے امام دارقطنیؒ کے الفاظ لکھے ہیں۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس پر اشکالات پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جو کہ میرے نزدیک مناسب نہیں ہے۔ امام دارقطنیؒ نے کسی جگہ پر اس حدیث کو غیر محفوظ یا ضعیف قرار نہیں دیا۔ زبیر علیزئی کا یہ لکھنا کہ امام دارقطنی نے اس روایت کو خالی ''لیست بمحفوظ'' لکھا ہے بالکل غلط ہے۔ امام دارقطنی نے اس روایت کو کلیتہً اور مکمل ''لیست بمحفوظ'' نہیں لکھا۔ امام دارقطنیؒ کے الفاظ ملاحظہ کریں اور پھر قارئین کرام خود نتیجہ اخذ کریں کہ کیا زبیر علیزئی صاحب صحیح لکھ رہے ہیں؟ امام دارقطنی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''واسنادہ صحیح، وفیہ لفظۃ لیست بمحفوظ''

(کتاب العلل ۵/۱۷۲)

امام دارقطنیؒ کے اس قول سے واضح ہو گیا کہ یہ الفاظ کسی ایک حدیث کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ اگر اسنادہ صحیح صرف عبداللہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب کی روایت کے بارے میں لکھا ہے تو پھر ''لیست بمحفوظ'' کے الفاظ بھی اسی حدیث کے بارے میں لکھا ہیں۔ اگر ''لیست بمحفوظ'' کے الفاظ امام سفیان ثوریؒ کی روایت کے بارے میں ہیں تو پھر ''اسنادہ صحیح'' کے الفاظ بھی سفیان ثوری کی روایت کے بارے میں ہیں۔

نکتہ:۔

قارئین کرام سے عرض ہے کہ آپ زبیر علیزئی صاحب کی ناانصافی ذرا ملاحظہ کریں کہ انہوں نے امام دارقطنیؒ کے قول ''واسنادہ صحیح و فیہ لفظۃ لیست بمحفوظ''

میں سے صرف اسنادہ صحیح کے الفاظ اور لیست بمحفوظ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ میری عرض ہے کہ ''فیہ لفظۃ'' کے الفاظ کیوں حذف کر دیے اور یہ الفاظ کس روایت کے بارے میں ہے؟

امام دارقطنی کے قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "لیست بمحفوظ" کے الفاظ امام سفیان ثوری کی روایت پر نہیں بلکہ اس کا تعلق "و فیہ لفظۃ" کے ساتھ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ "وفیہ لفظۃ" وہ کون سے الفاظِ متن ہیں جس پر امام دارقطنی نے اعتراض کیا ہے۔ امام دارقطنی اس کی وضاحت خود کرتے ہیں۔ "و لیس قول من قال: ثم لم یعد محفوظا" (کتاب العلل ۱۷۳/۵)۔ امام دارقطنیؒ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ "ثم لم یعد" کے الفاظ غیر محفوظ ہیں نہ کہ ساری روایت وسند۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ امام دارقطنیؒ "ثم لا یعود" کے الفاظ کے بغیر اس حدیث کو صحیح اور محفوظ مانتے ہیں۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون ص ۲۹ پر مزید لکھتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ احناف کا دعویٰ ''ثم لا یعود'' کے بغیر بھی ثابت اور محفوظ ہے تو عرض ہے کہ ان الفاظ یا اس مفہوم کی نفی کے بغیر یہ دعویٰ سرے سے ہی ختم ہے لہٰذا نہ ثابت ہے اور نہ محفوظ ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ پہلے زبیر علیزئی صاحب اس بات کا تو اقرار کر لیں کہ یہ حدیث ''ثم لا یعود'' کے بغیر بھی سنداً اور متناً صحیح ہے۔ اس روایت کو صحیح ماننے کے بعد ہی معلوم ہوگا کہ ثم لا یعود کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ نہیں؟ کسی بھی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے بعد ہی یہ بحث مناسب ہوتی ہے کہ حدیث دعویٰ پر دلالت کرتی ہے کہ نہیں؟ اگر ''ثم لا یعود'' کے بغیر ہمارا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا تو زبیر علیزئی صاحب ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر اس حدیث کو صحیح مان لیں۔ الحمد للہ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہے اور محفوظ بھی ہے۔ میں نے اس مضمون کے ابتداء ہی میں یہ بیان کر دیا تھا کہ صرف اور صرف اُن

محدثین کرام کے وہ مفسر حوالے قابل قبول ہونگے۔ جو اس حدیث کو سنداً ضعیف لکھتے ہیں۔ مگر آپ زبیر علیزئی صاحب کی اس موضوع پر تمام کتابیں اور مضمون پڑھ لیں۔ انہوں نے ہر جگہ دو اعتراض ہی اٹھائے ہیں۔ (i) امام سفیان ثوری مدلس راوی ہیں۔ (ii) محدثین کرام نے ثم لا یعود کے الفاظ پر جرح کی ہے۔ مگر ہم یہاں واضح طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس مقام اور اس مضمون میں میں نے کسی جگہ ثم لا یعود کی بحث نہیں چھیڑی لہٰذا ایسے محدثین کرام کے حوالے پیش کرنا جو ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف نہیں اور یہ خلط مبحث بھی ہے۔ امام دارقطنی سے اس حدیث کی تصحیح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعات ۱۹/۳ پر بھی نقل کی ہے۔ دوسرا ان محدثین کرام کے اقوال اور جرح میں کسی مقام پر بھی سفیان ثوری کی تدلیس کا حوالہ موجود نہیں ہے۔ جبکہ سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض کرنا علامہ معلّمی اور ان کی تقلید میں زبیر علیزئی صاحب کا تفرد ہے۔ اس مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنیؒ کے نزدیک یہ حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی سنداً متناً صحیح ہے۔

حافظ ابن حبانؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۲ پر حافظ ابن حبانؒ کی جرح کا جواب دیا تھا مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس پر مختلف وجوہ کی بنا پر خلط مبحث کے لئے جواب دیے جو کہ بالکل ہی غلط ہیں۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون ص ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

اس کے جواب میں بعض الناس نے تین اعتراض کئے ہیں:

اول: جرح مبہم ہے۔ عرض ہے کہ یہ جرح اصول حدیث اور جمہور محدثین کرام کے مطابق ہے لہٰذا مقبول ہے۔

دوم: حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبان کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔ عرض ہے کہ یہ

محدثین کرام کے وہ مفسر حوالے قابل قبول ہونگے۔ جو اس حدیث کو سنداً ضعیف لکھتے ہیں۔ مگر آپ زبیر علیزئی صاحب کی اس موضوع پر تمام کتابیں اور مضمون پڑھ لیں۔ انہوں نے ہر جگہ دو اعتراض ہی اٹھائے ہیں۔(i) امام سفیان ثوری مدلس راوی ہیں۔(ii) محدثین کرام نے ثم لا یعود کے الفاظ پر جرح کی ہے۔ مگر ہم یہاں واضح طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس مقام اور اس مضمون میں میں نے کسی جگہ ثم لا یعود کی بحث نہیں چھیڑی لہٰذا ایسے محدثین کرام کے حوالے پیش کرنا جو ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف نہیں اور یہ خلط مبحث بھی ہے۔ امام دارقطنی سے اس حدیث کی تصحیح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعات ۱۹/۲ پر بھی نقل کی ہے۔ دوسرا ان محدثین کرام کے اقوال اور جرح میں کسی مقام پر بھی سفیان ثوری کی تدلیس کا حوالہ موجود نہیں ہے۔ جبکہ سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض کرنا علامہ معلّمی اور ان کی تقلید میں زبیر علیزئی صاحب کا تفرد ہے۔ اس مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنیؒ کے نزدیک یہ حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی سنداً متناً صحیح ہے۔

حافظ ابن حبانؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص۱۱۲ پر حافظ ابن حبانؒ کی جرح کا جواب دیا تھا مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس پر مختلف وجوہ کی بنا پر خلط مبحث کے لئے جواب دیے جو کہ بالکل ہی غلط ہیں۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون ص۳۰ پر لکھتے ہیں۔

اس کے جواب میں بعض الناس نے تین اعتراض کئے ہیں:

اول: جرح مبہم ہے۔ عرض ہے کہ یہ جرح اصول حدیث اور جمہور محدثین کرام کے مطابق ہے لہٰذا مقبول ہے۔

دوم: حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبان کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔ عرض ہے کہ یہ

کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت اصول حدیث کی رو سے جائز ہے۔

سوم: حافظ ابن حبان سے کتاب الصلوٰۃ منقول نہیں ہے۔ عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ (صفۃ الصلوٰۃ، وصف الصلوٰۃ بالسنۃ) کا ذکر مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے...... بلکہ حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح ابن حبان میں اپنی کتاب صفۃ الصلوٰۃ کا علیحدہ ذکر کیا ہے...... ان حوالوں کے باوجود کسی لاعلم شخص کا یہ قول: ''میری تحقیق میں حافظ ابن حبانؒ سے کتاب صلوٰۃ منقول نہیں ہے'' کیا حیثیت رکھتا ہے؟

الجواب

(i) عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہے جس کا اعتراف زبیر علیزئی صاحب نے خود کیا۔ زبیر علیزئی صاحب حافظ ابن حبانؒ کی جرح کو جمہور محدثین کرام کے مطابق مانتے ہیں۔ مگر گزارش یہ ہے کہ جمہور کی جرح کیا ہے؟ جب تک زبیر علیزئی صاحب اس کا تعین نہیں کرتے تو ایسے حوالے نقل کرنا غلط ہے۔ اگر زبیر علیزئی صاحب یہ لکھیں کہ جمہور محدثین کرام نے اس حدیث پر جرح کی ہے تو عرض ہے کہ جرح مبہم لائق اعتبار نہیں ہوتی۔ دوسرا اگر جمہور محدثین کرام نے ثم لا یعود کی زیادتی کا اعتراض کیا ہے تو یہ میرے مضمون کے خلاف نہیں کیونکہ مختلف مقامات پر میں یہ تصریح کر چکا ہوں کہ میرا اس مضمون میں دعویٰ ثم لا یعود کے بغیر بھی ثابت ہے۔ جب میں نے ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی کو بحث موضوع ہی نہیں بنایا تو پھر یہ اعتراض نقل کیوں کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا میری کتاب کے جواب میں بار بار جمہور کی رٹ لگانا مناسب نہیں ہے۔ دوسرا سفیان ثوری کی تدلیس کا جواب ہم گزشتہ صفحات میں تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ جمہور محدثین کرام میں سے کسی ایک محدث نے بھی سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض وارد نہیں کیا بلکہ میں تدلیس کی بحث میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ ان جمہور محدثین کرام کے اقوال سے تو تدلیس کی نفی ہوتی ہے۔ لہٰذا زبیر

کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت اصول حدیث کی رو سے جائز ہے۔

سوم: حافظ ابن حبان سے کتاب الصلوٰۃ منقول نہیں ہے۔عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ (صفۃ الصلوٰۃ، وصف الصلوٰۃ بالسنۃ) کا ذکر مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے...... بلکہ حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح ابن حبان میں اپنی کتاب صفۃ الصلوٰۃ کا علیحدہ ذکر کیا ہے...... ان حوالوں کے باوجود کسی لاعلم شخص کا یہ قول: ''میری تحقیق میں حافظ ابن حبانؒ سے کتاب صلوٰۃ منقول نہیں ہے'' کیا حیثیت رکھتا ہے؟

الجواب

(i) عرض ہے کہ حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہے جس کا اعتراف زبیر علیزئی صاحب نے خود کیا۔زبیر علیزئی صاحب حافظ ابن حبانؒ کی جرح کو جمہور محدثین کرام کے مطابق مانتے ہیں۔مگر گزارش یہ ہے کہ جمہور کی جرح کیا ہے؟جب تک زبیر علیزئی صاحب اس کا تعین نہیں کرتے تو ایسے حوالے نقل کرنا غلط ہے۔اگر زبیر علیزئی صاحب یہ لکھیں کہ جمہور محدثین کرام نے اس حدیث پر جرح کی ہے تو عرض ہے کہ جرح مبہم لائق اعتبار نہیں ہوتی۔ دوسرا اگر جمہور محدثین کرام نے ثم لا یعود کی زیادتی کا اعتراض کیا ہے تو یہ میرے مضمون کے خلاف نہیں کیونکہ مختلف مقامات پر میں یہ تصریح کر چکا ہوں کہ میرا اس مضمون میں دعویٰ ثم لا یعود کے بغیر بھی ثابت ہے۔جب میں نے ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی کو بحث موضوع ہی نہیں بنایا تو پھر یہ اعتراض نقل کیوں کئے جا رہے ہیں۔لہٰذا میری کتاب کے جواب میں بار بار جمہور کی رٹ لگانا مناسب نہیں ہے۔دوسرا سفیان ثوری کی تدلیس کا جواب ہم گزشتہ صفحات میں تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔اور تیسرا یہ کہ جمہور محدثین کرام میں سے کسی ایک محدث نے بھی سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض وارد نہیں کیا بلکہ میں تدلیس کی بحث میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ ان جمہور محدثین کرام کے اقوال سے تو تدلیس کی نفی ہوتی ہے۔لہٰذا زبیر

علیزئی صاحب کا بار بار یہ لکھنا کہ فلاں محدث کی جرح اس لیے مقبول ہے کہ وہ جمہور محدثین کے مطابق ہے بالکل غلط اور خلافِ تحقیق ہے۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب کو آج یہ سمجھ میں آیا کہ کتاب سے روایت کرنا جائز ہے۔مگر خود اس اصول کی بار ہا مقامات پر خلاف ورزی کی ہے۔میرا اعتراض بالکل صحیح ہے کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبانؒ کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔

(iii) حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ کا منقول ہونا ایک الگ بحث ہے۔میرا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ اصل عبارت اور کتاب کے بغیر جرح پیش کرنا غلط ہے۔کیونکہ اکثر ایسے حوالے موجود ہیں جو اصل کتاب میں الگ اور نقل کرنے کے بعد الگ ہو جاتے ہیں۔زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ ایسے حوالے پیش کریں جس میں کتاب الصلوٰۃ کا ذکر ہو نہ یہ کہ صفۃ الصلوٰۃ یا وصف الصلوٰۃ بالسنۃ۔اگر بالفرض کتاب کے نام نقل کرنے میں اتنا اختلاف ہے تو متن میں کتنا اختلاف ہوگا۔

دیگر ازاں حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہی ہے۔اور اس جرح کا کوئی اثر زیر بحث موضوع پر نہیں ہوتا ہے۔

امام ابوداؤدؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر...... محققانہ تجزیہ کے ص ۲۱ تا ص ۳۴ پر امام ابوداؤد کی جرح کا محققانہ جائزہ لے کر واضح طور پر لکھا تھا کہ امام ابوداؤد کی یہ جرح منسوخ و مرجوع ہے اور بہت ہی اہم حوالے نقل کئے تھے۔جس کو مان لینا ایک عالم کے شایان شان تھا۔مگر زبیر علیزئی صاحب نے مسلکی تفاوت کی وجہ سے امام ابوداؤدؒ کی جرح کو اپنے ذہنی مذموم خیال کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔زبیر علیزئی صاحب نے نہ تو کوئی

علیزئی صاحب کا بار بار یہ لکھنا کہ فلاں محدث کی جرح اس لیے مقبول ہے کہ وہ جمہور محدثین کے مطابق ہے بالکل غلط اور خلافِ تحقیق ہے۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب کو آج یہ سمجھ میں آیا کہ کتاب سے روایت کرنا جائز ہے۔ مگر خود اس اصول کی بارہا مقامات پر خلاف ورزی کی ہے۔ میرا اعتراض بالکل صحیح ہے کہ حافظ ابن حجر اور حافظ ابن حبانؒ کے درمیان سند موجود نہیں ہے۔

(iii) حافظ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ کا منقول ہونا ایک الگ بحث ہے۔ میرا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ اصل عبارت اور کتاب کے بغیر جرح پیش کرنا غلط ہے۔ کیونکہ اکثر ایسے حوالے موجود ہیں جو اصل کتاب میں الگ اور نقل کرنے کے بعد الگ ہو جاتے ہیں۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ ایسے حوالے پیش کریں جس میں کتاب الصلوٰۃ کا ذکر ہو نہ یہ کہ صفۃ الصلوٰۃ یا وصف الصلوٰۃ بالسنۃ۔ اگر بالفرض کتاب کے نام نقل کرنے میں اتنا اختلاف ہے تو متن میں کتنا اختلاف ہوگا۔

دیگر از اں حافظ ابن حبان کی جرح مبہم ہی ہے۔ اور اس جرح کا کوئی اثر زیرِ بحث موضوع پر نہیں ہوتا ہے۔

امام ابوداوٗدؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین کے موضوع پر..... محققانہ تجزیہ کے ص ۲۱ تا ص ۳۴ پر امام ابوداوٗد کی جرح کا محققانہ جائزہ لے کر واضح طور پر لکھا تھا کہ امام ابوداوٗد کی یہ جرح منسوخ و مرجوع ہے اور بہت ہی اہم حوالے نقل کئے تھے۔ جس کو مان لینا ایک عالم کے شایانِ شان تھا۔ مگر زبیر علیزئی صاحب نے مسلکی تفاوت کی وجہ سے امام ابوداوٗدؒ کی جرح کو اپنے ذہنی مذموم خیال کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ زبیر علیزئی صاحب نے نہ تو کوئی

دلیل دی اور نہ ہی کوئی ثبوت فراہم کیا۔ محض ظن کی بنا پر ہی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون میں اس پر لکھتے ہیں۔

''بعض دیوبندیوں اور بریلویوں نے اس جرح کے ثبوت میں شک وشبہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ جس کا مسکت جواب نور العینین میں دے دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ''امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب "التنقیح کتاب التحقیق فی احادیث تعلیق" پر امام داوٗدؒ کی اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کئے''..... تو عرض ہے کہ حافظ ذہبی کا التحقیق ۲۱۸/۱ میں یہ جرح نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں ہے کہ امام ابوداوٗد سے یہ الفاظ ثابت ہی نہیں ہیں۔

الجواب

عرض ہے کہ میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۲ پر واضح لکھا ہے کہ'' کیونکہ ان کی (حافظ ذہبی) یہ کتاب امام ابن جوزیؒ کی کتاب التحقیق پر تعلیق ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کتاب میں ابن جوزیؒ کا امام ابوداوٗد سے جرح نقل کرنے پر اتفاق نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ذہبیؒ کے پاس جو سنن ابی داوٗد کا نسخہ تھا اُس میں ابوداوٗد کی جرح منقول نہیں تھی''۔ میں نے تو صرف اس بات کی تصریح کی ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے پاس جو نسخہ تھا اسمیں امام ابوداوٗد کی جرح کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی پر یہ فرض ہے کہ امام ابوداوٗد کا وہ متاخرِ روایت نسخہ پیش کریں جس میں امام ابوداوٗدؒ کی جرح کے الفاظ متن مین موجود ہوں۔ یہاں پر تصریح کرنا ضروری ہے کہ جب کسی نسخہ و عبارت میں اختلاف ہو جائے تو نسخے کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اگر غیر مقلدین و زبیر علیزئی صاحب کے پاس ایسا نسخہ ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہو تو پیش کریں اور ساتھ یہ بھی صراحت کریں کہ یہ نسخہ امام ابوداوٗد کے متاخر شاگر لولوئیؒ کا تھا۔ لہٰذا صرف مفروضوں اور نقل در نقل کی بجائے تحقیق کے میدان میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کردوں کہ میری کتاب کا

دلیل دی اور نہ ہی کوئی ثبوت فراہم کیا۔ محض ظن کی بنا پر ہی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(i) زبیر علیزئی صاحب اپنے دوسرے جوابی مضمون میں اس پر لکھتے ہیں۔

''بعض دیوبندیوں اور بریلویوں نے اس جرح کے ثبوت میں شک وشبہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ جس کا مسکت جواب نور العینین میں دے دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ''امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب "التنقیح کتاب التحقیق فی احادیث تعلیق" پر امام داؤدؒ کی اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کیے''.....تو عرض ہے کہ حافظ ذہبی کا التحقیق ۲۱۸/۱ میں یہ جرح نقل نہ کرنا اس کی دلیل نہیں ہے کہ امام ابوداؤد سے یہ الفاظ ثابت ہی نہیں ہیں۔

الجواب

عرض ہے کہ میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۲ پر واضح لکھا ہے کہ'' کیونکہ ان کی (حافظ ذہبی) یہ کتاب امام ابن جوزیؒ کی کتاب التحقیق پر تعلیق ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کتاب میں ابن جوزیؒ کا امام ابوداؤد سے جرح نقل کرنے پر اتفاق نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ذہبیؒ کے پاس جو سنن ابی داؤد کا نسخہ تھا اُس میں ابوداؤد کی جرح منقول نہیں تھی''۔ میں نے تو صرف اس بات کی تصریح کی ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے پاس جو نسخہ تھا اسمیں امام ابوداؤد کی جرح کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی پر یہ فرض ہے کہ امام ابوداؤد کا وہ متاخر روایت نسخہ پیش کریں جس میں امام ابوداؤدؒ کی جرح کے الفاظ متن مین موجود ہوں۔ یہاں پر تصریح کرنا ضروری ہے کہ جب کسی نسخہ وعبارت میں اختلاف ہوجائے تو نسخے کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اگر غیر مقلدین وزبیر علیزئی صاحب کے پاس ایسا نسخہ ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہو تو پیش کریں اور ساتھ یہ بھی صراحت کریں کہ یہ نسخہ امام ابوداؤد کے متاخر شاگرد لولوئی کا تھا۔ لہٰذا صرف مفروضوں اور نقل درنقل کی بجائے تحقیق کے میدان مین بھی اپنا کردار ادا کریں۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کردوں کہ میری کتاب کا

مقصد صرف نقل درنقل ہی نہیں بلکہ اصل عبارات کی تحقیق تھی۔ لہٰذا جواب لکھنے سے پہلے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ انصاف اور تحقیق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

مزید عرض ہے کہ امام ابوداؤد کی مذکورہ جرح کا علامہ ذہبیؒ کا اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا اس بات کی تصریح ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے پاس سنن ابی داؤد کا جو نسخہ ہے۔ اُس میں یہ الفاظ جرح موجود نہیں ہیں۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب دوسرے جوابی مضمون ص ۱۳۱ پر مزید لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی شخص مغلطائی کے حوالے سے یہ کہے کہ امام ابوداؤد کی اس جرح کو ابن العبد (قدیم شاگرد) نے نقل کیا ہے۔ تو عرض ہے کہ مغلطائی کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ بلکہ جلیل القدر حفاظ حدیث نے اس پر جرح کی ہے (نور العینین ص ۸۷)

دوسرے یہ کہ اس جرح کو حافظ ابن عبدالبر نے کتاب التمهيد میں نقل کیا ہے اور المکتبۃ الشاملہ کا حوالہ اگر زبیر علیزئی نے لیا ہے تو المكتبة الشاملة اور اصل کتب میں بہت اختلاف موجود ہے اکثر جگہ پر سقط وتصحیف تحریر ہے۔ المکتبہ الشاملہ کے مطابق انہوں نے امام ابوداؤد کی مرویات کو درج ذیل راویوں سے بیان کیا ہے:۔

(i) محمد بن بکر التمار (ابن داسہؒ) عام روایات اسی راوی سے ہیں، گویا کہ ابن عبدالبر نے سنن ابی داؤد انہی سے روایت کی ہے۔ (ii) ابن الاعرابی (iii) اسماعیل بن محمد الصفا..... مجھے ابن العبد (راوی) کی ایک روایت بھی التمهيد میں نہیں ملی، جسے انہوں نے ابوداؤد سے بیان کیا معلوم ہوا کہ حافظ ابن عبدالبر نے امام داؤد سے جو جرح نقل کی ہے، وہ ابن العبد کی سند سے نہیں ہے۔ لہٰذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ امام ابوداؤد نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر جرح سے رجوع کرلیا تھا۔ باطل اور مردود ہے۔

مقصد صرف نقل در نقل ہی نہیں بلکہ اصل عبارات کی تحقیق تھی۔ لہٰذا جواب لکھنے سے پہلے یہ کوشش ہونی چاہیے کہ انصاف اور تحقیق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

مزید عرض ہے کہ امام ابوداوٗد کی مذکورہ جرح کا علامہ ذہبیؒ کا اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا اس بات کی تصریح ہے کہ علامہ ذہبیؒ کے پاس سنن ابی داوٗد کا جو نسخہ ہے۔ اُس میں یہ الفاظ جرح موجود نہیں ہیں۔

(ii) زبیر علیزئی صاحب دوسرے جوابی مضمون ص ۱۳۱ پر مزید لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی شخص مغلطائی کے حوالے سے یہ کہے کہ امام ابوداوٗد کی اس جرح کو ابن العبد (قدیم شاگرد) نے نقل کیا ہے۔ تو عرض ہے کہ مغلطائی کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ بلکہ جلیل القدر حفاظ حدیث نے اس پر جرح کی ہے (نور العینین ص ۸۷)

دوسرے یہ کہ اس جرح کو حافظ ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں نقل کیا ہے اور المکتبہ الشاملہ کا حوالہ اگر زبیر علیزئی نے لیا ہے تو المکتبہ الشاملۃ اور اصل کتب میں بہت اختلاف موجود ہے اکثر جگہ پر سقط و تصحیف تحریر ہے۔ المکتبہ الشاملہ کے مطابق انہوں نے امام ابوداوٗد کی مرویات کو درج ذیل راویوں سے بیان کیا ہے:۔

(i) محمد بن بکر التمار (ابن داسہؒ) عام روایات اسی راوی سے ہیں، گویا کہ ابن عبدالبر نے سنن ابی داوٗد انہی سے روایت کی ہے۔ (ii) ابن الاعرابی (iii) اسماعیل بن محمد الصفا...... مجھے ابن العبد (راوی) کی ایک روایت بھی التمہید میں نہیں ملی، جسے انہوں نے ابوداوٗد سے بیان کیا معلوم ہوا کہ حافظ ابن عبدالبر نے امام داوٗد سے جو جرح نقل کی ہے، وہ ابن العبد کی سند سے نہیں ہے۔ لہٰذا بعض الناس کا یہ کہنا کہ امام ابوداوٗد نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث پر جرح سے رجوع کر لیا تھا۔ باطل اور مردود ہے۔

الجواب

امام ابوداوٗدؒ سے یہ جرح ان کے قدیم شاگرد ابن العبد الانصاریؒ سے منقول ہے۔ دوران تحقیق جب اس نکتہ پر تحقیق جاری تھی کہ امام ابوداوٗدؒ کے تقریباً 12 نسخے عام ہیں اور کسی ایک نسخہ کے متن میں یہ الفاظ جرح موجود نہیں ہیں صرف (1) نسخہ کے حاشیہ میں امام ابوداوٗد کی جرح کے الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف ابن جوزیؒ، ابن عبدالبرؒ اور ابن عبدالہادیؒ نے اس جرح کا انتساب امام ابوداوٗد کی طرف کیا تھا۔ اصل معمہ یہ تھا کہ معمول بہ نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں جبکہ ان نسخوں میں ابوعلی لولوی، ابن داسہ اور ابن الاعرابی کے نسخے عام ہیں۔ کیا وجہ تھی کہ 2-3 محدثین کرام نے اس کا انتساب امام ابوداوٗدؒ کی طرف کیا۔ مگر دوران تحقیق جب سنن ابن ماجہ کی وہ شرح جو حافظ مغلطائیؒ نے کی تھی حافظ مغلطائی ''اس جرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔'' ذکرہ ابوداوٗد فی روایت ابن العبد'' شرح سنن ابن ماجہ ۵/۱۴۶۔ حافظ مغلطائیؒ نے اس بات کی صراحت کی کہ یہ جرح امام ابوداوٗد کے شاگرد ابن العبد کی روایت میں ہے۔ حافظ مغلطائی کی وضاحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ جرح کسی اور راوی کی روایت میں نہیں صرف اور صرف ابن العبد الانصاری کے نسخے میں موجود ہے۔ اس تحقیق سے نہ تو کسی دوسرے محدث کی بات غلط معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی ہمارے اس موقف پر اثر پڑتا ہے کہ امام ابوداوٗد کی یہ جرح مرجوع ہے۔ اندازہ تو یہ تھا کہ زبیر علیزئی صاحب کم از کم اس تحقیق کو بڑے ہی خندہ پیشانی سے قبول کرینگے مگر اس کے برعکس جناب زبیر علیزئی نے حافظ مغلطائیؒ '' پر ہی جرح کر ڈالی۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ حق کو مان لیا جاتا مگر مسلکی تفاوت کی بنا پر جرح کر ڈالی۔

زبیر علیزئی صاحب نے خود متعدد مقامات پر حافظ مغلطائیؒ کے قول سے استدلال بھی کیا ہے۔ زبیر علیزئی صاحب ماھانہ الحدیث نمبر 63 میں ص 43 پر لکھتے ہیں۔

الجواب

امام ابوداؤدؒ سے یہ جرح ان کے قدیم شاگرد ابن العبد الانصاریؒ سے منقول ہے۔ دوران تحقیق جب اس نکتہ پر تحقیق جاری تھی کہ امام ابوداؤدؒ کے تقریباً 12 نسخے عام ہیں اور کسی ایک نسخہ کے متن میں یہ الفاظ جرح موجود نہیں ہیں صرف (1) نسخہ کے حاشیہ میں امام ابوداؤد کی جرح کے الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف ابن جوزیؒ، ابن عبدالبرؒ اور ابن عبدالہادیؒ نے اس جرح کا انتساب امام ابوداؤد کی طرف کیا تھا۔ اصل معمہ یہ تھا کہ معمول بہٖ نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں جبکہ ان نسخوں میں ابوعلی لولوی، ابن داسہ اور ابن الاعرابی کے نسخے عام ہیں۔ کیا وجہ تھی کہ 2-3 محدثین کرام نے اس کا انتساب امام ابوداؤدؒ کی طرف کیا۔ مگر دوران تحقیق جب سنن ابن ماجہ کی وہ شرح جو حافظ مغلطائیؒ نے کی تھی حافظ مغلطائی ''اس جرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''ذکرۃ ابوداؤد فی روایت ابن العبد'' شرح سنن ابن ماجہ ۵/۱۴۶ حافظ مغلطائیؒ نے اس بات کی صراحت کی کہ یہ جرح امام ابوداؤد کے شاگرد ابن العبد کی روایت میں ہے۔ حافظ مغلطائی کی وضاحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ جرح کسی اور راوی کی روایت میں نہیں صرف اور صرف ابن العبد الانصاری کے نسخے میں موجود ہے۔ اس تحقیق سے نہ تو کسی دوسرے محدث کی بات غلط معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی ہمارے اس موقف پر اثر پڑتا ہے کہ امام ابوداؤد کی یہ جرح مرجوع ہے۔ اندازہ تو یہ تھا کہ زبیر علیزئی صاحب کم از کم اس تحقیق کو بڑے ہی خندہ پیشانی سے قبول کرینگے مگر اس کے برعکس جناب زبیر علیزئی نے حافظ مغلطائی'' پر ہی جرح کر ڈالی۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ حق کو مان لیا جاتا مگر مسلکی تفاوت کی بنا پر جرح کر ڈالی۔

زبیر علیزئی صاحب نے خود متعدد مقامات پر حافظ مغلطائیؒ کے قول سے استدلال بھی کیا ہے۔ زبیر علیزئی صاحب ماہنامہ الحدیث نمبر 63 میں ص 43 پر لکھتے ہیں۔

''مغلطائی بن قلیج المصری الحنفی :مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ المصری نے شہر بن جوشب کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے: ہذا حدیث إسنادہ جید (شرح ابن ماجہ ۱/۲۸۲) بلکہ میرے اس مضمون کے جواب سے پہلے اسی رسالہ نمبر 69 کے صفحہ 15 پر امام سخاوی کے قول سے امام مغلطائی سے استدلال کیا ہے۔

جب زبیر علیزئی کو اپنے موقف کا دفاع کرنا ہو تو مغلطائی کے قول سے استدلال کرتے ہیں جبکہ اپنے مرضی کے خلاف کوئی روایت ہو تو فوراً ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ دوسرا محدث مغلطائی ضعیف نہیں بلکہ ثقہ راوی ہیں۔ جبکہ وہ کوئی روایت یا حدیث نہیں بیان کر رہے صرف امام ابوداؤدؒ کی جرح کے بارے میں لکھا ہے۔ محدث مغلطائی کو جمہور محدثین نے ثقہ لکھا ہے۔

حافظ مغلطائیؒ کی توثیق

(i)	حافظ ابن حجرؒ	انتھت إلیہ ریاسۃ الحدیث فی زمانۃ	(تعجیل المنفعۃ ص ۱۱)
(ii)	حافظ ابن فھد المکی	العلامۃ الحافظ المحدث المشھور	(لحظ الالحاظ ص ۱۳۳)
(iii)	حافظ عراقیؒ	أو سعھم حفظا	(طبقات الحفاظ سیوطی ص ۵۳۳)
(iv)	حافظ ابوزرعہ بن العراقیؒ	شیخ المحدثین	(ذیل العبر ۱/۷۰)
(v)	حافظ سیوطیؒ	کان عارفا بفنون الحدیث	(حسن المحاضرۃ ۷/۲۷۵)
(vi)	امام زرکلیؒ	مؤرخ من حفاظ الحدیث	(الاعلام ۷/۲۷۵)
(vii)	علامہ سبکیؒ	محدث العصر	(طبقات الشافعیہ ۱۰/۲۰۴)
(viii)	حافظ ابن تغریؒ	کان لہ اطلاع کبیر، وباع واسع فی الحدیث وعلومۃ	(حسن المحاضرۃ ۱/۳۵۹)

''مغلطائی بن قلیج المصری الحنفی :مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ المصری نے شہر بن حوشب کی ایک روایت کے بارے میں لکھا ہے: ہذا حدیث إسنادہ جید (شرح ابن ماجہ ۱/۲۸۲) بلکہ میرے اس مضمون کے جواب سے پہلے اسی رسالہ نمبر 69 کے صفحہ 15 پر امام سخاوی کے قول سے امام مغلطائی سے استدلال کیا ہے۔

جب زبیر علیزئی کو اپنے موقف کا دفاع کرنا ہو تو مغلطائی کے قول سے استدلال کرتے ہیں جبکہ اپنے مرضی کے خلاف کوئی روایت ہو تو فوراً ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ دوسرا محدث مغلطائی ضعیف نہیں بلکہ ثقہ راوی ہیں۔ جبکہ وہ کوئی روایت یا حدیث نہیں بیان کر رہے صرف امام ابوداؤدؒ کی جرح کے بارے میں لکھا ہے۔ محدث مغلطائی کو جمہور محدثین نے ثقہ لکھا ہے۔

حافظ مغلطائیؒ کی توثیق

(i)	حافظ ابن حجرؒ	انتہت إلیہ رئاسۃ الحدیث فی زمانہ	(تعجیل المنفعۃ ص ۹۹)
(ii)	حافظ ابن فہد المکی	العلامۃ الحافظ المحدث المشہور	(لحظ الالحاظ ص ۱۳۳)
(iii)	حافظ عراقیؒ	أوسعہم حفظا	(طبقات الحفاظ سیوطی ص ۵۳۴)
(iv)	حافظ ابوزرعہ بن العراقیؒ	شیخ المحدثین	(ذیل العبر ۱/۷۰)
(v)	حافظ سیوطیؒ	کان عارفا بفنون الحدیث	(حسن المحاضرۃ ۷/۲۷۵)
(vi)	امام زرکلیؒ	مؤرخ، من حفاظ الحدیث	(الاعلام ۷/۲۷۵)
(vii)	علامہ سبکیؒ	محدث العصر	(طبقات الشافعیہ ۱۰/۲۰۴)
(viii)	حافظ ابن تغریؒ	کان لہ اطلاع کبیر، وباع واسع فی الحدیث وعلومہ	(حسن المحاضرۃ ۱/۳۵۹)

(ix)	امام صفدیؒ	الشیخ الامام الحافظ القدوۃ۔ شیخ الحدیث یعرف القدیم والحدیث	(اعیان العصر ۴/۲۰۷۵)
(x)	امام ناصر الدین دمشقیؒ	وکان معدودا فی الحافظ المصنفین	(التبیان ۳۵۳ ب قلمی)
(xi)	امام ابن قاضی شہبہؒ	الحافظ المطلع النسابۃ المورخ الفقیہ	(تاریخ ابن شہبۃ ۲/۱۹۸)
(xii)	امام بدر الدین عینیؒ	وسعۃ اطلاع	(عمدۃ القاری ۵/۱۵۹)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محدث علاء الدین مغلطائیؒ ثقہ ہیں اور ان پر ضعیف کا الزام لگانا علمی زیادتی ہے۔ جب حافظ مغلطائیؒ کا ثقہ ہونا معلوم ہو گیا ہے تو ان کے قول کی اہمیت مزید واضح اور بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حافظ مغلطائیؒ کا اس جرح کو ابن العبد الانصاری کے نسخہ کی طرف اشارہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

دوسرا زبیر علیزئی کا امام ابوداؤدؒ کی جرح ثابت کرنے کی کوشش میں امام ابن عبدالبرؒ کی التمہید سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ امام ابن عبدالبرؒ نے امام ابوداؤدؒ کی جرح کی سند نقل نہیں کی۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ جرح کس راوی سے ہے۔ اگر یہ جرح ابن الاعرابی، ابن داسہ، یا اسماعیل بن محمد الصفار سے ہوتی تو امام عبدالبر سند ضرور نقل کرتے۔ امام ابن عبدالبر کا سند نہ نقل کرنا ہمارے اس دعویٰ کو مزید تقویت دیتا ہے کہ یہ جرح ابن العبد الانصاری کی روایت میں ہے۔ اور زبیر علیزئی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ امام ابن عبدالبر کے پاس امام ابوعلی لولوی کا نسخہ موجود نہ تھا۔ لہٰذا ابن عبدالبر کا اس جرح کو نقل کرنا اس حالت میں کہ سنن ابی داؤد کا ابوعلی لولوی کا نسخہ ان کے پاس نہ تھا۔ اس جرح سے رجوع کا موقف ابن عبدالبر کے سامنے نہ تھا۔ کیونکہ ابن عبدالبر کے پاس رجوع کی کوئی دلیل نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس جرح کو نقل کر دیا۔ لہٰذا تحقیق کے میدان میں ابن عبدالبر کا حوالہ قابل قبول نہ ہوگا۔

(ix) امام صفدیؒ — الشیخ الامام الحافظ القدوۃ۔ شیخ الحدیث یعرف القدیم والحدیث — (اعیان العصر ۴/۲۰۷۵)

(x) امام ناصر الدین دمشقیؒ — وکان معدودا فی الحافظ المصنفین — (التبیان ۳۵۳ب قلمی)

(xi) امام ابن قاضی شھبہؒ — الحافظ المطلع النسابۃ المورخ الفقیہ — (تاریخ ابن شھبۃ ۲/۱۹۸)

(xii) امام بدر الدین عینیؒ — وسعۃ اطلاح — (عمدۃ القاری ۵/۱۵۹)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محدث علاء الدین مغلطائیؒ ثقہ ہیں اور ان پر ضعیف کا الزام لگانا علمی زیادتی ہے۔ جب حافظ مغلطائیؒ کا ثقہ ہونا معلوم ہو گیا ہے تو ان کے قول کی اہمیت مزید واضح اور بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حافظ مغلطائیؒ کا اس جرح کو ابن العبد الانصاری کے نسخہ کی طرف اشارہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

دوسرا زبیر علیزئی کا امام ابوداؤدؒ کی جرح ثابت کرنے کی کوشش میں امام ابن عبد البرؒ کی التمہید سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ امام ابن عبد البرؒ نے امام ابوداؤدؒ کی جرح کی سند نقل نہیں کی۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ جرح کس راوی سے ہے۔ اگر یہ جرح ابن الاعرابی، ابن داسہ، یا اسماعیل بن محمد الصفار سے ہوتی تو امام عبد البر سند ضرور نقل کرتے۔ امام ابن عبد البر کا سند نہ نقل کرنا ہمارے اس دعوٰی کو مزید تقویت دیتا ہے کہ یہ جرح ابن العبد الانصاری کی روایت میں ہے۔ اور زبیر علیزئی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ امام ابن عبد البر کے پاس امام ابوعلی لولؤی کا نسخہ موجود نہ تھا۔ لہٰذا ابن عبد البر کا اس جرح کو نقل کرنا اس حالت میں کہ سنن ابی داؤد کا ابوعلی لولؤی کا نسخہ ان کے پاس نہ تھا۔ اس جرح سے رجوع کا موقف ابن عبد البر کے سامنے نہ تھا۔ کیونکہ ابن عبد البر کے پاس رجوع کی کوئی دلیل نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس جرح کو نقل کر دیا۔ لہٰذا تحقیق کے میدان میں ابن عبد البر کا حوالہ قابل قبول نہ ہوگا۔

مزید یہ عرض کر دیں کہ زبیر علیزئی کا صرف التمہید پر اکتفا کرنا مناسب نہیں کیونکہ تحقیق کے میدان میں دلائل کی اہمیت ہوتی ہے۔

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص 22 تا ص 34 اس بات پر تفصیل سے بیان کیا ہے کہ میں اس جرح کو امام ابوداؤد سے مرجوح مانتا ہوں اور دلائل کا انبار پیش کیا تھا۔ التمہید سے ایک بات مزید بھی عیاں ہوتی ہے کہ امام ابن عبد البر کے پیش نظر التمہید لکھتے وقت لولؤی کا نسخہ نہ تھا جس سے بات اور واضح ہو جاتی ہے۔ میرا دعوٰی یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے سب سے آخر میں اپنی کتاب السنن اپنے متاخر شاگرد ابوعلی لولؤی کو املاء کروائی۔ اور ابو علی لولؤی کے کسی ایک بھی نسخہ میں امام ابوداؤد کی جرح موجود نہیں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کا فرض ہے کہ باقی باتیں رہنے دیں صرف ایک ایسا مستند نسخہ دکھائیں جو ابوعلی لولؤی سے روایت ہو اور اس میں امام ابوداؤد کی جرح متن میں ہو۔ میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص 29 پر 11 قلمی نسخوں کی نشاندھی کی اور 3 قلمی نسخوں کے عکس بھی دیے۔ جس میں امام ابوداؤد کی جرح کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب ان کثیر دلائل کے مقابلے میں کسی طرح بھی امام ابوداؤدؒ سے یہ جرح راجح قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ ایک اور بات ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف تحقیق اور حق بات کو نہ مانا جائے۔ تحقیق تو یہ ہوتی کہ اگر زبیر علیزئی صاحب ابوعلی لولؤی کا کوئی ایک مستند نسخہ پیش کرتے۔ بالفرض اگر یہ جرح کسی دوسرے شاگرد یعنی ابن داستہ، ابن الاعرابی، اسماعیل بن محمد الصفار کے نسخے میں موجود بھی ہو پھر بھی ابوعلی لولؤی کے نسخے کے مقابلے میں مرجوح ہوگی کیونکہ امام ابوداؤد کے متاخر شاگرد ابو علی لولؤی ہی ہیں اور سب سے آخر میں امام ابوداؤد نے انہی کو اپنی السنن املاء کروائی۔ لہٰذا راجح اور جدید قول کے مقابلے میں قدیم قول، ہمیشہ مرجوح ہوتے ہیں۔

(iii) زبیر علیزئی صاحب مزید اپنے جوابی مضمون ص ۳۲ پر لکھتے ہیں۔

مزید یہ عرض کریں کہ زبیر علیزئی کا صرف التمہید پر اکتفا کرنا مناسب نہیں کیونکہ تحقیق کے میدان میں دلائل کی اہمیت ہوتی ہے۔

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص 22 تا ص 34 اس بات پر تفصیل سے بیان کیا ہے کہ میں اس جرح کو امام ابوداؤد سے مرجوح مانتا ہوں اور دلائل کا انبار پیش کیا تھا۔ التمہید سے ایک بات مزید بھی عیاں ہوتی ہے کہ امام ابن عبدالبر کے پیش نظر التمہید لکھتے وقت لولؤی کا نسخہ نہ تھا جس سے بات اور واضح ہو جاتی ہے۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ امام ابوداؤد نے سب سے آخر میں اپنی کتاب السنن اپنے متاخر شاگرد ابوعلی لولؤی کو املاء کروائی۔ اور ابو علی لولؤی کے کسی ایک بھی نسخہ میں امام ابوداؤد کی جرح موجود نہیں ہے۔ زبیر علیزئی صاحب کا فرض ہے کہ باقی باتیں رہنے دیں صرف ایک ایسا مستند نسخہ دکھائیں جو ابوعلی لولؤی سے روایت ہو اور اس میں امام ابوداؤد کی جرح متن میں ہو۔ میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص 29 پر 11 قلمی نسخوں کی نشاندھی کی اور 3 قلمی نسخوں کے عکس بھی دیے۔ جس میں امام ابوداؤد کی جرح کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب ان کثیر دلائل کے مقابلے میں کسی طرح بھی امام ابوداؤدؒ سے یہ جرح راجح قرار نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ ایک اور بات ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف تحقیق اور حق بات کو نہ مانا جائے۔ تحقیق تو یہ ہوتی کہ اگر زبیر علیزئی صاحب ابوعلی لولؤی کا کوئی ایک مستند نسخہ پیش کرتے۔ بالفرض اگر یہ جرح کسی دوسرے شاگرد یعنی ابن داسہ، ابن الاعرابی، اسماعیل بن محمد الصفار کے نسخے میں موجود بھی ہو پھر بھی ابوعلی لولؤی کے نسخے کے مقابلے میں مرجوح ہوگی کیونکہ امام ابوداؤد کے متاخر شاگرد ابو علی لولؤی ہی ہیں اور سب سے آخر میں امام ابوداؤد نے انہی کو اپنی السنن املاء کروائی۔ لہٰذا راجح اور جدید قول کے مقابلے میں قدیم قول، ہمیشہ مرجوح ہوتے ہیں۔

(iii) زبیر علیزئی صاحب مزید اپنے جوابی مضمون ص ۲۳۴ پر لکھتے ہیں۔

''اگر ایک روایت یا قول بعض نسخوں میں موجود نہ ہو اور بعض یا ایک نسخہ میں موجود ہو تو پھر یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ یہ نسخہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ اگر قابل اعتماد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ثقہ کی زیادتی کے اصول سے اس روایت یا قول کو موجود تسلیم کیا جاتا ہے۔ امام ابوداؤد کی جرح کو ابن جوزی، ابن عبدالبر، ابن عبدالهادی اور ابن حجر عسقلانی وغیرھم متعدد علماء نے نقل کیا ہے لہٰذا اس جرح کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی صاحب صرف ظنی باتوں پر ہی اکتفاء کیئے ہوئے ہیں۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ پہلے کوئی قلمی نسخہ تو پیش کریں پھر نسخہ کے قابل اعتماد ہونے کی بات کریں۔ میں نے ایک یا دو نسخے نہیں 11 نسخوں کی تفصیل دی ہے۔ پہلے تو زبیر علیزئی صاحب ان کی ثقاہت غیر ثابت کر کے دکھائیں۔ نسخوں کا تقابل تو اس وقت ہوتا ہے جب دونوں طرف سے نسخے پیش کیئے جائیں۔ زبیر علیزئی صاحب نے تو کسی ایک نسخہ کا بھی حوالہ نہیں دیا صرف ظنی باتوں سے نسخوں کو مشکوک قرار دے رہے ہیں۔ زبیر علیزئی کو چاہیے تھا کہ میری کتاب کا جواب لکھنے سے پہلے ذرا تحقیق تو کر لیتے کہ کن کن نسخوں میں یہ جرح موجود ہے اور کن کن نسخوں میں جرح موجود نہیں ہے۔ اور پھر نسخوں کی اہمیت تو بیان فرما دیتے تا کہ قارئین پر بات واضح ہو سکتی۔ میں نے اپنی کتاب میں سلطان احمد بن سلطان صلاح الدین ایوبی کا نسخہ عکس بھی پیش کیا۔ اس نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ اس نسخہ کو خطیب بغدادیؒ کے نسخہ سے تقابل کر کے لکھا گیا اور یہ نسخہ ابن طبرزدؒ کے سامنے پڑھا گیا اور متعدد محدثین کرام سے سماعت بھی ثبت ہیں۔ اور اس نسخے کو متعدد علماء کرام نے نسخہ جید قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مزید 10 نسخے پیش کیئے ہیں۔ قارئین کرام سے عرض ہے کہ قطعی ثبوت کی موجودگی میں ظنی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ جس طرح میں نے قلمی نسخے پیش کیئے ہیں اس طرح

''اگر ایک روایت یا قول بعض نسخوں میں موجود نہ ہو اور بعض یا ایک نسخہ میں موجود ہو تو پھر یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ یہ نسخہ قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ اگر قابل اعتماد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ثقہ کی زیادتی کے اصول سے اس روایت یا قول کو موجود تسلیم کیا جاتا ہے۔امام ابوداؤد کی جرح کو ابن جوزی، ابن عبدالبر، ابن عبدالہادی اور ابن حجر عسقلانی وغیرھم متعدد علماء نے نقل کیا ہے لہٰذا اس جرح کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی صاحب صرف ظنی باتوں پر ہی اکتفاء کیئے ہوئے ہیں۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ پہلے کوئی قلمی نسخہ تو پیش کریں پھر نسخہ کے قابل اعتماد ہونے کی بات کریں۔ میں نے ایک یا دو نسخے نہیں 11 نسخوں کی تفصیل دی ہے۔ پہلے تو زبیر علیزئی صاحب ان کی ثقاہت غیر ثابت کر کے دکھائیں۔ نسخوں کا تقابل تو اس وقت ہوتا ہے جب دونوں طرف سے نسخے پیش کیئے جائیں۔ زبیر علیزئی صاحب نے تو کسی ایک نسخہ کا بھی حوالہ نہیں دیا صرف ظنی باتوں سے نسخوں کو مشکوک قرار دے رہے ہیں۔ زبیر علیزئی کو چاہیے تھا کہ میری کتاب کا جواب لکھنے سے پہلے ذرا تحقیق تو کر لیتے کہ کن کن نسخوں میں یہ جرح موجود ہے اور کن کن نسخوں میں جرح موجود نہیں ہے۔ اور پھر نسخوں کی اہمیت تو بیان فرما دیتے تا کہ قارئین پر بات واضح ہو سکتی۔ میں نے اپنی کتاب میں سلطان احمد بن سلطان صلاح الدین ایوبی کا نسخہ عکس بھی پیش کیا۔ اس نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ اس نسخہ کو خطیب بغدادیؒ کے نسخہ سے تقابل کر کے لکھا گیا اور یہ نسخہ ابن طبرزؒ کے سامنے پڑھا گیا اور متعدد محدثین کرام سے سماعت بھی ثبت ہیں۔ اور اس نسخے کو متعدد علماء کرام نے نسخہ جید قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مزید 10 نسخے پیش کیئے ہیں۔ قارئین کرام سے عرض ہے کہ قطعی ثبوت کی موجودگی میں ظنی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ جس طرح میں نے قلمی نسخے پیش کیئے ہیں اس طرح

زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ بھی کوئی مستند قلمی نسخہ پیش کریں اور پھر تقابل کریں۔

مزید یہ بھی عرض کر دو کہ میں نے اپنی کتاب میں حسن ظن رکھتے ہوئے امام ابوداؤد کی جرح کا انکار نہیں کیا بلکہ حافظ مغلطائیؒ کے قول کی بنیاد پر امام ابوداؤد کی جرح کو مرجوح قرار دیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے جب آخری مرتبہ اپنے شاگرد ابولولؤی کو یہ نسخہ املاء کروایا تو اس نسخہ میں یہ جرح کے الفاظ نہیں لکھوائے۔ اور اصول ہے کہ جدید قول کو مانا جاتا ہے جبکہ مقابلے میں اگر کوئی قدیم قول ہو۔ اور چونکہ ابن العبدؒ قدیم شاگرد ہیں۔ لہٰذا اُن سے روایت کی گئی جرح مرجوح ہی قرار پائے گی۔

زبیر علیزئی صاحب نے تحقیق کو چھوڑ کر وہی پرانی باتیں لکھی ہیں۔ لہٰذا اُن کو چاہیے کہ تحقیق کے میدان میں حق کا دامن ضرور تھامے رکھیں۔ لہٰذا ابن جوزی، ابن عبدالبر، ابن عبدالہادی اور ابن حجر عسقلانی سے اس جرح کو امام ابوداؤد سے نقل کرنا کوئی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ بحث اس جرح کے ثبوت میں نہیں بلکہ اس کے راجح اور مرجوع ہونے میں ہے۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ امام ابوداؤدؒ سے اس جرح کو ثابت کرنے کے بجائے راجح ہونا ثابت کریں۔ وگرنہ بصورت دیگر محدثین کرام سے جرح ثابت کرنا فضول ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد سے جرح کے الفاظ مرجوح ہیں اور مرجوح قول سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ اور جارحین میں امام ابوداؤد کو شامل کرنا مناسب نہیں ہے۔

امام یحییٰ بن آدمؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے جواب کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۴ پر امام یحییٰ بن آدمؒ کی جرح پر اعتراض اصول کے مطابق کیا مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس کا اپنے طور پر جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۲ پر لکھتے ہیں۔

زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ بھی کوئی مستند قلمی نسخہ پیش کریں اور پھر تقابل کریں۔

مزید یہ بھی عرض کردو کہ میں نے اپنی کتاب میں حسن ظن رکھتے ہوئے امام ابوداؤد کی جرح کا انکار نہیں کیا بلکہ حافظ مغلطائی ؒ کے قول کی بنیاد پر امام ابوداؤد کی جرح کو مرجوح قرار دیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے جب آخری مرتبہ اپنے شاگرد ابولولوی کو یہ نسخہ املاء کروایا تو اس نسخہ میں یہ جرح کے الفاظ نہیں لکھوائے۔ اور اصول ہے کہ جدید قول کو مانا جاتا ہے جبکہ مقابلے میں اگر کوئی قدیم قول ہو۔ اور چونکہ ابن العبدؒ قدیم شاگرد ہیں۔ لہٰذا اُن سے روایت کی گئی جرح مرجوح ہی قرار پائے گی۔

زبیر علیزئی صاحب نے تحقیق کو چھوڑ کر وہی پرانی باتیں لکھی ہیں۔ لہٰذا اُن کو چاہیے کہ تحقیق کے میدان میں حق کا دامن ضرور تھامے رکھیں۔ لہٰذا ابن جوزی، ابن عبدالبر، ابن عبدالہادی اور ابن حجر عسقلانی سے اس جرح کو امام ابوداؤد سے نقل کرنا کوئی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ بحث اس جرح کے ثبوت میں نہیں بلکہ اس کے راجح اور مرجوح ہونے میں ہے۔ زبیر علیزئی کو چاہیے کہ امام ابوداؤدؒ سے اس جرح کو ثابت کرنے کے بجائے راجح ہونا ثابت کریں۔ وگرنہ بصورت دیگر محدثین کرام سے جرح ثابت کرنا فضول ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد سے جرح کے الفاظ مرجوح ہیں اور مرجوح قول سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ اور جارحین میں امام ابوداؤد کو شامل کرنا مناسب نہیں ہے۔

امام یحییٰ بن آدمؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے جواب کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص۱۱۴ پر امام یحییٰ بن آدمؒ کی جرح پر اعتراض اصول کے مطابق کیا مگر زبیر علیزئی صاحب نے اس کا اپنے طور پر جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص۳۲ پر لکھتے ہیں۔

''حافظ ابن حجرؒ نے سفیان ثوری والی حدیث ترک رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنبلٍ و شَیْخُہٗ یَحْیٰی بْنُ آدم : ھو ضعیف: احمد بن حنبل اور ان کے اُستاذ یحییٰ بن آدم نے کہا: وہ (حدیث) ضعیف ہے۔ (تلخیص الحبیر ۱/۲۲۲) اگر کوئی کہے کہ جرح کے الفاظ نقل کریں، تو عرض ہے کہ ہم نے الفاظ نقل کر دیے ہیں۔ (البدر المنیر ۳/۴۹۲)

الجواب

عرض ہے کہ میں نے یہ لکھا تھا کہ زبیر علیزئی صاحب امام یحییٰ بن آدم سے جرح کے الفاظ نقل کریں مگر زبیر علیزئی صاحب نے تحقیقی میدان چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق لکھنا شروع کر دیا۔ زبیر علیزئی پر یہ لازم تھا کہ وہ امام احمدؒ اور امام یحییٰ بن آدم کی اصل عبارت نقل کرتے مگر زبیر علیزئی نے ابن ملقن کی کتاب البدر المنیر ۳/۴۹۲ کا حوالہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ابن الملقن یا حافظ ابن حجر سے امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن آدم تک سند ثابت کریں۔ اور اگر کہیں کہ یہ کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت کرنے میں سند کی ضرورت نہیں ہوتی ہے تو پھر عرض ہے کہ کس کتاب کی یہ عبارت ہے لہٰذا کتاب کا تعین کریں اور اگر کہیں کہ یہ عبارت امام احمد بن حنبل کی العلل و معرفۃ الرجال کی ہے۔ تو پھر عرض ہے کہ کتاب سے اصل عبارت کیوں نہیں لکھتے۔ حافظ ابن حجر، حافظ ابن ملقن اور امام بخاریؒ کی کتابوں کے حوالے کیوں پیش کیے جاتے ہیں؟ جناب ہم اصل عبارت قارئین کرام کے سامنے پیش کر دیتے ہیں تاکہ حقیقت جاننے میں آسانی ہو۔

(i) امام بخاریؒ لکھتے ہیں قال احمد بن حنبل عن یحیی بن آدم نظرت فی کتاب عبدالله بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه "ثم لا یعود" جزء بخاری رقم: ۳۲ امام بخاری کے حوالے سے معلوم ہوا کہ عاصم بن کلیب کی روایت میں ثم لا یعود کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس عبادت میں بھی ثم لا یعود کے الفاظ کے ساتھ نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی

"حافظ ابن حجرؒ" نے سفیان ثوری والی حدیث ترک رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ و شَيْخُهُ يَحْيىٰ بْنُ آدم : هو ضعيف۔ احمد بن حنبل اوران کے اُستاذ یحییٰ بن آدم نے کہا: وہ (حدیث) ضعیف ہے۔ (تلخیص الحبیر ۲۲۲/۱) اگر کوئی کہے کہ جرح کے الفاظ نقل کریں، تو عرض ہے کہ ہم نے الفاظ نقل کردیے ہیں۔ (البدر المنیر ۴۹۲/۳)

الجواب

عرض ہے کہ میں نے یہ لکھا تھا کہ زبیر علیزئی صاحب امام یحییٰ بن آدم سے جرح کے الفاظ نقل کریں مگر زبیر علیزئی صاحب نے تحقیقی میدان چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق لکھنا شروع کردیا۔ زبیر علیزئی پر یہ لازم تھا کہ وہ امام احمدؒ اور امام یحییٰ بن آدم کی اصل عبارت نقل کرتے مگر زبیر علیزئی نے ابن ملقن کی کتاب البدر المنیر ۴۹۲/۳ کا حوالہ دے کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ابن الملقن یا حافظ ابن حجر سے امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن آدم تک سند ثابت کریں۔ اور اگر کہیں کہ یہ کتاب سے روایت ہے اور کتاب سے روایت کرنے میں سند کی ضرورت نہیں ہوتی ہے تو پھر عرض ہے کہ کس کتاب کی یہ عبارت ہے لہٰذا کتاب کا تعین کریں اور اگر کہیں کہ یہ عبارت امام احمد بن حنبل کی العلل و معرفۃ الرجال کی ہے۔ تو پھر عرض ہے کہ کتاب سے اصل عبارت کیوں نہیں لکھتے۔ حافظ ابن حجر، حافظ ابن ملقن اور امام بخاریؒ کی کتابوں کے حوالے کیوں پیش کیے جاتے ہیں؟ جناب ہم اصل عبارت قارئین کرام کے سامنے پیش کردیتے ہیں تاکہ حقیقت جاننے میں آسانی ہو۔

(i) امام بخاریؒ لکھتے ہیں قال احمد بن حنبل عن يحيىٰ بن آدم نظرت في كتاب عبدالله بن ادريس عن عاصم بن كليب ليس فيه "ثم لا يعود" جزء بخاری رقم: ۳۲ امام بخاری کے حوالے سے معلوم ہوا کہ عاصم بن کلیب کی روایت میں ثم لا یعود کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس عبارت میں بھی ثم لا یعود کے الفاظ کے ساتھ نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی

کا مطلقاً اس حدیث کو یحییٰ بن آدم کے حوالے سے ضعیف لکھنا صحیح نہیں ہے۔

(ii) امام احمد بن حنبل خود اس کے بارے میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کریں۔

"قال : حدثنا يحيىٰ بن آدم قال : املاء على عبدالله بن ادريس من كتابه عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود قال: حد ثنا علقمة عن عبدالله قال : علمنا رسول الله صلى الله عليه و سلم الصلاة : فكبر و رفع يديه ثم ركع، وطبق يديه و جعلهما بين ركبتيه ، فبلغ سعدا فقال: صدق أخي قد كنا نفعل ذلك ـ ثم أمرنا بهذا و أخذ بركبتيه (كتاب العلل و معرفته الرجال رقم : ٧١٤)

اَب آپ اس عبارت کو خود ملاحظہ کریں کہ اس عبارت میں امام احمد بن حنبلؒ یا امام یحییٰ بن آدمؒ نے کس مقام پر اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

اگر ضعیف نہیں لکھا اور اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر ہیں تو پھر امام یحییٰ بن آدمؒ کو جارحین میں شمار کرنا اصول کے خلاف ہے۔ پہلے بھی اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی ہمارے دعویٰ کو ثابت کرتی ہے۔

محدث بزارؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۵ پر امام بزارؒ کی جرح کی اصل وجہ بیان کی تھی کہ محدث بزار کو نہ تو سند پر اعتراض تھا اور نہ ہی متن پر محدث بزارؒ کی جرح اس حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے پر تھی۔ مگر زبیر علیزئی نے عبارت کو نہ سمجھا اور پھر بغیر تحقیق کے ہی امام بزارؒ کی جرح کے بارے میں لکھا "یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وجہ سے محدث بزار نے جرح کی تھی، ہم بھی اسی وجہ سے سو فیصد متفق ہوں۔ لیکن یہ بات تو ثابت ہے کہ انہوں نے روایت مذکورہ پر جرح کی ہے کہ لہٰذا اس روایت کے جارحین میں سے

کا مطلقاً اس حدیث کو یحیٰی بن آدم کے حوالے سے ضعیف لکھنا صحیح نہیں ہے۔

(ii) امام احمد بن حنبل خود اس کے بارے میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کریں۔

"قال : حدثنا یحییٰ بن آدم قال : املاء علی عبدالله بن ادریس من کتابه عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود قال: حد ثنا علقمة عن عبدالله قال : علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلاة : فکبر و رفع یدیه ثم رکع، وطبق یدیه و جعلهما بین رکبتیه ، فبلغ سعداً فقال: صدق أخی قد کنا نفعل ذلك ـ ثم أمرنا بهذا و أخذ برکبتیه (کتاب العلل و معرفته الرجال رقم : ٤ ١ ٧)

اَب آپ اس عبارت کو خود ملاحظہ کریں کہ اس عبارت میں امام احمد بن حنبلؒ یا امام یحیٰی بن آدمؒ نے کس مقام پر اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

اگر ضعیف نہیں لکھا اور اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر ہیں تو پھر امام یحیٰی بن آدمؒ کو جارحین میں شمار کرنا اصول کے خلاف ہے۔ پہلے بھی اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی ہمارے دعویٰ کو ثابت کرتی ہے۔

محدث بزارؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۵ پر امام بزارؒ کی جرح کی اصل وجہ بیان کی تھی کہ محدث بزار کو نہ تو سند پر اعتراض تھا اور نہ ہی متن پر محدث بزارؒ کی جرح اس حدیث کے موقف اور مرفوع ہونے پر تھی۔ مگر زبیر علیزئی نے عبارت کو نہ سمجھا اور پھر بغیر تحقیق کے ہی امام بزارؒ کی جرح کے بارے میں لکھا "یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وجہ سے محدث بزار نے جرح کی تھی، ہم بھی اسی وجہ سے سو فیصد متفق ہوں۔ لیکن یہ بات تو ثابت ہے کہ انہوں نے روایت مذکورہ پر جرح کی ہے کہ لہٰذا اس روایت کے جارحین میں سے

ہیں۔ بعض الناس نے میرے بارے میں کالا جھوٹ بولا ہے کہ میں محدث بزار کی توثیق کا قائل نہیں ہوں۔ یقیناً انہیں ایک دن جھوٹ کا حساب دینا پڑے گا" جوابی مضمون ص ۳۲

الجواب

عرض ہے کہ میں نے امام بزارؒ کی جرح کی اصل وجہ بالکل صحیح بتائی تھی جس کا دبے الفاظ میں زبیر علیزئی نے بھی اقرار کیا ہے۔ مگر حیرانگی ہے کہ غیر مقلدین کا یہ محقق صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی باتیں لکھ دیتا ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے مفسر جرح اور وجہ لازمی بیان کی جاتی ہیں۔ دوسری طرف اگر آپ کو کسی محدث کی جرح سے اختلاف ہے تو پھر اس کو جارحین میں شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ پھر محدث بزارؒ نے اس حدیث کی نہ تو سند اور نہ ہی متن پر اعتراض کیا ہے۔ انہوں نے اعتراض صرف مرفوع یا موقوف ہونے پر کیا ہے۔ یہ بات تو ثابت ہے کہ اس حدیث کی سند اور متن دونوں محدث بزارؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ لہٰذا محدث بزار کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط ہے۔

دوسری طرف زبیر علیزئی صاحب نے جن محدثین کرام کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کیا ہے۔ وہی محدثین کرام بغیر ثم لا یعود کے اس حدیث کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ جب زبیر علیزئی صاحب خود امام بزار کی جرح کے قائل نہیں تو پھر احناف کے تعصب میں ان کا قول پیش کرنا صحیح ہے؟

دوسرا زبیر علیزئی صاحب کا مجھ پر جھوٹ کا الزام لگانا غلط ہے۔ محدث بزارؒ کے بارے میں زبیر علیزئی صاحب نے جو اعتراضات لکھے تھے میں نے انہی کی کتابوں سے بحوالہ ثابت کر دیا ہے۔ گذشتہ صفحات میں تفصیل ملاحظہ کریں اور اب جبکہ زبیر علیزئی صاحب امام بزارؒ کی ثقاہت کے قائل ہیں تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔

ہیں۔ بعض الناس نے میرے بارے میں کالا جھوٹ بولا ہے کہ میں محدث بزار کی توثیق کا قائل نہیں ہوں۔ یقیناً انہیں ایک دن جھوٹ کا حساب دینا پڑے گا'' جوابی مضمون ص ۳۲

الجواب

عرض ہے کہ میں نے امام بزارؒ کی جرح کی اصل وجہ بالکل صحیح بتائی تھی جس کا دبے الفاظ میں زبیر علیزئی نے بھی اقرار کیا ہے۔ مگر حیرانگی ہے کہ غیر مقلدین کا یہ محقق صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی باتیں لکھ دیتا ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے مفسر جرح اور وجہ لازمی بیان کی جاتی ہیں۔ دوسری طرف اگر آپ کو کسی محدث کی جرح سے اختلاف ہے تو پھر اس کو جارحین میں شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ پھر محدث بزارؒ نے اس حدیث کی نہ تو سند اور نہ ہی متن پر اعتراض کیا ہے۔ انہوں نے اعتراض صرف مرفوع یا موقوف ہونے پر کیا ہے۔ یہ بات تو ثابت ہے کہ اس حدیث کی سند اور متن دونوں محدث بزارؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ الہٰذا محدث بزار کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کرنا غلط ہے۔

دوسری طرف زبیر علیزئی صاحب نے جن محدثین کرام کو اس حدیث کے جارحین میں شمار کیا ہے۔ وہی محدثین کرام بغیر ثم لا یعود کے اس حدیث کی ثقاہت کے قائل ہیں۔ جب زبیر علیزئی صاحب خود امام بزار کی جرح کے قائل نہیں تو پھر احناف کے تعصب میں ان کا قول پیش کرنا صحیح ہے؟

دوسرا زبیر علیزئی صاحب کا مجھ پر جھوٹ کا الزام لگانا غلط ہے۔ محدث بزارؒ کے بارے میں زبیر علیزئی صاحب نے جو اعتراضات لکھے تھے میں نے اُنہی کی کتابوں سے بحوالہ ثابت کر دیا ہے۔ گذشتہ صفحات میں تفصیل ملاحظہ کریں اور اب جبکہ زبیر علیزئی صاحب امام بزارؒ کی ثقاھت کے قائل ہیں تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔

قارئین کرام اس نکتہ پر بھی غور کیجئے کہ جب امام بزارؒ کی اپنی کتاب مسند بزار موجود ہے تو صرف مبہم الفاظ نقل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امام بزارؒ سے اس حدیث کے بارے میں ضعیف کا لفظ یا کسی راوی پر جرح ثابت کر کے دکھائیں۔ وگرنہ امام بزارؒ کا نام جارحین میں نہ شمار کریں۔

امام محمد بن وضاحؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۵ پر امام محمد بن وضاحؒ کی جرح کی حیثیت واضح کر دی تھی کہ ان کی جرح صرف اُن روایات پر ہے جس میں ثم لا یعود کا لفظ ہے۔ لہٰذا ایسی تمام جرحیں خلط مبحث اور فضول ہیں جس میں ثم لا یعود پر اعتراض ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب بار بار ان محدثین کرام کے حوالے پیش کر رہے ہیں جس میں ثم لا یعود کے لفظ پر اعتراض ہے زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۳۳ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ محمد بن وضاحؒ نے صرف ''ثم لا یعود'' کے الفاظ والی روایت کو ضعیف کہا تھا۔ دوسری روایات کو نہیں تو عرض ہے کہ ابن وضاح سے کسی ایک ایسی روایت کی تصحیح یا تحسین نقل کر دیں جس سے ترک رفع یدین ثابت ہوتا ہے''۔

الجواب

عرض ہے کہ ابن وضاح کی جرح مضر ہی نہیں کیونکہ ان کی جرح ثم لا یعود کے الفاظ پر ہے۔ امام ابن عبدالبر انکی جرح کچھ ان لفظوں میں نقل کرتے ہیں۔

"محمد بن وضاح يقول الاحاديث تروى عن النبى ﷺ فى رفع يدين ثم لا يعود و ضعيفة كلها(التمهيد ۹/۲۲۱) کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ وہ

قارئین کرام اس نکتہ پر بھی غور کیجئے کہ جب امام بزارؒ کی اپنی کتاب مسند بزار موجود ہے تو صرف مبہم الفاظ نقل کرنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امام بزارؒ سے اس حدیث کے بارے میں ضعیف کا لفظ یا کسی راوی پر جرح ثابت کر کے دکھائیں۔ وگرنہ امام بزارؒ کا نام جارحین میں نہ شمار کریں۔

امام محمد بن وضاحؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۵ پر امام محمد بن وضاحؒ کی جرح کی حیثیت واضح کر دی تھی کہ ان کی جرح صرف اُن روایات پر ہے جس میں ثم لا یعود کا لفظ ہے۔ لہٰذا ایسی تمام جرحیں خلط مبحث اور فضول ہیں جس میں ثم لا یعود پر اعتراض ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب بار بار ان محدثین کرام کے حوالے پیش کر رہے ہیں جس میں ثم لا یعود کے لفظ پر اعتراض ہے زبیر علیزئی صاحب اپنے مضمون ص ۳۳ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ محمد بن وضاح نے صرف ''ثم لا یعود'' کے الفاظ والی روایت کو ضعیف کہا تھا۔ دوسری روایات کو نہیں تو عرض ہے کہ ابن وضاح سے کسی ایک ایسی روایت کی تصحیح یا تحسین نقل کر دیں جس سے ترک رفع یدین ثابت ہوتا ہے''۔

الجواب

عرض ہے کہ ابن وضاح کی جرح مضر ہی نہیں کیونکہ ان کی جرح ثم لا یعود کے الفاظ پر ہے۔ امام ابن عبدالبرؒ انکی جرح کچھ ان لفظوں میں نقل کرتے ہیں۔

"محمد بن وضاح يقول الاحاديث تروى عن النبی ﷺ فی رفع يدين ثم لا يعود و ضعيفة كلها(التمهيد ۹ / ۲۲۱) کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ وہ

احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثم لا یعود کے الفاظ سے روایت کیا ہے جو کہ ضعیف ہیں۔

امام محمد بن وضاح کی جرح سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی پر ہے۔ اور اِس مضمون کا موضوع ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر ہی رفع یدین کو ثابت کرنا ہے۔ یہ الگ موضوع ہے کہ ثم لا یعود کے ساتھ بھی یہ حدیث ثابت ہے مگر اس مضمون میں نفسِ موضوع ثم لا یعود نہیں ہے اور جہاں تک رہا یہ مسئلہ کہ امام محمد بن وضاح سے ثابت کریں کہ اُن سے (محمد بن وضاح) سے ثابت کریں کہ وہ رفع یدین کی حدیث کو صحیح حسن کہتے ہیں تو عرض ہے کہ امام محمد بن وضاحؒ کی جرح سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف ثم لا یعود کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں لہٰذا ثم لا یعود کے بغیر احادیث ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ اگر میں زبیر علیزئی کے سامنے ۱۰۰ محدثین کرام کے نام پیش کر دوں اور یہ کہوں کہ ان فلاں محدثین کرام سے رفع یدین کی احادیث کی تضعیف ثابت کریں اگر نہیں ثابت کر سکے تو مان لیں کہ یہ محدثین کرام رفع یدین کی احادیث کو صحیح کہتے تھے۔ تو کیا یہ اصول اُن کو قبول ہوگا مگر میں عرض کر دوں کہ تحقیق کے میدان میں الزامی جواب نہیں صرف اور صرف تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان منطقی اور مناظرانہ جوابات کی بجائے حق بات اور تحقیق پیش کریں تا کہ قارئین کرام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ میری تحریر کا مقصد صرف بلند دعویٰ کرنا نہیں اور نہ ہی کسی کا رد مقصود ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ رفع یدین کا مسئلہ عوام الناس کو سمجھ میں آسکے اور انہیں اس موضوع پر تحقیقی مواد مل سکے۔

امام بخاریؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ ص ۱۱۶ پر امام بخاری کی جرح کی حیثیت کا تعین کیا تھا کہ امام بخاری نے خود اس حدیث کے متن پر یا سند پر کوئی اعتراض

احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثم لا یعود کے الفاظ سے روایت کیا ہے جو کہ ضعیف ہیں۔ امام محمد بن وضاح کی جرح سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی پر ہے۔ اور اِس مضمون کا موضوع ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر ہی رفع یدین کو ثابت کرنا ہے۔ یہ الگ موضوع ہے کہ ثم لا یعود کے ساتھ بھی یہ حدیث ثابت ہے مگر اس مضمون میں نفسِ موضوع ثم لا یعود نہیں ہے اور جہاں تک رہا یہ مسئلہ کہ امام محمد بن وضاح سے ثابت کریں کہ اُن سے (محمد بن وضاح) سے ثابت کریں کہ وہ رفع یدین کی حدیث کو صحیح حسن کہتے ہیں تو عرض ہے کہ امام محمد بن وضاحؒ کی جرح سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صرف ثم لا یعود کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں لہٰذا ثم لا یعود کے بغیر احادیث ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ اگر میں زبیر علیزئی کے سامنے ۱۰۰ محدثین کرام کے نام پیش کردوں اور یہ کہوں کہ ان فلاں محدثین کرام سے رفع یدین کی احادیث کی تضعیف ثابت کریں اگر نہیں ثابت کر سکے تو مان لیں کہ یہ محدثین کرام رفع یدین کی احادیث کو صحیح کہتے تھے۔ تو کیا یہ اصول اُن کو قبول ہوگا مگر میں عرض کردوں کہ تحقیق کے میدان میں الزامی جواب نہیں صرف اور صرف تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان منطقی اور مناظرانہ جوابات کی بجائے حق بات اور تحقیق پیش کریں تا کہ قارئین کرام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ میری تحریر کا مقصد صرف بلند دعویٰ کرنا نہیں اور نہ ہی کسی کا رد مقصود ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ رفع یدین کا مسئلہ عوام الناس کو سمجھ میں آ سکے اور انہیں اس موضوع پر تحقیقی مواد مل سکے۔

امام بخاریؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ ص ۱۱۶ پر امام بخاری کی جرح کی حیثیت کا تعین کیا تھا کہ امام بخاری نے خود اس حدیث کے متن پر یا سند پر کوئی اعتراض

نہیں کیا۔ اگر دوسرے محدثین کرام سے کچھ اعتراضات نقل کیے بھی ہیں تو وہ ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض ہیں۔ زبیر علیزئی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے دوسرے جوابی مضمون ص ۳۳ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام بخاری کی جرح نقل نہیں کی لہٰذا امام بخاری کا نام جارحین میں نقل کرنا غلط اور باطل ہے۔ تو مؤدبانہ عرض ہے کہ کیا امام بخاریؒ کو ترک رفع یدین کے۔۔۔۔ میں شامل کرنا چاہیے اور یہ بھی بتائیں کہ انہوں نے جزء رفع یدین کیوں لکھی تھی؟''

الجواب

عرض ہے کہ میری کتاب کا مقصد ان نقاط کی وضاحت اور تحقیق تھی۔ جس پر انصاف سے کام لینا چاہیے تھا۔ میرا مقصد یہ بھی تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ترک رفع یدین والی مروی حدیث پر محدثین کرام کی جرح کی اصل حیثیت واضح ہو۔ میں یہ عرض کردوں کہ میدان جرح وتعدیل میں مفسر جرح کی اہمیت اس لیے زیادہ ہوتی ہے کہ اس سے اصل جرح کی وجہ سامنے آسکے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ روای میں کوئی ایک علت کسی ایک محدث کے نزدیک تو قابل جرح ہوتی ہے۔ مگر دیگر محدثین کرام کے نزدیک وہ علت راوی کو مجروح نہیں کرسکی۔ ٹھیک اسی طرح جن محدثین کرام نے اس حدیث پر ثم لا یعود کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔ دیگر محدثین کرام کے نزدیک اصول کے تحت یہ اعتراض غلط ہے۔ جبکہ میرے اس مضمون میں ثم لا یعود کے بغیر بھی دعویٰ ترک رفع یدین کو ثابت کرنا ہے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ بھی بیان کردوں کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی حدیث پر اکثر اعتراض شافعیوںؒ اور حنبلیوںؒ کے ہیں۔ ان کے نزدیک جو وجہ علت اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں دوسرے ائمہ کرام کے نزدیک یہ علت اس حدیث کو ضعیف ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔

زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے مفسر علت

بیان کریں۔ زبیر علیزئی اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اور محدثین کرام کی جیسی بھی جرح ہو اسے مقبول بنانے کے لیے دو نقاطی موقف پیش کرتے آ رہے ہیں۔

(i) یہ حدیث سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(ii) یہ فلاں محدث کی جرح جمہور کے مطابق ہے۔

اول تو سفیان ثوری کی تدلیس کی بنا پر اس حدیث کو ضعیف لکھنا خود جمہور کے خلاف اور شاذ و مردود قول ہے جس سے ائمہ کرام نے اتفاق نہیں کیا۔

دوم کچھ محدثین کرام کو جمہور کہنا ہی غلط ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی نے ۲۰ محدثین کرام کے حوالے لکھے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی کچھ محدثین کرام صرف ثم لا یعود کے لفظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو ہماری اس بحث کے میدان سے خارج ہے۔ ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی پر بھی محدثین کرام کا اختلاف ہے۔ ایک محدث امام وکیع کی غلطی بتاتا ہے تو دوسرا محدث سفیان ثوری کی اور کچھ تو عاصم بن کلیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ لہٰذا محدثین کرام تو جرح پر ہی متفق نہیں ہے اور دوسرا یہ بھی کہ ان کا یہ اعتراض اصول کے مطابق نہیں ہے۔ لہٰذا زبیر علیزئی صاحب کے صرف ترک رفع یدین والی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اعتراض نقل کر دیتے ہیں چاہے یہ اعتراض درست ہو یا نہ ہو۔ زبیر علیزئی صرف وہ حوالے نقل کر دیتے ہیں جس میں کسی ایک محدث نے بھی رفع یدین کی حدیث پر کیا ہو۔ مگر عرض ہے کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ ہمیں کسی بھی مسئلہ میں انصاف اور اصول کو پیش نظر رکھ کر تحقیق کرنی چاہیے۔

اسی طرح اس حدیث پر کوئی ٹھوس اعتراض نہیں تھا اس لیے امام بخاری نے اس حدیث پر کسی ایک راوی پر بھی جرح نہیں کہ بلکہ دیگر محدثین سے ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض کیا۔ اگر اس حدیث میں کوئی مفسر جرح ہوتی تو کیا امام بخاری خود اسے اپنے الفاظ میں نقل نہ کرتے۔ دوسرا زبیر علیزئی کو جزء رفع یدین کے راویوں کی توثیق اصول کے مطابق پیش کرنی چاہیے۔ تاکہ جزء رفع یدین کی حیثیت بھی واضح ہو جائے۔

امام ابن قطانؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ ص ۱۱۶ میں ابن قطان فاسیؒ کی جرح کے بارے میں لکھا تھا کہ ابن قطان کو جارحین میں شمار کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ابن قطانؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور ابن قطان کے نزدیک صرف ثم لا یعود کا لفظ قابل اطمینان نہیں ہے۔

مگر زبیر علیزئی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے جوابی مضمون ص ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

''ثم لا یعود وغیرہ الفاظ ترک کے بغیر (امام عبداللہ بن ادریس کی) مطلق حدیث اگر صحیح ہو تو اس سے حنفیہ اور آلِ تقلید کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ معلوم ہوا کہ جارحین میں ابن قطان الفاسی کا نام صحیح ہے''۔

الجواب

عرض ہے کہ ثم لا یعود کے بغیر کیا فائدہ پہنچتا ہے اس کا نتیجہ ہم پر رہنے دیں۔ اگر فائدہ نہ پہنچتا تو زبیر علیزئی اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اتنا زور نہ لگاتے۔ دوسری طرف زبیر علیزئی یہ مان چکے ہیں کہ ابن قطان کے نزدیک یہ حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی صحیح ہے۔ امام ابن قطانؒ لکھتے ہیں۔

"و الحديث عندي ـ لعدالة ـ رواته ـ أقرب الى صحة (بيان الوهم و الايهام ٣ / ٣٦٧)

دوسرا زبیر علیزئی صاحب اپنی کتاب نور العینین ص ۱۳۳ پر خود ابن قطان کی جرح کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''مجھے یہ کلام بیان الوھم والا یہام میں نہیں ملا تاہم اشارہ ضرور ملتا ہے''

زبیر علیزئی صاحب اب واضح بات کو ماننے کی بجائے اشاروں والی باتوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ کیا یہی تحقیق کا حق ہے؟ دوسرا امام جلال الدین سیوطی نے بھی اپنی کتاب اللآلی المصنوعۃ ۱۹۱۳ پر ابن قطان الفاسی سے اس حدیث کی تصحیح نقل کی ہے۔ مزید حافظ ابن

حجر نے اپنی کتاب القول المسدد ص ۸۹ پر امام ابن القطانؒ سے اس حدیث کی تصحیح نقل کی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ابن قطان اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں۔

میں نے متعدد بار اس دعویٰ کا اعادہ کیا کہ وہ جرح قابل قبول نہ ہوگی جس میں ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض ہو۔ زبیر علیزئی اس حدیث کے کسی ایک راوی کو بھی ضعیف ثابت نہیں کر سکتے۔ رہا سفیان ثوری کی تدلیس کا مسئلہ تو میں نے گزشتہ صفحات پر تدلیس کے جوابات تفصیلاً دے دیے ہیں۔ جس کے بعد تدلیس پر اعتراض صرف غیر منصف انسان ہی کرے گا۔ دوسرا زبیر علیزئی کم از کم اس بات کا تو اقرار کریں کہ یہ حدیث بغیر ثم لا یعود کے بھی ٹھیک ہے۔

امام عبدالحق الاشبیلیؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب ص ۱۱۷ پر امام الاشبیلیؒ کی جرح کے بارے میں لکھا تھا کہ امام عبدالحق الاشبیلی کے جرح کے الفاظ "لا یصح" مبہم ہیں۔ اور عندالمحدثین مبہم کی جرح مردود ہوتی ہے۔ اس پر زبیر علیزئی نے اپنے جوابی مضمون ص ۳۴ پر لکھا کہ

اگر کوئی کہے کہ یہ جرح مبہم ہے تو عرض ہے کہ یہ جرح دو وجہ سے بالکل صحیح ہے۔

اول: روایت مذکورہ سفیان ثوری کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دوم: یہ جرح جمہور محدثین کرام کے مطابق ہے۔ لہٰذا اسے جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط اور باطل ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی کا یہ اعتراض کم علمی پر محیط ہے۔ کیونکہ جب جرح واضح اور مفسر ہی نہیں تو پھر کس طرح اس جرح کو جمہور کے مطابق کہہ سکتے ہیں۔ جرح مبہم کو جمہور کے مطابق لکھنا علمی زیادتی ہے۔ دوسرا جمہور (عندالزبیر علیزئی) نے اس حدیث کے الفاظ

ثم لا یعود پر اعتراض کیا ہے۔ جو مضر نہیں کیونکہ ہمارا دعویٰ تو الحمد اللہ ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ثابت ہے۔

رہا مسئلہ سفیان ثوری کی تدلیس کا تو زبیر علیزئی کا موقف شاذ و مردود ہے۔ اور تفصیلاً سفیان ثوری کی تدلیس پر بحث پچھلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔ قارئین کرام کے لیے ایک اہم نکتہ یہ کہ امام عبدالحق الاشبیلی کی کتاب الاحکام کے رد میں ابن قطان الفاسیؒ نے بیان الواھم کتاب لکھی۔ اور امام ابن قطان نے عبدالحق اشبیلی کے موقف کو رد کرتے ہوئے مذکورہ حدیث کے بارے میں أقرب إلی الصحۃ لکھا۔ (بیان الواھم والا یہام ۳/۳۶۷)۔ لہٰذا عبدالحق الاشبیلی کی جرح قابل قبول نہیں ہے۔

امام ابن ملقنؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب محققانہ جائزہ ص ۱۱۸ پر امام ابن ملقن کی جرح کے بارے میں واضح لکھا تھا کہ ابن ملقنؒ نے اسے ضعیف کہہ کر جرح مبہم کی ہے۔ لہٰذا جرح مفسر قابل قبول ہوتی ہے اور جرح مبہم عندالمحدثین نا قابل قبول ہے۔ مگر زبیر علیزئی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے جوابی مضمون ص ۳۴ پر لکھتے ہیں۔ "جمہور محدثین کے مطابق اس جرح کو بعض الناس کا جرح مبہم کہہ کر رد کر دینا غلط ہے"۔

الجواب

عرض ہے کہ مبہم جرح کو جمہور محدثین کے مطابق کہنا ہی غلط ہے۔ میں نے اصول کے مطابق ابن ملقنؒ کی جرح کو مبہم لکھا تھا۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ فوقیت ہمیشہ اصول کی ہوتی ہے۔ جب تک جرح کی علت نہ بتائی جائے جرح کو ماننا غلط ہے۔ دیگر از اں محدثین کرام نے ثم لا یعود کی اضافت کبھی سفیان ثوری کی طرف کی ہے۔ اور کچھ محدثین کرام نے امام وکیع کی طرف۔ جب علماء کرام اس جرح پر ہی متفق نہیں تو

پھر جرح کس طرح قبول کی جاسکتی ہے۔ اور اگر ''ثم لا یعود'' کا اعتراض بھی ہو پھر بھی اصول کے خلاف غلط ہے۔ اور مزید یہ کہ احناف کا دعویٰ الحمد اللہ ثم لا یعود کے بغیر بھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضد میں آ کر نہ مانے تو میں صرف اللہ کی بارگاہ میں اس کی ہدایت کی دعا ہی کر سکتا ہوں۔

امام حاکمؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے محققانہ جائزہ ص ۱۲۱ پر امام حاکم کی جرح پر تبصرہ امام ابن قیم کے حوالے سے لکھا تھا مگر زبیر علیزئی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے جوابی مضمون ص ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

''حاکم نیشاپوری نے ''ثم لم یعد'' کے الفاظ کو غیر محفوظ (یعنی ضعیف قرار دیا) (الخلافیات للبیہقی بحوالہ المیز ۲ / ۴۹۳)۔ بعض الناس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: حافظ ابن قیم نے دیگر علماء کرام اور امام حاکمؒ کے تمام اعتراضات نقل کر کے اس کا تفصیلی رد لکھا ہے۔ (محققانہ جائزہ ص ۱۴۰) حالانکہ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین سے منع والی ساری احادیث باطل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے.....''

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی نے خود لکھ دیا کہ امام حاکم کو اعتراض صرف ثم لا یعود کی زیادتی پر تھا۔ جو ہمارے موقف کے مطابق ہے۔ کہ ثم لا یعود کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ الحمد اللہ ثابت ہوتا ہے۔ زبیر علیزئی نے اپنی کتاب نور العینین ص ۱۳۳ پر امام حاکم کو جارحین میں شمار کیا تھا۔ جس کے بارے امام ابن القیم نے ان کے اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لیا تھا۔ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں۔

''و قال حاکم خبر ابن مسعود مختصر و عاصم بن کلیب لم یخرج حدیثه فی الصحیح .... والادراج ممکن فی قوله ثم لم یعد واما باقیها فاما ان یکون قدروی بالمعنی وما ان یکون صحیحاً.

(تہذیب السنن مع مختصر السنن ۱/۳۶۸)

ترجمہ: امام حاکمؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی حدیث سے مختصر کی گئی ہے اور اس کے راوی عاصم بن کلیب کی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں ہے...... (ابن قیم فرماتے ہیں) اس حدیث میں لفظ لم یعد کا اندراج ہونا تو ممکن ہے لیکن باقی الفاظ حدیث یا روایت بالمعنی ہیں یا اسی طرح صحیح ہیں۔

اب اصل حقیقت تو عوام الناس کے سامنے ہے کہ ایک طرف ابن قیم کے مبہم الفاظ جرح اور دوسری طرف ابن قیم کی تفصیلی اور مفسر تعدیل۔ اصول الحدیث کے مطابق ہمیشہ اہمیت مفسر دلیلوں کی ہوتی ہے۔ مبہم الفاظ و دلیلوں سے استدلال غلط اور مردود ہے۔ دیگر یہاں ایک اور بات اہم ہے کہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب الموضوعات میں ابن قیم کا اس موضوع پر تفصیلی رد لکھا ہے۔ لہٰذا ابن قیم کی مبہم جرح قابل رد جبکہ ان کی مفسر تعدیل قابل قبول ہوگی۔ اُمید ہے کہ زبیر علیزئی صاحب اصول کی پاسداری کریں گے۔

امام نوویؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے محققانہ جائزہ ص ۱۱۸ پر امام نوویؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امام نووی کا دعویٰ اجماع صحیح نہیں جبکہ جمہور محدثین کرام اس حدیث کے قائل ہیں۔ زبیر علیزئی نے اس پر اعتراض اپنے جوابی مضمون ص ۳۵ پر لکھا ہے۔

''بعض الناس نے لکھا ہے کہ امام نوویؒ کا یہ دعویٰ اجماع صحیح نہیں ہے جبکہ جمہور.......

محدثین کرام اس حدیث کی تصحیح کے قائل ہیں' عرض ہے کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ متقدمین میں سے امام ترمذی کے علاوہ ایک محدث سے روایتِ مذکورہ کی تصحیح صراحتاً ثابت نہیں ہے۔

الجواب

عرض ہے کہ امام نووی کا دعویٰ اجماع صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جن محدثین کرام کو زبیر علیزئی صاحب جمہور سمجھتے ہیں انہوں نے اس حدیث کے متن کے اندر صرف ثم لا یعود کے اضافہ کا اعتراض نقل کیا ہے۔ اگر کسی بھی محدث نے ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض نقل کئے ہیں تو وہ ہمارے موقف اور استدلال کو غلط نہیں ثابت کر سکتے۔ ہمارا تو استدلال ہے کہ احناف کا دعویٰ بغیر ثم لا یعود کے بھی ثابت ہوتا ہے۔ میں نے اس بات کو واضح طور پر اپنی کتاب رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ میں بیان کر دیا تھا۔ میں نے اپنی کتاب میں تقریباً ۵۷ محدثین کرام سے اس حدیث کی تصحیح بھی ثابت کی ہے۔

لہٰذا قارئین کرام یہ نکتہ ذہن نشین کرلیں کہ وہ جرح قابل قبول نہ ہوگی جس میں ثم لا یعود کی زیادتی پر اعتراض ہو۔

امام دارمیؒ اور امام بیقھیؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے اپنی کتاب رفع یدن پر...... محققانہ جائزہ ص ۱۱۹ و ص ۱۲۰ پر امام دارمی اور امام بیقھی کی جرح پر لکھا تھا کہ ان دونوں جرح کی سند نا معلوم ہے۔ زبیر علیزئی صاحب اپنے جواب مضمون ص ۳۵ پر لکھتے ہیں۔

''جو لوگ کتابوں سے بے سند حوالہ پیش کرتے رہتے ہیں مثلاً کتب فقہ سے امام ابوحنیفہ کے حوالے تو ان کی شرط پر درج بالا حوالہ پیش کرنا صحیح ہے''۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی کا جواب یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ میرے جواب سے متفق ہیں کہ ان اقوال کی سند نا معلوم ہے۔ لہٰذا بے سند اقوال پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اصول جرح کے الفاظ نقل ہیں۔ دوسرا زبیر علیزئی کا فقہ حنفی کی کتابوں پر بے سند اقوال کا طعنہ دینا فضول ہے۔ کیونکہ زبیر علیزئی صاحب پہلے فقہ کے اصول کا مطالعہ کریں اور پھر بے سند اقوال کا جواب دیں۔

الحمد اللہ فقہ حنفی روایتاً و درایتاً دونوں طریق سے ثابت و مدون ہے۔ زبیر علیزئی کا جواب یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ احناف کے خلاف کسی بھی طرح کا اعتراض نقل کرنا جائز ہے۔ اعتراض چاہے اصول کے مطابق ہو یا اصولوں کے خلاف ہو۔ لہٰذا مسلکی تفاوت میں ایسے بے سند حوالے اور ہر طرح کے فضول اعتراض سے اجتناب کرنا چاہیے اور تحقیق کا دارومدار صحیح نیت اور مقرر شدہ اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے۔

امام ابن نصر مروزیؒ کی جرح پر زبیر علیزئی کے موقف کی تحقیق

میں نے رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ ص ۱۱۹ پر امام نصر مروزیؒ کی جرح کے متعلق لکھا تھا کہ امام نصر مروزی کا اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر تھا۔ مگر زبیر علیزئی اپنے دوسرے جوابی مضمون ص ۳۶ پر لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ امام محمد بن نصر مروزی کا نام جارحین میں صحیح نہیں ہے تو عرض ہے کہ کیوں؟ کیا وہ ترکِ رفع یدین کی روایتِ مذکورہ کو صحیح کہتے تھے؟ حوالہ پیش کریں۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی اپنے مضمون ص ۳۵ پر خود لکھتے ہیں کہ ''ثم لا یعود (وغیرہ) الفاظ کے ساتھ ترکِ رفع یدین کی جو حدیث مروی ہے۔ امام محمد بن نصر المروزی نے ان الفاظ کی تضعیف پر خاص توجہ دی ہے''۔ زبیر علیزئی کے اس جواب سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ امام محمد بن نصرؒ کو اعتراض صرف ثم لا یعود کے الفاظ پر تھا۔ جبکہ میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ ہمارے خلاف ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی والے اعتراض فضول اور غلط ہیں۔ جب ہمارا مدعا ہی ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر ثابت ہے تو پھر کیوں ایسے حوالے پیش کر کے خلط مبحث کرتے ہیں۔ پہلے آپ یہ تسلیم تو کریں کہ یہ حدیث ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ثابت ہے۔ لہٰذا بار بار ثم لا یعود والے اعتراض نقل کر کے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالنا غلط ہے۔

زبیر علیزئی صاحب کا یہ لکھنا کہ ''کیا وہ ترک رفع الیدین کی روایت مذکورہ کو صحیح کہتے تھے'' ہی فضول اعتراض ہے۔ میں نے امام مروزیؒ کی جرح کی حیثیت کا تعین کیا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اُن کا اعتراض ثم لا یعود کے الفاظ پر تھا۔ لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام مروزیؒ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ سوائے ثم لا یعود کے الفاظ کے اور جس سے ہمارا موقف ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر بھی ترک رفع یدین کی ایک مضبوط اور واضح دلیل ہے۔

امام ابن قدامہ المقدسیؒ کی جرح کا تحقیقی جائزہ

زبیر علیزئی صاحب اپنے جوابی مضمون ص ۳۶ پر لکھتے ہیں۔

''ابن قدامہ المقدسی نے ترک رفع الیدین والی روایت مذکورہ کو ضعیف کہا ہے۔

(المغنی ۱/۲۹۵)

الجواب

عرض ہے کہ جب تک جرح مفسر پیش نہ کی جائے گی تب تک جرح قابل قبول نہ ہوگی۔ کسی بھی حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے مفسر علت یا کسی راوی کا ضعیف ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلقاً ضعیف کا اعتراض کرنا مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا ابن قدامہ کی جرح مبہم ہے اور مبہم جرح قابل قبول عند المحدثین نہیں ہوتی۔

زبیر علیزئی کے منطقی استدلال کا جواب

(i) زبیر علیزئی اپنے جوابی مضمون ص ۳۶ پر لکھتے ہیں۔

''ان جارحین میں سے اگر بعض کے نام خارج کر دیے جائیں تب بھی یہ جمہور محدثین وعلماء تھے جو روایتِ مذکورہ کو الفاظِ ترک کے ساتھ ضعیف وغیرہ سمجھتے تھے۔

الجواب

عرض ہے کہ زبیر علیزئی کے مندرجہ بالا قول میں یہ ملاحظہ کریں کہ ''الفاظ ترک کے ساتھ ضعیف وغیرہ سمجھتے تھے''۔ زبیر علیزئی کے اس قول سے یہ ثابت ہو گیا کہ زبیر علیزئی کے نزدیک جمہور محدثین الفاظ ترک یعنی ثم لا یعود کو ضعیف سمجھتے تھے۔ لہٰذا اس قول سے دو چیزیں واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔

(i) جمہور کا اعتراض ثم لا یعود پر تھا۔ (ii) جمہور میں سے کسی ایک نے بھی سفیان ثوری کی تدلیس کا اعتراض نقل نہیں کیا۔

لہٰذا جمہور کے نزدیک تدلیس کے اعتراض تو مردود اور غلط اور شاذ ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرا جمہور محدثین ثم لا یعود کے بغیر بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔

جبکہ میں نے کتاب رفع یدین پر...... محققانہ جائزہ اور اس مضمون میں متعدد بار

لکھ چکا ہوں کہ احناف کا دعویٰ الحمدللہ بغیر ثم لا یعود کے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا جمہور محدثین کرام اور علماء احناف کا دعویٰ بغیر ثم لا یعود کے ساتھ بھی متفق ہیں۔ لہٰذا ایسے حوالے دکھا کر عوام الناس کو مغالطے میں ڈالنا غلط ہے جس میں ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض ہو۔ جب میرا دعویٰ ہی بغیر ثم لا یعود کے ثابت کرنا ہے۔ تو پھر آپ ایسے حوالے پیش کرنے میں غلط ہیں۔ عوام الناس بھی یہ ذہن نشین کر لیں کہ جب بھی کوئی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر اعتراض کرے تو آپ صرف ضعیف کے الفاظ دیکھ کر پریشان نہ ہوں۔ کیونکہ حدیث کو صرف ضعیف لکھنے سے حدیث ضعیف نہیں ہوتی۔ جبکہ مفسر علت و جرح نہ ہو۔ دوسرا یہ نکتہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ کوئی ایسا حوالہ بھی دیکھ کر پریشان نہ ہو جس میں ثم لا یعود کے الفاظ پر اعتراض نقل کیا گیا ہو۔ کیونکہ الحمدللہ ہمارا دعویٰ بغیر ثم لا یعود کے الفاظ بھی ثابت ہے۔

میں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس حدیث کو صحیح ماننا امام ترمذیؒ اور ابن حزم کے قول پر نہیں بلکہ اصول حدیث و جرح و تعدیل کی بنیاد پر ہے۔

اگر اس مذکورہ حدیث کو کسی ایک بھی محدث نے صحیح نہ لکھا ہوتا تو پھر بھی اصول کے تحت یہ حدیث صحیح ہوتی کیونکہ اس میں کوئی مفسر علت یا کوئی ضعیف راوی موجود نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اس حدیث کی تصحیح صرف ان دو محدثین سے ہی نہیں بلکہ میں نے اپنی کتاب رفع یدین پر..... محققانہ جائزہ ص ۱۲۲ سے ص ۱۲۷ تک ۵۷ محدثین کرام و علماء سے اس حدیث کی تصحیح ثابت کی ہے۔ جبکہ مزید ۵۰ حوالے اور بھی موجود ہیں امام بخاری سے منسوب جزء رفع یدین اور زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین فی اثبات مسئلہ رفع یدین کا تفصیلی جواب انشاء اللہ جلد ہی کتابی صورت میں شائع ہو جائے گا۔ جس سے آپ کو رفع یدین کی احادیث کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی تحقیقی اعتراض سامنے آئے گا تو انشاء اللہ اصول کی روشنی میں حتی الامکان صحیح جواب دینے کی کوششیں جاری رہیں گیں۔

اگر تفصیلی جواب لکھنا پڑا تو کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔ ورنہ ہر مضمون کا جواب انشاء اللہ ماہانہ سوئے حجاز لاہور میں شائع ہوگا۔

میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب عطا فرمائے۔ اور ہمیں مسلکی تعصب سے نکال کر دوستی، امن اور بھائی چارہ عطا فرمائے۔ اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت اور احترام پیدا کرے۔ (آمین)